

دجال

کون؟ کہاں؟ کب؟



وچاہیے

مسیحیان

یہودی

احادیث کی عصری تطبیق دعوت فکر اور عمل
سنسنی خیز معلوماً تہہ لکھ خیر انکشافات



تالیف
مفتی اعظم پاکستان
شاہ محمد

دَجَّال

کون؟ کہاں؟ کب؟

احادیث کی عصری تطبیق، دعوتِ فکر، لائحہ عمل و تدابیر

دجالیات

مسیحیات

مہدویات

مفتی ابوالسبج شاہ منصو

الفلاح کراچی

0321-5728310

دجال

حضرت مہدی، حضرت مسیح علیہما السلام اور دجال اکبر کے متعلق

مستند تحقیق، عصری تطبیق، دفاعی و اقدامی تدابیر

جملہ حقوق طباعت محفوظ ہیں

کتاب..... دجال کون ہے؟

مصنف..... مفتی ابولبابہ شاہ منصور

تعداد..... گیارہ سو

طبع اول..... 1430ھ - 2009م

ناشر..... الفلاح کراچی

تقسیم کنندہ: ادارۃ الانور، کراچی

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور	مکتبہ عمرو بن العاص، اردو بازار، لاہور
ممتاز، کتب خانہ، پشاور	مکتبہ فریدیہ 7-ب اسلام آباد
بیت الکتب، گلشن اقبال، کراچی	مکتبہ العارفی، جامعہ ادبیہ، فیصل آباد

اسٹاکسٹ: مکتبہ العصر، کراچی

0322-2111134

فہرست

صفحہ	عنوان
09	انتساب
10	مقدمہ: اکابر کے سائے تلے
	پہلا باب: مہدویات
17	حضرت مہدی کے نام ایک خط
18	ابتدائی تین باتیں
26	دم مست قلندر
33	کامیابی کا راز
38	تین خوش نصیب طبقے
44	اب بھی وقت ہے
53	جب لاد چلے گا، تجارا
59	دو دھاری تلواریں
65	کوئی ابہام سا ابہام ہے!

- 70..... گرجن دو چاند
74..... مہلت کا اختتام
83..... فطرت زبانیوں

دوسرا باب: مسیحیات

- 93..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وصیت امت محمدیہ کے نام
96..... مسیحا کا انتظار
98..... مسند عقیدہ
99..... معجزات کی حکمت
100..... راہ وفا کے راستے
101..... آخری معرکے کا میدان
105..... حج کی کڑی
108..... مسیحیات سے متعلق دس سوالات
108..... (1) آپ ہی کیوں؟
109..... (2) آپ کی پہچان کیسے ہوگی؟
110..... (3) آپ کے ساتھی کون ہوں گے؟
112..... (4) آپ کا کیا مشن ہوگا؟
113..... (5) مخصوص وقت
114..... (6) مدت قیام
115..... (7) آپ کہاں نازل ہوں گے؟
115..... (8) عالمی خلافت کے قیام کے بعد کے حالات

116..... (9) انتقال اور وفات..... ❀

117..... (10) آپ کے بعد..... ❀

119..... ایک اہم سوال کا جواب.....

تیسرا باب: دجالیات

123..... جھوٹے خدا کی تین نشانیاں.....

124..... دجال کا نام اور اس کا معنی.....

پہلا سوال: دجال کون ہے؟

129..... (1) سامری جادوگر..... ❀

129..... (2) حیرم آبیف..... ❀

134..... دجال کا شخصی خاکہ.....

134..... (3) امریکا..... ❀

142..... تین ضمنی سوالات.....

142..... (1) دجالی مذہب.....

146..... (2) دجال کے ساتھی.....

148..... دجال کے ظہور سے قبل فریب کی دو ممکنہ صورتیں.....

149..... پہلی صورت..... ❀

150..... دوسری صورت..... ❀

150..... فقہ دجال سے بچنے کے دو ذرائع.....

152..... بیداری کا وقت.....

152..... (3) دجال کی طاقت.....

155..... دولت اور خزانے..... ❀

- 157..... پانی اور غذا ❁
- 160..... قدرتی وسائل ❁
- 163..... دوا اور علاج ❁
- 163..... دجال کی سواری ❁
- 164..... جنت اور دوزخ ❁
- 165..... شیطانوں کی امانت ❁
- 165..... انسانی آبادی پر اختیار ❁

دوسرا سوال: دجال کہاں ہے؟

- 173..... دجال کے تین سوال
- 174..... (1) بیسان کا باغ
- 174..... (2) بحیرہ طبریہ کا پانی
- 175..... (3) زفر کا چشمہ
- 175..... دجال کے جاسوس
- 176..... 1- ڈیٹا انفارمیشن
- 179..... 2- مگران کیمرے
- 180..... 3- جیٹل اور کمپیوٹر
- 181..... 4- سفری ٹکٹ
- 181..... 5- رقوم کی منتقلی
- 182..... دجال کا مقام

تیسرا سوال: دجال کب برآمد ہوگا؟

- 210..... کرنا کیا چاہیے؟

212.....	روحانی تدابیر.....
212.....	• پہلی ہدایت.....
213.....	• دوسری ہدایت.....
214.....	• تیسری ہدایت.....
215.....	• چوتھی ہدایت.....
217.....	• پانچویں ہدایت.....
217.....	• چھٹی ہدایت.....
218.....	• ساتویں ہدایت.....
221.....	• آٹھویں ہدایت.....
221.....	ترویراتی تدابیر.....
222.....	• پہلی تدبیر: اتباع صحابہ.....
225.....	• دوسری تدبیر: جہاد.....
228.....	• تیسری تدبیر: فقہ مال و اولاد سے حفاظت.....
230.....	• چوتھی تدبیر: فقہ جنس سے حفاظت.....
233.....	• پانچویں تدبیر: فقہ غذا سے حفاظت.....
236.....	آخری بات.....
239.....	کتابیات.....
248-241.....	تصاویر اور نقشے.....

انتساب

ان اہل ایمان کے نام
جو دجالی فتنہ کے ہمنواؤں کے غیر معمولی اقتدار

..... نیز.....

قدرتی قوانین و وسائل پر ان کے ہمہ گیر عالمی قبضے کے باوجود
ان کے سامنے سر جھکانے پر تیار نہیں

اور

ایمانی زندگی کے ساتھ جینا اور اسی پر مرنا چاہتے ہیں

اللہم اجعلنا منهم! برحمتک یا أرحم الراحمین۔

مقدمہ

اکابر کے سائے تلے

خوبی یا خاوی:

یوں تو یہ کتاب ”دجال“ کے متعلق ہے مگر ”دجالیات“ کا عنوان اس کے بالکل آخر میں ہے۔ کتاب کی ابتدا میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا اور اس کے بعد سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ ”مہدویات“ اور ”مسیحیات“ سے گزرنے کے بعد ہی ”دجالیات“ کا ذکر آپ کو دیکھنے کو ملے گا۔

یہ اس وجہ سے کہ دجال کے تذکرے سے پہلے اس کے خاتمے کے لیے مبعوث کی جانے والی روحانی شخصیات کا تذکرہ ہو جانا چاہیے۔ شرکی طاقتوں کا تذکرہ ہو اور اس کے خاتمے کے لیے خیر کی قوتوں کا ذکر خیر نہ ہو تو یہ مزاج شریعت کے خلاف ہے۔ لہذا قاری کو اصل عنوان (دجالیات) تک پہنچنے کے لیے دو تمہیدی عنوانات ”مہدویات اور مسیحیات“ کے مطالعے سے فراغت تک انتظار کرنا ہوگا اور ”مسیح الہدی“ کے مطالعے کے بعد بھی وہ ”مسیح الصلاۃ“ کو پڑھ سکے گا۔ بعض کتابوں کے سرورق یا فہرست میں کچھ عنوانات پر کَشش

انداز میں ہوتے ہیں لیکن متن میں ان کا تذکرہ نہیں ہوتا یا ایسی گرم باراری نہیں ہوتی جتنی اس کی خبر گرم تھی۔ اس کے برعکس کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ متن میں ”اضافات“ کا وسیع و عریض کھاتہ کافی کھلے ہاتھوں سے کھول لیا جاتا ہے لیکن سرورق میں ان کا ذکر نہ ارد۔ زیر نظر کتاب اسی دوسری قسم سے تعلق رکھتی ہے۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ خوبی ہے یا خالی؟ لیکن یہ عرض ضرور ہے کہ انداز تالیف کی خامیوں پر کبھی مقصد تالیف کی اہمیت پردہ ڈال دیا کرتی ہے۔ قارئین سے اتنا اس ہے کہ انداز سے قطع نظر کر لیں۔ مقصد لو پیش نظر رکھیں۔ ان شاء اللہ! کتاب کی مقصدیت آپ کو مایوس نہیں کرے گی۔

تقدیم و تاخیر:

یہ تو ایک بات ہوئی۔ دوسری یہ کہ اگرچہ زمانی تسلسل کے لحاظ سے واقعات کی ترتیب کچھ اس طرح بنتی ہے کہ پہلے حضرت مہدی کا ظہور ہوگا، پھر دجال کا خروج ہوگا اور پھر اس فتنہ عظیم کے خاتمے کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ لیکن کتابی ترتیب میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر پہلے اور دجال کا بعد میں ہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ رحمانی قوتوں کے نمایندوں کا ذکر اکٹھے ہو جائے اور پھر شیطانی طاقتوں کا تذکرہ اس کے بعد آجائے۔ پھر جو چاہے جس صف میں شامل ہو یا جس فہرست میں نام لکھوانا پسند کرے۔ یہ فیصیح کی بات ہے۔

اہیام اور الجھنیں:

آخری اور تیسری بات یہ ہے کہ علامات قیامت کے اہیام میں جو اہیام در اہیام پوشیدہ ہے، وہ بجائے خود ایک قیامت ہے۔ ان علامات کی عمری تطبیق میں جو وجہ پیدا کیں پیش آتی ہیں اور قوی ترین قرآن پر قائم اندازے جس طرح عین وقت پر قوی حقائق سے دور بہت دور وچیدہ الجھنوں میں گھرے دکھائی دیتے ہیں، ان کی بنا پر یہ موضوع

جتنا دلچسپ ہے، زمانے کے حالات پر اس کی تطبیق اتنا ہی کٹھن درجہ صحت کا کام ہے۔ احتیاط کا دامن تھامتے ہوئے اور اکابر کی تشریحات کے سائے تلے پناہ لیتے ہوئے جو کچھ اس عاجز سے ہوسکا، پیش خدمت ہے۔ حتیٰ الامکان اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ احادیث کی عصری تطبیق کے شوق میں کہیں فرامین نبوی کو کھینچ تان کر کوئی مخصوص مفہوم نہ پہنایا جائے نہ مخصوص حالات کے مطابق بے زور ڈھالا جائے۔ صرف وہی بات کہی جائے جو اب صاف صاف سمجھ میں آتی ہے اور اس پر بھی اصرار نہ کیا جائے۔

جانے یا اللہ!

یہاں یہ سوا ضرور اٹھے گا کہ اس موضوع پر جو "حضرت" جمع کیا گیا ہے، یہ اس سے قبل پیش خدمت کرنے میں کیا مانع تھا؟ اگر ہم آخری زمانہ سے قریب ہیں اور آخری زمانوں کے فتنوں کی اتنی ہی اہمیت ہے تو پھر آج تک اس موضوع سے صرف نظر کی کیا حکمت تھی؟ یہ مصیبت تھی یا مدد؟ دریدہ دہشتہ چشم پوشی تھی یا ناواقفیت؟ یہ سوا بذات خود معقول اور بر محل ہے اور اس کا جواب کتاب کے پہلے مضمون میں مفصل و مدلل ہے۔ ہم عاجز انسانوں سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ الحمد للہ ہم کر گذرے۔ "اے رب کی باتیں وہی جانے۔ منکوس کے پاس اللہ سے منت و زاری اور بندوں سے خیر خواہی کے علاوہ دھرا ہی کیا ہے؟؟؟"

اتفاق میں اختلاف:

یہاں یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ اس وقت دنیا میں موجود تین بڑے آسانی مذہب (اسلام، یہودیت، عیسائیت) کے ماننے والے، جو دنیا کی غالب اکثریت بھی ہیں، ایک ہستی کا انتظار کر رہے ہیں جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگی اور انسانیت کے لیے نجات دہندہ ثابت ہوگی۔ ہر آسانی ملت میں اس "مسح موعود" کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن

اس اجمالی اتفاق کے بعد تینوں ملتوں میں اس کی تفصیل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اہل اسلام حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے آسمان سے نزول کے منتظر ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ صلیب توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے (یعنی دنیا میں صلیب کی عبادت موقوف اور اس پلید جانور کا گوشت کھانا بند کر دیا جائے گا) ٹیکس ختم کر دیں گے۔ اور دنیا بھر میں عادلانہ اسلامی شریعت قائم کریں گے۔

عیسائی حضرات بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منتظر ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہونے کے تین دن بعد آسمان پر لے جائے گئے اور پھر آخر زمانہ میں نازل ہو کر غیر عیسائیوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس دوران عیسائی حضرات آسمان کے بالا خانوں میں بیٹھ کر غیر عیسائی انسانیت کے خاتمے کا مشاہدہ کریں گے۔ جبکہ مسلمانوں کے نزدیک سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک صحیح سالم آسمان پر لے گئے۔ یہودی ان کا بال بیکا نہیں کر سکے۔ پھر آپ نازل ہو کر یہودیوں کا خاتمہ کریں گے۔ اور یہودیوں کے ساتھ وہ عیسائی جو ”صہیونی عیسائی“ بن کر یہودیوں کے مددگار تھے، اس کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور بقیہ رحل و دہر و عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لے آئیں گے۔

یہودی جس شخصیت کا انتظار کر رہے ہیں وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ”القائم المنتظر“ ہے اور یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اس کی بدولت تمام دنیا پر حکومت کریں گے۔ ”مسیحا“ (یعنی المسیح الدجاں، مسیح الشر و الفضل) کی آمد پر عالمی یہودی ریاست قائم ہو جائے گی۔ تمام غیر یہودی، یہودیوں کی اطاعت قبول کر لیں گے اور یہودی ان میں سے صرف اتنے افراد کو زندہ چھوڑیں گے جنہوں کی وہ اپنی خدمت کے لیے ضرورت محسوس کریں گے۔

آخری معرکہ

ن تینوں امتوں کے نظریات میں یہ بات بھی قدر مشترک ہے کہ ”سیما“ کے ذریعے انسانیت کو نجات ملنے سے پہلے کر ارض پر ایک زبردست اور تباہ کن جنگ برپا ہوگی۔ اس معرکہ عظیم میں جسے ”ام الحارک“ یعنی جنگوں کی ماں کہا جا رہا ہے، میں کم از کم دو تہائی انسانی آبادی ملامیت ہو جائے گی۔ زندہ بچ جانے والے ایک تہائی لوگ اس دنیا پر بلا شرکت غیرے حکومت کرے گی۔ اب وہ ایک تہائی قوم کون ہوگی؟ اور دنیا پر کس نظریے کے تحت حکمرانی کرے گی؟ اس کا فیصلہ ہونا باقی ہے اور یہ فیصلہ فلسطین کے قریب ”ہرمدون“ کی وادی میں ہوگا جسے اہل مغرب ”آرمیگاڈون“ کہتے ہیں۔ عیسائی اور یہودی دونوں اس فیصلہ کن معرکہ کی زبردست تیاری کر رہے ہیں صحیح یہ ہے کہ کچلے ہیں اور صرف ایک قیمت خیز دھماکے کے خطر ہیں جو (معاذ اللہ) ”گنبد محرقہ“ کے انہدام پر ہوگا کیونکہ ان کے (فرسودہ نظریات اور من گھڑت مذہبی داستانوں کے مطابق) بیکل کی مسافر شدہ عمارت ”گنبد محرقہ“ کے نیچے ہے۔ جب گنبد کی بنیادیں اکڑ کر بیکل کے آثار برآمد ہوں گے تو ”سیما“ نکل آئے گا اور اس کی آمد پر وہ قتل عظیم برپا ہوگا جس کے بعد غیر یہودی و عیسائی انسانیت (خصوصاً اہل اسلام) کا خاتمہ ہو جائے گا اور اہل مغرب (یہودی یا عیسائی) بلا شرکت غیرے اس کرو ارض نے حکمران ہوں گے۔

واحد راہ نجات:

اس اعتبار سے آج کی دنیا تیسری جنگ عظیم کے دہانے پر کھڑی ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب مغرب و مشرق اس جنگ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ فرق اتنا ہے کہ اہل مغرب نے اس کی تیاری کر رکھی ہے۔ وہ لوگ خود کو لادیت پسند کہلاتے ہیں اور غیبی حقائق و پیش گوئیوں کے قائل نہیں سمجھتے جاتے لیکن انہوں نے درپردہ خود کو تورت و

انجیل اور تالمود کی تحریف شدہ پیش گوئیوں کے مطابق خود کو تیار کر لیا ہے۔ جبکہ اہل مشرق آتش فشاں کے دہانے پر کھڑے ہو کر بھی اس ہولناک انفجار سے بے خبر ہیں جس کی ان کے نبی پاک الصداق المصدق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور ان کی دی گئی اطلاعات حرف بہ حرف پورا ہوتے ہوئے مکمل ہونے کے قریب پہنچ چکی ہیں۔ یہ کتاب اہل اسلام کی خدمت میں دہائی ہے، فریاد ہے، منت و زاری اور عاجزانہ التجا ہے۔ مغرب سے اٹھنے والا طوفان عنقریب ہم پر چڑھ دوڑنے والا ہے۔ ہمیں اپنے نجات دہندہ قائدین حضرت مہدی و حضرت مسیح علیہما السلام کی معیت میں ایمان راسخ و عمل صالح اپناتے ہوئے جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ یہی واحد، پہلی اور آخری متعین راہ نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی فکر نصیب فرمائیں اور قیامت سے پہلے جو قیامت ہماری منتظر ہیں، ان سے سرخروئی کے ساتھ گذرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

پہلا باب

مہدویات

حضرت مہدی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کے ساتھی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کی جدوجہد کس نوعیت کی ہوگی؟

حضرت مہدی کب، کہاں اور کس طرح ظاہر ہوں گے؟

حضرت حارث و منصور کا کردار کیا ہوگا؟

مغرب کی عظیم الشان مادی طاقت کے خلاف آپ کیونکر کامیاب ہوں گے؟

حضرت مہدی کے نام ایک خط

دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔ نقشبندیہ خاندان کے اکابر میں سے تھے۔ آخر عمر میں ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے۔ وہیں ان کی وفات بھی ہوئی اور وہیں قبر بھی ہے۔ آپ کو آخر زمانہ میں علامات قیامت کے ظہور خصوصاً حضرت مہدی کی قیادت میں عالمی ایمانی جدوجہد سے خصوصی دلچسپی تھی۔ حضرت مہدی کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہونا تھا۔ دوسری طرف انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیعی خاندان کو فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں۔ اور بیت اللہ چونکہ قیامت تک باقی رہے گا اس لیے مکہ میں چاہے سارے خاندان آجائیں، شیعی کا خاندان قیامت تک باقی رہے گا۔

چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کی جب آخری عمر ہوئی اور انہیں شدید اشتیاق تھا کہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت اور ان کی قیادت میں جہاد نصیب ہو جائے، تو ان کو عجیب ترکیب سوچی کہ جب یہ خاندان قیامت تک باقی رہے گا تو نا محال ظہور مہدی کے زمانہ میں بھی موجود رہے گا۔ جب حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور وہ کعبۃ اللہ کی دیوار سے ٹک لگائے مسلمانوں کو بیعت کریں گے تب کعبۃ اللہ کی کنجیاں شیعی خاندان کے کسی فرد کے ہاتھ میں ہوں گی۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر انہوں نے ایک حائل شریف اور ایک کمواری اور ایک خط حضرت مہدی کے نام لکھا۔ اس خط کا مضمون یہ ہے: ”فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں۔ ایسے مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تھا۔ مورفیع الدین کی طرف سے یہ حائل تو آپ کے لیے ہدیہ ہے اور یہ کمواری کسی مجاہد کو دے دیجیے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے بھی وہ اجر مل جائے۔“ اور یہ تینوں چیزیں شیعی کے خاندان والوں کے سپرد تھیں اور اس سے کہا کہ تمہارا خاندان قیامت تک رہے گا۔ یہ حضرت مہدی کے لیے امانت ہے۔ جب تمہارا انتقال ہو تو تم اپنے قائم مقام کو وصیت کر دینا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے قائم مقام کو وصیت کرے اور ہر ایک یہ وصیت کرتا جائے یہاں تک کہ یہ امانت حضرت مہدی تک پہنچ جائے۔“ (خطاتہ کلیم الاسلام ج 2، ص 98)

ابتدائی تین باتیں

حضرت مہدی کے حوالے سے تین باتیں سمجھنا بہت اہم ہیں (۱) حضرت مہدی کون ہوں گے؟ (۲) ظہور کے بعد یا زین گے؟ (۳) کب حاضر ہوں گے؟ ان کو اگر سمجھ لیا جائے تو اس موضوع سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ آج تک اس حوالے سے جو گمراہیاں پھیلی گئیں یا جو غلط برتنی گئی، ان کی مٹانے کی بھی نہیں رہتی۔

پہلی بات: حضرت مہدی کون ہوں گے؟

سب سے پہلا سوال یہ ہے حضرت مہدی کون ہوں گے؟ اس سوال کا جواب دو

طرح سے دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ حضرت مہدی کا غائبانہ تعارف:

حضرت کا غائبانہ تعارف تو متعین ہے کہ وہ جنسی مردات میں سے ہوں گے۔ ان کا

نام نامی محمد یا احمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ مہدویات کے محقق علامہ سید برزنجی فرماتے ہیں

مجھے ان کی والدہ کے نام سے بارہ میں کوئی صحیح روایت نہیں ملی ابھی بعض حضرات نے

والدہ کا نام "آمنہ" تحریر کیا ہے۔ ممدن ان کا نام نہیں، لقب ہے۔ بمعنی عداوت یا لڑائی۔ یعنی

امت کو ان کے دور میں جن امور کی ضرورت ہوگی اور جو چیزیں اس کی کامیابی اور برتری کے لیے ضروری ہوں گی اور پوری روئے زمین کے مسلمان بے تحاشا قربانیاں دینے کے باوجود محض ان چند چیزوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہو رہے ہوں گے، حضرت مہدی کو قدرتی طور پر ان کا ادراک ہوگا اور وہ ان کوتاہیوں کی تلافی اور ان چند مطلوبہ صفات کو باسانی اپنا کر امت کے لیے مثالی کردار ادا کریں گے۔ اور وہ کچھ چند سالوں میں کر لیں گے جو صدیوں سے مسلمانوں سے بن نہ پڑا ہوگا^۱ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ عام انسانوں کی طرح پیدا ہوں گے۔ 40 سال کی عمر میں امت مسلمہ ان کو اپنا قائد بنائے گی اور ان کے ماتھے پر بیعت کر کے کفر کے برپا کردہ مظالم سے خلاف وہ عظیم جہاد شروع کرے گی جس کا اختتام عالمی خلافت اسلامیہ کے قیام پر ہوگا۔ یہ تو ان کا سیدھا سادہ تعارف ہے جو اکثر احادیث میں موجود ہے۔

2- حضرت مہدی کا حاضرانہ تعارف

جہاں تک بات حاضرانہ تعارف کی ہے تو اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ یاد رکھنی چاہیے کہ وہ شخص سچا مہدی بھی ہو ہی نہیں سکتا جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرے۔ دعوائے مہدویت اور حقیقی مہدویت میں آگ اور پانی کا تضاد ہے۔ اس کے کئی دلائل ہیں۔ چونکہ جموٹے مدعی دور میں فتنہ پھیلاتے رہے ہیں ہمارے زمانے میں بھی اس روحانی منصب پر فار ہو کر دنیوی مفادات بنورنے والوں کی کمی نہیں بذا ہم جموٹے مدعیوں کے فتنے کی تردید میں چند مضبوط دلائل پیش کرنے کی کوشش کریں گے

(۱) ”مہدویت“ ایک روحانی منصب ہے اور میرے شیخ و مرشد محبوب العلماء والصلی حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحب نقشبند، امت پرکاشم اکابر کا ایک مقول نقل فرمایا کرتے ہیں ”تصوف سے میدان میں مدعی نہ آجائے“۔ ”پھر بات یہ ہے۔“

سادات کو ظہور مہدی کا اتنا مصلحی اس لیے سے کہ وہ اپنے جائز دعوے اور حق سے دستبردار ہو گئے تھے تو اب سچے مہدی کے لیے دعوے کے ذریعے یہ عظیم منصب حاصل کرنے کی کیا گنجائش رہ گئی ہے؟ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نواسہ رسول سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ عظیم ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے تھے اور محض مسلمانوں میں اتفاق اور مصلح کی خاطر اپنا یہ حق چھوڑ دیا۔ اس کے بدلے آخر زمانے میں جب امت کو اتفاق واقعی ضرورت ہوگی تو اللہ پاک انہی کی اولاد میں سے ایک مجاہد یدر عالمی سطح پر خلافت کے قیام کے لیے منتخب فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کوئی چیز چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو یا اس کی اولاد اس سے بہتر چیز عنایت فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ محمد و علقمے میں خلافت چھوڑنے کے بدلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو عالمی خلافت کا اہم ملے گا۔ آپ کے حسی ہونے کی دوسری وجہ علمائے کرام نے یہ لکھی ہے جس طرح حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے بہت سے انبیاء کرام آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایک نبی بھیجے جو ”خاتم الانبیاء“ تھے۔ اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے بہت سے اولیاء آئے جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک ہی بہت بڑے دن آئیں گے جو ”خاتم الاولیاء“ ہوں گے۔ (دیکھیے، ملا علی قاری کی مرقاۃ المفاتیح 147/10 اور مولانا ادریس کاندھلوی کی التعلیق المصحح 197/6)

(2) مہدویت کا ان خود دعوئی کرنے والے نے جوئے ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مہدیؑ کی حدیث شریف کی بیان کردہ واضح علامت اور سچے اللہ والوں کے طریقے کے مطابق امامت و مجدد اور منصب قیوں رہنے سے جتنا ان سے بن پڑے گا گریز کریں گے حتیٰ کہ وہ سادہ معاد جو دنیا کے مختلف حصوں (پاکستان، افغانستان، بنگلہ دیش،

مہکش، ایجز، انٹرنیشنل، سوڈان) سے حضرت مہدی کی تلاش میں آئے ہوں گے اور ہر ایک کے ہاتھ پر تیس سو دس سے کچھ اوپر افراد نے بیعت کر رکھی ہوئی اور یہ سب مل کر شدت سے اس شخص کو تلاش کر رہے ہوں گے جس کے ہاتھ پر بیعت سے امت میں اتحاد و اتفاق ہوگا، مرکزی قیادت غیب ہوگی، رفتوں کا خاتمہ ہوگا، یورپ کے صلیبوں اور امریکا و اسرائیل کے یہودیوں کی سازشیں، متوزدیں کی ہمارے حکومت البیہ قائم ہوگی، یہ سب اہل علم و صدق بھی ہوں گے اور اپنی اپنی جماعت سے موت تک جہاد کی بیعت بھی لیے ہوئے ہوں گے (اسے اہل اسلام، علم وین، تصوف شری اور جہاد فی سبیل اللہ کے حامین و داعیوں سے تم کہاں ورنہ خالیے جاتے ہو؟) یہ ساتوں حضرات مل کر حضرت مہدی کو حرم میں تلاش کریں گے۔ جب حضرت مہدی تک پہنچ جائیں گے اور ان میں تمام علامتیں پا میں گے تو تصدیق کے لیے ان سے پوچھیں گے "آپ فلاں بن فلاں ہیں؟" حضرت مہدی ان کو خوبصورتی سے ٹالنے ہوئے ہیں گے "میں تو ایک انصاری ہوں۔" یعنی اللہ کے دین کی مدد کرنے والے اور یہ ہمہ کرمہ کرمہ سے چھپ کر مدینہ منورہ چلے جائیں گے۔ یہ حضرات آپ کو تلاش کرتے کرتے مدینہ شریف پہنچ جائیں گے۔ حضرت مہدی مامت کا عہدہ دیے جانے سے بچنے کے لیے ان سے چھپ کر پھر مکہ مکرمہ آجائیں گے۔ یہ علمائے کرام سب تاب ہوں گے کہ ہم نے دنیا بھر میں جہاد کیا۔ اصداتی کوششیں کیں۔ جان و مال و عزت و تہر کی سب حساب قربانیاں دیں۔ مگر ابھی ہاتھ آئے نہیں دسہ رہی۔ کفر کا زور ٹوٹ رہا ہے نہ کفریات کا عہد ختم ہو رہا ہے اور ان کی وجہ محض کسی جری اور اہل قدامت کا نہ ہوتا ہے۔ امت کو جس قادم کی صورت سے جس میں قتل و سوجھ و بوجھ بھی نہ، جرات و شجاعت بھی اور قدرت کی طرف سے ہدایت و نصرت بھی، ان کے قریب پہنچے، ابھی ہم پھر محرم رہ گئے۔ یہ آپ کو کھوتے کھوتے چھوڑ دینی آئیگیں۔ اس طرح تین تین تین کے درمیان نہیں

گے۔ آخر کار یہ علماء قیسری مرتبہ حضرت مہدی کو حجر اسود کے پاس جاویں گے۔ آپ کعبہ کے ساتھ چست نہ، چہرہ کعبہ کی دیوار پر گر گزرتے ہوئے اُمت کی حالت پر رورہے ہوں گے۔ یہ علماء آپ کو پہلے خدا کا واسطہ دے کر کہیں گے کہ اگر آپ نے بیعت کے لیے ہاتھ نہ بڑھایا تو جتنی اُمت مظلومیت کی حالت میں ماری جا رہی ہے، اس سب کا گناہ آپ کے سر پر ہوگا۔ اس پر حضرت مہدی مجبور ہو کر مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان بیٹھ کر ان سے کہیں گے کہ آؤ پھر آخری فتح تک اکٹھے جینے مرنے کا عہد کرتے ہیں۔ امیر اور مامور کے اس عہد کو شریعت کی اصطلاح میں "بیعت" کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ ان علماء کرام سے شریعت کی اتباع اور مرتے دم تک جہاد پر بیعت لیں گے۔ اس ہجرت اور جہاد کے نتیجے میں عالمی سطح پر خلافت اسلامیہ قائم ہو جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما کر جہاد کا عمل جاری کیا تھا۔ حضرت مہدی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ ہجرت معکوس فرما کر جہاد کی سنت کو پھر سے زندہ فرمائیں گے اور مسلسل فوج کی میدانوں، تختوں اور خوابوں کو تعبیر مل جائے گی۔

(3) ایک اور دلیل جو خب جاہ کے مریضوں کی طرف سے مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو جھوٹا ثابت کرتی ہے، یہ ہے کہ ظہور سے پہلے خود حضرت مہدی اپنے مقام سے ناواقف ہوں گے۔ ان کی اپنی صلاحیتیں خود ان پر مخفی ہوں گی اور وہ ایک عام آدمی کی زندگی گزار رہے ہوں گے۔ بھلا وہ کیسے مہدی ہونے کا دعویٰ کر سکیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "المہدی ما اهل البیة یصنعه اللہ فی بیلہ" (اس ماجہ، باب خروج المہدی ۳۱۰/۴ و مسند احمد ۱۰۶/۱) ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک ہی راست میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرمادے گا۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”أی بفسحه لئہ فی سہ فی بفسحه الامارۃ والحدافۃ بقاءہ وبعثہ“ (سبح الحاجہ علی ہامس من ماحہ) یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اچانک ان کو امارت اور خلافت کی یہ صلاحیت عطا فرمادے گا۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ”فی سہ علیہ و نورقہ و بفسحہ و نورقہ بعد ان یکس کذلک“ (امہاج فی العس والملاحم ۳۱/۱) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و توفیق سے سرفراز فرما کر پہلے انہیں (حقیقت کا) الہام کریں گے اور اس مقام سے آشنا کریں گے، جس سے وہ پہلے ناواقف تھے۔

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں ”ایک عمیق حقیقت اس سے حل ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سواں اٹھ سکتا ہے کہ جب حضرت مہدی ایسی علی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر ان کا تحریف عوام و خواص میں کیسے مغلج رہ سکتا ہے؟ اس لیے مصائب و آلام کے وقت ان کے ظہور کا انتظار معقول معصوم نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اس لفظ (بفسحہ) سے فی سہ نے یہ حل کر دیا کہ یہ صفت خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں، لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیت الہیہ کے ماتحت اوجھل رہی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا، تو ایک ہی شب کے اندر ان کی اندرونی خصوصیات منظر عام پر آ جائیں گی۔ گویا یہ بھی ایک کرمہ قدرت ہے کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا، قدرت الہیہ شب بھر میں وہ تمام صدائیتیں ان میں پیدا کرے گی جن کے بعد ان کا مہدی ہونا خود ان پر اور تمام دنیا پر بھی مشکف ہو جائے گا۔

(ترجمان السنۃ ۴۰۴/۲)

اس ساری تفصیل سے جو مستند باتوں میں مدد رہے (اس وقت بندہ کے سامنے وہ درجن کے قریب کتابیں موجود ہیں جن کی فہرست اس کتاب کے آخر میں ہے) معلوم ہو

کہ مہدی ہونا جہاوی اور عسکری قیادت کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے روحانی منصب ہے اور روحانیت کے مقام پر فائز لوگ منصب کا دعویٰ نہیں کیا کرتے۔ اہستہ کی کارگزاری اور صداقت ایسی ہوتی ہے کہ لوگ مہدوں اور مساب و از خوداں پر صدقے واری کرتے ہیں۔ پھر مہدی کی مسند چھوٹوں کی سطح نہیں، قانون بھارت ہے۔ اس میں یوں نہیں ہوگا کہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر کے کوئی صاحب مسند نشین ہو جائیں، انڈر نے دسوں فرماتے رہیں اور امت کے مسائل حل کرنے اور اس کی کشتی کو منجھدار سے نکالنے کے لیے قربانی دینے کے بجائے خود ایک یا مسئلہ بن کر مسند نشین ہو جائیں۔ مہدی ہونے کا مطلب پوری دنیائے کفر کی مخالفت، اس سے ٹکراؤ، ہاں یہ تھیں کہ مظہم مسلمانوں کی امداد، ملک کے دریا سے گزر کر فتح کا حصول اور خون کا سمندر پار کر کے "خلافت برہی علی منہاج الامۃ" کا قیام ہے۔ اب فرمائیے کہ اس میں دعویٰ نہ گنجائش تھی ہے اور عمل و کردار کی سچی کتنی ضروری ہے؟ امرزادادینی کی طرح کے مردوں دور و ہر شاہی قسم کے چابیوں کا یہاں یا اثر ہے؟ یہاں یہ بات قصصیت سے ملحوظ رہے کہ حضرت مہدی جس طرح کعبے کے پردوں سے چٹ کر دیوار عجب پر سرگڑتے ہوئے امت کی مدد کی پروردہ ہوں گے۔ اسی طرح یہ سات علماء بھی ان کی جستجو میں سب جہین و بے تاب ہوں گے۔ ان کے ساتھ موجود تین سوا افراد بھی، یا پھر سے ان کی تلاش میں جہین پہنچ چکے ہوں گے اور اب سب کچھ امیر کے ایک اشارے پر مٹانے کے لیے تڑپ رہے ہوں گے۔ امت مسلمہ کے لیے میر اور امور کی یہ تڑپ اور کڑھن دو چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ امت کی خدمت کا کام لیتے، مشکل چیزوں کو تسان رتے اور صحیح وقت پر صحیح چیز کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ پس جسے حضرت مہدی کے متعلق معلومات کا شوق ہے، اسے پہلے تو اپنی حالت سدھارنی چاہیے۔ حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے اور پھر اپنے بجائے اسلام کے لیے سوچنا چاہیے۔ امت مسلمہ کی بھری جانے میں حاد، مشائخ اور مجاہدین کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ اپنے جان و مال و وسائل میں مسلمانوں کے لیے فائدہ رکھنا چاہیے۔ ایسے لوگ یاں

کی سلیس س مہارک لشکر میں شامل ہو سکتی ہیں۔ محض اندازے، قیاسات، تخیلات اور عمل کے بغیر حسب غشائے انسان کی امید یا قربانی کے بغیر نرے جذبات کسی کام کے نہیں۔

ان دو جوابوں کے بعد بعض قارئین کی نظر میں پہلا سوال ختم ہو گیا ہوگا لیکن درحقیقت یہیں سے یہ سوال ایک نئے پہلو سے سر اٹھاتا ہے۔ حضرت مہدی کون ہوں گے؟ اس سوال پر اب تک جو بات ہوئی ہے وہ کتابی یا علمی اور فنی ہے۔ لیکن کیا محض اس سے تشفی ہو جاتی ہے؟ اس تخیلاتی تعارف کو عصری تطبیق کی عمل دہیے بغیر بات پوری ہو جائے گی؟ یہ عاجز سمجھتا ہے کہ بات کو ہمیں تک لاکر چھوڑنے سے گمراہ اور نفس پرست قسم کے لوگوں کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ جہاں چاہیں تطبیق کرتے پھریں اور جسے چاہیں مہدی مان کر اس کے لیے بہائی گئی جھوٹی روحانیت اور نفسیاتی مراعات کی گنگامیں ہاتھ دھو رہیں ہمارے ہاں چونکہ طبیعتیں اور مبالغہ فتنہ زدہ ہیں اس لیے جھوٹے مدعیوں کے پیچھے چلنے والے بہت ہیں اور سچے مہدی کی طلب رکھنے والے کم ہیں۔ کیونکہ جو یہ طلب رکھے گا اسے اس کے تقاضے بھی پورے کرنے پڑیں گے اور نا آسودہ حسرتوں اور شکنجہ تشویش کے مارے ہوئے آج کے مسلمانوں کے لیے یہی وہ چیز ہے جس سے ہماری جان جاتی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی طرح اس کی علامات کو بھی کسی قدر مبہم رکھا ہے۔ ان کی صحیح تعین کسی کے بس کی بات نہیں۔ بہت سے محققین کے اندازے بھی غیر واقعی ثابت ہوئے ہیں۔ البتہ حتمی تعین اور مکمل ابہام کے درمیان محض امکانی تطبیق اور ممکنہ مصداق کی حد تک بات کی جائے، اس کی صحت پر اصرار نہ کیا جائے، نہ اس کی بنیاد پر شریعت کے خلاف یا اکابرین کے مشرب سے ہٹ کر کوئی تاویل کی جائے اور علمائے کرام و مشائخ عظام کی توجیہات و تفسیہات کو قبول کر لینے کے لیے تیار رہا جائے تو زبان کھوٹا شاید ممنوع نہ ہوگا، خصوصاً اس سے کہ مقصد صرف اور صرف عامۃ المسلمین کو اصلاح نفس اور جہد و جہاد، جہاد و دعوت دین ہو۔ تو آئیے ایک نظر ڈالیں پہلو پر ڈالتے ہیں۔ واللہ التوفیق، وهو العاصم من الشرور والفتن

دم مست قلندر

دوسری بات حضرت مہدی کون ہوں گے؟

حضرت مہدی کون ہوں گے؟ یہ سوال جتنا اہم ہے اتنا ہی اہم یہ ہے کہ ان کے ساتھ چلنے والے کون ہوں گے؟ امیر کی پہچان جتنا لازمی ہے اتنا ہی لازمی یہ بھی ہے کہ اس کے مامور اور اس کے گرد موجود جماعت کی پہچان ہوتا کہ حضرت مہدی کو کوئی پاسکے یا نہ پاسکے، ان صفات کو تو پا جائے جو موت سے قبل موت کی تیاری میں کام آسکتی ہیں۔

قارئین محترم! احادیث میں دو اشارے ایسے ملتے ہیں جن سے آخری زمانے کے کامیاب قائد اور اس کے خوش نصیب کارکن دونوں کی کسی قدر پہچان ہو جاتی ہے اور وہی کو حق و باطل میں فرق کرنے، حق کے لیے قربانی دینے اور باطل کے خلاف ڈٹ جانے کا حوصلہ ملتا ہے۔ یہ دونوں احادیث بندہ کے سامنے غربی میں باحوالہ موجود ہیں۔ حوالہ مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف کا ہے۔ لیکن اگر ہم عربی عبارت کی طرف گئے تو یہ تحقیقی مضمون بن جائے گا جبکہ بندہ تحقیق کا اہل نہیں۔ تحقیق کے لیے ہمیشہ اپنے اکابر کی طرف رجوع کرتا رہا۔ اہل پاکستان نے سارے اکابر حلالہ، یوں بندہ جس علم اور تقویٰ سے نوازا، وہ درالحج ہے اور

جو فہم و بصیرت عطا کی، وہ قابل ہے ہماری خوش نصیبی یہ ہے۔ ان سے پوچھ پوچھ رہتے رہیں اور ان کی تقلید میں احتیاط اور نجات کو مضمر سمجھیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب امت برکاتہم نے اپنے والد حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی ماضی ہوئی جس معرکہ آرا کتاب کی تحقیق و تخیص کی ہے اور اس کے آخر میں "فہرست ملاقات قیامت" کے عنوان سے تحت قیسری ملاقات پورا تحریر ہے "نزول عیسیٰ تک اس امت میں ایک جماعت حق کے لیے برسرِ پیکار رہے گی جو اپنے مخالفین کی پروا نہ کرے گی۔ اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے۔" (ص 142) اس میں "آخری جملہ (اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے) بہت اہم ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے حضرت مہدی نہ کسی غیر جمادی جماعت کے امیر ہوں گے نہ کسی فرقہ کے فکری یا تنظیمی گروہ کے، وہ جمادی جماعتوں کے آخری امیر ہوں گے۔ اہل حق کی تمام جہادیں جماعتیں اور ان کے ذمہ دار اپنی اپنی جماعتوں کو ان کے ہاتھ میں دے کر ان کے ساتھ ضم ہو جائیں گے اور دنیا بھر میں ایک ایک جو کوششیں ہو رہی ہیں، وہ حضرت مہدی کے حصّہ سے ملے جب اکٹھی ہوں گی تو مجاہدین کی بے مثال قربانیاں اور حضرت مہدی کی دین اور جرات مند قیادت مل کر مسلمانوں کو وہ مشہدہ چلی واپس دلا دے گی جو عرصہ ہوا گم ہو گئی ہے اور فتح و نصرت اور ترقی و کامیابی کی گامی کے چاروں نائز (علم، تقویٰ، دعوت، جہاد) موجود ہونے کے باوجود چلنے نہیں دے رہی۔

اب مامورین اور ہارکتوں کی پہچان کی طرف آئیے۔ مسئلہ ہی بالکل صاف ہو جائے گا۔ دنیا میں اس وقت مسلمانوں کے تین مخالفین ہیں یہود، ہنود (مشرکین)، عیسائی۔ حضرت مہدی کی جنگ عیسائیوں (یورپی یونین) سے ہوگی۔ بددووں اور ارتدادی فکر کے ڈکار نامہ مذہب و مسلم حکمرانوں کو حضرت مہدی کی طرف سے سندھوستان کے لیے تشکیل کردہ جہاز

فکست دے کر اور بیڑیاں لگو کر گرفتار کر کے آئیں گے۔ یہود اور ان کے سربراہ اند جوں از عظم سے خاتمے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے تحاشا ستایا۔ جان لینے کی کوشش کی۔ آپ کے حواریوں نے آپ کے گرد جانیں دے کر آپ کی حفاظت نہ کی۔ انہی یہود نے مشرکین کے ساتھ مل کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت ستایا۔ جان لینے کے درپے ہو گئے۔ آپ کے صحابہ نے آپ کے گرد اپنے جسموں کی دیوار کھڑی کر دی۔ مہاجر صحابہ تو انکے ہی کشتیاں جدا کرتے ہیں انصار کا حال بھی یہ تھا کہ جب تک ایک بھی زندہ تھا، ممکن نہ تھا کہ اس پر سے گزرے بغیر کوئی آپ تک پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس وفا اور فدائیت پر مست محمد یہ کیونکر انعام دے گا کہ جس طرح اس امت کے شروع کے لوگوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ مل کر "یہود" کے کلی مدینہ کے خاتمے کا کام نہ انجام دیا، اسی طرح اس امت کے آخری لوگ "یہود عالم" کے کلی خاتمے کے لیے بھی دوبارہ بحیثیت امتی آئے ہوئے پیچھے پیچھے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بن کر سابقین کی بددعا زہ کریں گے۔

دوسری وجہ یہ کہ دجال کو غیر معمولی سائنسی طاقتیں حاصل ہوں گی۔ مغرب میں مصروف کار تمام دنیا کے ذہین ترین دماغ جو کچھ ایسا دکر رہے ہیں، یہ دراصل دجال کے ظہور کے لیے میدان ہموار کر رہے ہیں۔ یہ اپنی ساری ٹیکنالوجی اس کے دامن میں ایسے ہی ڈال دیں گے جیسے کہ اہل حق میں سے خوش نصیب لوگ حضرت مہدی کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونے پر ہنسنا کچھ ن کے پلڑے میں ڈال دیں گے۔ امریکا اور دنیا بھر سے کھینچ کر امریکا آئے ہوئے ذہین دماغوں کی ایسا دات ہاں تک جا پہنچیں گی؟ اس کا اندازہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حدیث سے لگایا جاسکتا ہے جس میں سائنس کے بل بوتے پر دجال کی غیر معمولی "شعبہ کاریاں" بیان کی گئی ہیں۔ ایک تازہ

ترین ایسا دن لیجیے۔ ”برمودا ٹرائی ایگل“ نامی مینا طیس ٹکون میں جولہریں کارفرما ہیں انہیں محفوظ کر لیا گیا ہے۔ ان کو اگر کسی انسان، جہاز یا کسی بھی ویو تکل چیز پر ڈالا جائے تو وہ ویسے ہی غائب ہو جائے گی جیسے برمودا کے ٹکون میں سالم ہوائی اور بحری جہاز غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ چیز حاصل ہونے کے بعد محفوظ ہو چکی ہے۔ طعریب حسب حالات کی بھٹی میں جنگ کی آگ مزید گرم ہوگی تو اس ایسا دکا استعمال مادہ پرستوں کی آنکھوں کو خیرہ کر ڈالے گا اور وہ ارضی خداؤں کی جھوٹی خدائی کے پہلے سے زیادہ قائل ہو جائیں گے جبکہ خدا مست ملنگوں کو اس کی ویسی ہی پر دانہ ہوگی جیسا کہ سابقہ حدیث میں بیاں ہوا ہے اور جیسا کہ حج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ دجال اعظم کو حاصل اس طرح کی غیر معمولی سائنسی قوتوں کے مقابلے کے لیے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غیر معمولی معجزانہ قوتیں دی گئی ہیں۔

جب حضرت مہدی کی یورپی بیسیا یوں سے جنگ ہوگی اس میں حضرت کے ساتھ بارہ ہزار کے قریب مجاہد ہوں گے:

”بارہ ہزار کی تعداد کو کسی کی بنا پر شکست نہیں دی جاسکتی۔“ (حدیث شریف)

دوسری طرف متحدہ یورپی فوج میں نواکھ ساٹھ ہزار کانڈی دل ہوگا۔ بارہ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے اسی ہزار سورما ہوں گے۔ $(9,60,000 = 80 \times 12)$ ۔ یہ لوگ یورپ کے دروازہ قسطنطنیہ (استنبول) سے گزر کر شام کی سرزمین پر آئے ہوئے ہوں گے۔ گویا ظاہر میں دونوں فریقوں میں کوئی جوڑی نہ ہوگا۔ اس پر ”یورپین کونیشن“ حضرت مہدی اور ان کے رفقاء پر دم کھا کر ایک پیش کش کرے گی۔ ایک آسان سامطاب رکھے گی کہ یہ پورا کردو، ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ تم صرف اتنا کرو ”تم نے ہمارے جو آدمی قید کیے تھے اور وہ ہمارا دھب چھوڑ کر تمہارا مذہب اپنا چنے ہیں، اب تمہارے ساتھ مل کر ہم سے

لڑنے کے لیے آئے ہیں تم ہمارے اور اس کے درمیان سے ہٹ جاؤ، ہم صرف ان سے لڑنے سے یہے تے ہیں۔ تم سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔“

آپ نے غور فرمایا چند گوری چڑی واسے یار پی جنگی قیدی مسلمانوں کا حسن سلوک دیکھ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ وہ ہائی مسلمان نہیں، ابوسم ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے جادو گروں کی طرح ان کا ایمان اتنا کامل ہو چکا ہے کہ ہارہ بنر کے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر سازھے نوادکھ سے ٹکرانے کے یہ تیار ہیں۔ ان چند نو مسلم افراد کی حوالگی پر دنیا کی ترقی یافتہ ترین متحدہ قوتوں کا لشکر واپس جانے پر تیار ہے اور چند بنر نوٹے پھولنے یہ دین کی جاں بخشی اس سے مشروط ہے جہیں موت سانسے نظر آ رہی ہے لیکن ان چند کامل ایمان جہاد یوں کا جواب یہ ہے

”اللہ کی قسم! ایہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وہ اسلام قبول کرتے ہمارے بھن بن چکے ہیں۔ ہم انہیں کسی صورت میں کیلا نہیں چھوڑیں گے۔“

اللہ اکبر! بتائیے یہ حرات اس وقت روئے زمین پر موجود، کس طبقے میں ہے؟ کون ہے جو یک پر پاد نہیں، تمام پر پادرز، تمام پادفرز، تمام نان پادفرز کو نکاسا جواب دے سکتے ہیں کہ ملک جاتا ہے تو جائے، حکومت چھٹی ہے تو سوار چھنے، ہم کسی مسلمان کو کفار کے حواس کرنے کی بے غیرتی کبھی نہیں کر سکتے۔ وہ اور ہوں گے جو چند اُردوں کے عوض اہل بیت کو بیچتے ہیں اور پھر ان کی گان بھاتے ہیں۔

بتائیے اپہون میں کوئی مشکل رہ گئی ہے؟ کوئی سمجھ کر بھی نہ سمجھے تو اس کی مرضی ورنہ کوئی جواب کوئی رکاوٹ، کوئی حامل نہیں۔

”جب تم دیکھو کہ خراسان کی جانب سے سیاہ تھنڈے ٹکل آئے تو اس لشکر میں شامل ہو جاؤ، چاہے تمہیں اس کے یہ برف پر گھسٹ کر (آرائٹ کرے) یہاں نہ جانا

پڑے، کہ اس لشکر میں اللہ کے آخری خلیفہ مہدی ہوں گے۔

یہاں پہنچ کر پھر سوال کافی حد تک حل ہو چکا ہے۔ غائبانہ تعارف سے حاضرانہ تعارف تک کا مسئلہ کافی سنسنی خیز ہوتا ہے۔ اس میں بہت لوگ یہ تو نہایت جلدی کرتے ہیں اور جھوٹے مدعیوں کو سچا سمجھنے لگتے ہیں (ایک جھوٹے مدعی شہباز کاذب کی حال ہی میں مگر قمری کے بعد فیصل آباد سینٹرل جیل میں اس کے چیلوں نے خوش گوہیاں جھوٹی ثابت ہونے پر ٹھکائی گئی ہے) اور کچھ لوگ اس کے نہایت دور دراز اور طویل المیاد ہونے کے قائل ہیں۔ دراصل صحیح تعین تو ممکن ہی نہیں، نہ اس مسئلہ کی نہ اس جیسے دیگر مسائل کی، لیکن مکمل ابہرہ بھی قابل قدر روش نہیں۔ حتمی انجام اور حتمی تعین کے درمیان کا راستہ محتاط اور محفوظ رویہ ہے۔ حدیث شریف میں ایک اور جملے کی کچھ وضاحت کے بعد ہم آگے چلیں گے۔ فرمان نبوی ہے ”نزول میری تک اس زمین میں آئے جماعت حق کے لیے برسرِ پیکار رہے گی جو اپنے مخالفین کی پروا نہ کرے گی۔“

اس میں جماعت حق کی دو مخصوص صفات بیان کی گئی ہیں (1) جہاد اور مسلسل جہاد۔ (2) مخالفین کی پروا نہ کرنا۔ آج کوئی سرزمین ہے جہاں جہاد نامی فریضہ منت جانے کے بعد زندہ ہوا اور مسلسل زندہ ہے۔ دنیا میں جہاد کی کوئی قسم نہ ہوگی جو یہاں نہ لڑی گئی ہو۔ ملکرین، محمدین، باعینین، مرتدین اور اب متحدہ کافرین کے خلاف غرضیکہ ہر نوع کا جہاد یہاں ہوا اور ہو رہا ہے۔ مخالفین کی پروا نہ کرنا (قراری دہش ٹی نشہ سب ٹھیک ہے۔ کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں) یہ کس کا تکیہ کلام اور مخصوص مزاج ہے؟ خود ایک کی تازہ رپورٹ ہے

”طاہر جس قسم کی RESILIENCE اور FEROACITY کا مظاہرہ

کرتا ہے، اس سے ہر شخص اور نیا تنظیم کے دورے دار احمد متوں میں خطرے کی

گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی ہیں اور SOUL SEARCHING کا ایک نیا دور جنم لے رہا ہے کہ ایک نیشنل RAGTAG حکومت نے اس طرح دنیا کی طاقتور ترین افواہ کو اپنے قریب تک آنے سے روکا ہوا ہے۔“

سبحان اللہ! ایک طرف ایک ایسی بکھری ہوئی منتشر اور نوٹی پھوٹی بے وسال جماعت ہے جن کا اپنا ملک بھی اس کے خلاف ہے۔ دوسری طرف 43 ایسے ممالک ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی دنیا کے کسی ملک کو دھمکی دے تو اس کے اوساں خط ہو جائیں گے۔ نتیجہ کیا ہے؟ جو آٹھ سو سال پہلے تھا کہ فصائی حملوں سے ابتدا ہو کر واپس فصائی حملوں پر مانت چلی گئی ہے۔ قریب آتا تو دور کی بات ہے زمین پر آنے کی جرات کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ 43 ممالک "ایف" میں شامل ملکوں کو ایسی طرح سنے کے بعد سامنے آتے ہیں۔ مادی طاقت کے لحاظ سے تو امریکا اکیلا ہی کافی تھا۔ نیو کھرمینٹس آئیں ہی دکھ دے تو اس کا کام ہو جاتا ہے۔ فون کر دے تو کندھے کے بیچ ہی بھول جاتے ہیں۔ اس سے اکیلے بن پڑا تو "احممعوا امرکم وشرکانکم" کے تحت اس نے نیوٹروپکارا۔ 26 ممالک دوڑے چھپے۔ جبکہ دنیا فتح کرنے کے لیے ان میں سے دس بھی کافی تھے۔ لیکن بات چہر بھی نہ تھی۔ غیر منظم اور غیر تربیت یافتہ چہر بھی بھاری پڑنے لگے تو نان نیوٹروپکارا کیا گیا۔ دس مزید پارٹنرز کے آنے سے بات 76 تک جا پہنچی۔ اب تو زمین کے علاوہ کسی اور سیارے کو روکنا بھی ممکن تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ افغان قوم سب سے مسلمان ہوئی، چیز سے دیگر است۔ چنانچہ سات کے قریب نان نیوٹروپکارا پارٹنرز بھی پہنچے۔ ان میں "بلی مینڈ کی کو بھی زکام ہوا" کے مصداق سنگاپور جیسے ناک کے چپٹے بھی شامل ہیں اور نیوزی لینڈ جیسے دور دراز واقع جن کا طالبان سے کوئی سروکار نہیں، بھی موجود ہیں۔ ان 43 ممالک کے بعد خود اپنا ملک افغانستان بھی خلاف ہے۔ حضرت طاہر تے۔

قلیل لشکر کا چالوت کے متحدہ لشکر سے مقابلے کے بعد، ہدر اور احتساب کے بعد، ایوبی کی صیبی جنگوں کے بعد، کیا انسانی تاریخ میں کسی نے ایسا منظر دیکھا ہوگا کہ ایک طرف تو 44 ملک اور دوسری طرف کوئی ملک نہیں، فوج نہیں، منظم طاقت نہیں، بکھری ہوئی "ناہوت لامکان" میں رہنے والی جماعت جس کا کوئی فرد سرعام اپنی شناخت بھی نہیں کروا سکتا لیکن اس کی خود اعتمادی کا حال یہ ہے کہ پوری دنیا کی خوفناک ترین فوجوں کی اسے ذرا برابر پروا نہیں۔ "دم مست قلندر" کا فرد لگاتے تو بہت سے لوگ ہیں لیکن نبھ یا اسے کسی نے ہی ہے۔

کامیابی کا راز

دوسرا سوال حضرت مہدیؑ کی جدوجہد کیا ہوگی اور اس طرح ہوگی؟

حضرت مہدیؑ کے متعلق دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ ظہور کے بعد ان کے جدوجہد کی نوعیت کیا ہوگی اور جو کچھ کریں گے وہ ان کے لیے کیونکر ممکن ہوگا؟ بیعت جہاد کے بعد قیام خلافت تک انہیں دنیا بھر کی ترقی یافتہ ترین طاقتوں سے جس قیامت خیز معرکہ آرائی کا سامنا ہوگا، اس کی ٹرمی سے وہ کیونکر سرخرو ہو سکیں گے؟ جبکہ آن کی دنیا میں سیاسی، فکری، معاشی، منسوری، عرض ہر سطح پر طاغوتی طاقتیں ناقابل شکست طور پر غالب نظر آ رہی ہیں۔ زمین پر اور سمندروں میں ان کی حکمرانی ہے۔ فضا اور خلا میں ان کی برتری کا شور ہے۔ بظاہر ایسی کوئی صورت مستقبل قریب میں دور دور تک نظر نہیں آتی کہ مسلمان اس جذبے کے ظلم کو توڑ سکیں گے؟ ایک ایک منی پینشل کمپنی کا بزنس کی مسلم ملکوں سے زیادہ ہے۔ ایک ایک تھک ٹینک ایسا ہے کہ ایک اعلیٰ مغرب سو سال کی منصوبہ بندی کر کے دے رہا ہے۔ اتحاد بھی ان میں ایسا ہے کہ امریکا اور روس آپس میں راجی، دشمنی اور بعد ایشیائین کا عملی مصداق ہوتے ہوئے بھی پاکستان کی مخالفت میں بغیر ان کی ترغیب سے وہ ایک دھڑکا اٹھتے ہو جاتے ہیں۔

بھروسہ دوسروں کا تو کہنا ہی کیا، ان کا احمق و دو وجود میں ہی ”دہشت گردی“ کے خاتمے اور ”عالمی حکومت“ کے قیام کے لیے آیا ہے۔ دنیا بھر کی معیاری ترین یونیورسٹیاں مغرب میں ہیں۔ امریکا میں 5798 یونیورسٹیاں ہیں۔ ہنگہ پوری مسلم دنیا کے 97 ملکوں میں یونیورسٹیوں کی مجموعی تعداد صرف 900 ہے اور پورے عالم اسلام میں ایک بھی یونیورسٹی ایسی نہیں جسے دنیا کی ٹاپ 500 یونیورسٹیوں میں شمار کیا جاسکتا ہو۔ مغربی حکومتیں پوری مسلم دنیا کے ذہین ترین دماغوں اور اعلیٰ ترین ہنرمندوں کو پرکشش مراعات کے عوض کھینچ کر اپنے ظلم میں جکڑ جاتی ہیں اور پھر وہ ہمیشہ وہیں کا ذکر رہ جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ہاتھ فقط نااہل، مضاعف پرست اور حب الوطنی سے عاری کچر اہل ہی موجود ہیں۔ یورورپی کی شکل میں باقی رہ جاتا ہے۔ مسلمانوں میں غم، مضبوط تعلیم و تربیت، اعلیٰ اخلاقیات، بلند نظری، اجتماعیت، صبر و تقویٰ، غریب و یتیم کو کسی انسانی گروہ و قوم اور فتح و زوال و فتنہ بانی ہے، ہر ایک چیز کی ایک ایک کر کے کمی پائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی بات کا یہ تو سچ بھی دنیا بانی ہے مگر یہی بات اور بے مثال حدیث مغرب کے آئینوں میں روشنی پھیلانے کے علاوہ کسی کام آنے نہیں دے رہی ۱۹۹۹ء میں جس وقت آٹھ بڑھ رہا ہے، ہر مسلمان مغرب کی کسی نئی نوکھی ترقی کی نوید اور ہر مسلم مسلمانوں کی مزید بدحالی کی خبریں لا رہی ہے۔ اس صورت حال میں کیا ہم یہ تسلیم کریں؟ حضرت مہدیؑ کسی ”ماوراء النہر“ قوت کے مالک ہوں گے کہ ان تمام دی قوتوں و طبعی قوانین سے بہت کر خلعت دینا ان کے لیے ممکن ہوگا؟ یا محض خداف حادثہ ظاہر ہونے والی کرامتوں سے وہ ان تمام سائنسی ایجادات کو پاہاں دے الیں گے جن کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں مل رہی یا اس میں ان کی اور ان کے ساتھیوں کی قدری عملی اور عسکری جدوجہد کا عمل دخل بھی ہوگا؟ اور اگر ہوگا تو اچانک یہ ٹاپا کیسے پھٹ جائے گی؟

مغرب نے حق میں ریشہ برے چلنے والی جہاں میں شرق سے مظلوموں سے لیے ہوئے رہی

نوید بن جاسم کی ۹۹۹

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نیا نیا نگرے اس قدر خفیہ غلبے کا تو حضرت مہدی کی سب لوٹ اور اہل قیادت اور مسلمانوں کی بکھری ہوئی صلاحیت اور منتشر جدوجہد و نوازل کر کریں گی۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ محیر العقول کرامات کو بھی ظاہر فرمائے گا لیکن ان کی جو سب سے بڑی کرامت ہوگی وہ یہ کہ جب وہ اپنے ساتھیوں کو ملنا ہوں سے جچی تو پہرہ کر مٹی ہوئی سنتوں اور زندہ ترین سے تو اس کی برکت سے ان کے تمام ساتھیوں کو نیکوئی اور یکہ فکری نصیب ہو جائے گی۔ ان سب کی سوچی ایک فکر ہی نہیں، انداز فکر بھی ایک اور طرز عمل بھی ایک ہوگا۔ ان کے دل سے حسد و بغض و کینہ و عناد نکل جائے گا۔ باہمی اختلافات اور دیر کی تا فرمائی کی خواہش سے آراء و مذاہب میں گئے۔ وہ جیسے مرنے میں حضرت مہدی کی کامل اطاعت کریں گے اور موت و سامے دیکھ کر بھی منہ نہیں موڑیں گے۔ موت سے مراد طبعی موت ہی نہیں ہوتی جمیعت کی موت بھی ہوتی ہے جتنی آج کل بہت سے وہ قربانیاں دے رہے ہیں۔ موت کو وحشی وحشی گلے لگا رہے ہیں لیکن بات جس نفس کی موت کی آتی ہے تو وہ اس پر دینا غلبہ نہیں پاتے جیسا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرتے ہوئے اس نبوی تربیت کا مثالی مظاہر کیا تھا۔ حضرت مہدی کی بے نفسی اور اجتماعی مقصد کے حصول کی نکل و اس نکل میں فدایت اس قدر واضح ہوگی کہ تمام روئے ارض سے صالح مسلمان اپنے آپ کو مل کر اپنا سب بچوں کو سوئپ دیں گے اور ان پر دینا غلبہ کریں گے جیسا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی پر اس اور کے مسلمانوں نے کیا تھا۔ تاریخ سے طلبہ پر یہ بات مخفی نہیں ہونی چاہیے کہ پرے یورپ کی صلیبی افواج کے اتنا کے مقابلے میں سلطان کی ہائی فون (مصر و شام کی فون) چاہے تھی ریاستی انتہی اہمیت کے اقدار سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ اس کی نیت

کہ وہ میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار ایک جانب سے دوسری جانب تک یوں چکر لگا رہے ہیں جیسے اگلوں سے بچنے کی ماں اس کی تلاش میں بولانی بولانی پھرتی ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہیں اور زبان پر ایک ہی نعرہ ہے "یا للاسلام، یا للاسلام"۔ "اے مسلمانو! اسلام کی مدد کرو۔ اے مسلمانو! اسلام کی خبر لو۔" تو یہ قابل جو اپنی مصیبت، سرکشی اور انفرادی مزاج میں مشہور تھے، سب کچھ چھوڑ چھوڑ کر سلطان کے ساتھ جینے مرنے کا عہد کر لیتے تھے اور تاریخ گواہ ہے کہ سلطان کے پاس حرج نہ ہوتا تو اپنے خرق پر اپنے اسلحے سے اپنے جی جان سے میدان میں ڈٹے رہتے تھے اور سلطان کا ساتھ چھوڑ کر جانے کو کفر و ارتداد سے زیادہ سخت ماردان بات سمجھتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ اگر شکست ہوئی تو سلطان ان کو چھوڑ کر بھی گے گا نہیں اور اگر فتح ہوئی تو اس کے قواعد سلطان خود ہرگز نہیں سینے گا بلکہ یہ سارے شرارت و نتائج اسلام کی جھوٹی میں جا سیں گے۔ اگر آج ان قیوت اپنے کارکنوں کو یہ یقین دلاؤ۔ تو خدا کی قسم! کایہ پلٹنے میں اتنے ہی دن لگیں گے جتنے قائد کو اپنی بے نفسی اور اسلام کے لیے فدایت و فانیات ثابت کرنے میں گتے ہیں۔

"حضرت مہدی کی کامیابی کا راز یہی ہوگا کہ وہ بیعت سے پہلے ہی قیادت کی اس ممتاز صفت کو ثابت کر دیں گے (اس کی تفصیل پہلے ندری ہے) تب دنیا بھر میں بکھرے ہوئے قابل و رفق علماء، طلبہ (یا طالبان)، مجاہدین، انجینئرز، ڈاکٹر، پروفیسر، سائنس دان، سرمایہ دار، نظام کے ماہر، عسکریت سے واقف غرضید مختلف مہارتوں کے حامل افراد اپنا سب کچھ اسلام کی خاطر ان سے قدموں میں اڑا لیں گے اور دل سے ان کی کامل اطاعت کرتے ہوئے اپنے آپ کی، اپنی انا کی، اپنی خواہشات و مزاجوں کی انفرادیت کی مکمل نفی کر لیں گے۔ یہ وہی کارمنظ "۱۰۰ مبارک روحانی سیرت ہوگی جو ہر سے پہلے حق۔ بر مراضی اللہ منعم سے مشاہدے، وہ ان آسمان سے بھیجی تھی، جس نے "اصطی"

کے معرکے سے قبل ایوبی کی آنکھیں ٹھنڈی کی تھیں اور جسے نانو اور تان ٹیڈومرک کا اتحاد
 سچ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور جسے دنیا ایک بار پھر بالآخر آخری معرکے سے قبل دیکھے گی
 اور جب دیکھے گی تو سارے اسٹائل اور ہیروشپ، ساری چوڑیاں، اڈرن کھولیاں، ساری
 پروازیں بھول جائے گی۔

”افغانستان اور پاکستانی قبائلی علاقوں میں لڑائی کے شدت اختیار کرنے کے بعد
 عالمی تجزیہ نگاروں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کو آٹھ سال
 گزرنے کے بعد اب یہ واضح ہو رہا ہے کہ جنگ دراصل اتحادی نہیں بلکہ القاعدہ اور
 طالبان جیت رہے ہیں۔ اسی تناظر میں یورپ کے کئی اعلیٰ عہدیداروں نے القاعدہ کے
 ساتھ امن معاہدوں کے لیے راہ ہموار کرنا شروع کر دی ہے۔ ناروے کے دارالحکومت
 اوسلو سے شائع ہونے والے مقامی اخبار ”ڈاگس او-سن“ نے لکھا ہے کہ ناروے شاید اب
 مسلم گروپوں سے اپنے تعلقات بہتر بنانے کی پالیسی پر عمل کر رہا ہے۔ اخبار کا مزید لکھنا
 ہے کہ جب نائب وزیر خارجہ سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ دہشت گردی کے
 خلاف جنگ سے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو ان کا کہنا تھا کہ دراصل دوستوں کے ساتھ تو امن
 اور مذاکرات چلتے ہی رہتے ہیں مگر حقیقی امن کے لیے ان لوگوں کے ساتھ بھی امن
 مذاکرات ہونے چاہئیں جنہیں آپ اپنا دشمن قرار دیتے ہیں۔ نائب وزیر خارجہ رائے موئز
 یوہانسن کا کہنا تھا کہ وہ اس معاملے میں تنہا نہیں ہیں بلکہ دیگر یورپی ممالک بھی یہ خواہش
 رکھتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس سے کچھ ہی قبل سوئزرلینڈ بھی اس خواہش کا اظہار کر چکا ہے
 کہ وہ القاعدہ اور اسامہ بن لادن سے مذاکرات اور امن معاہدہ کرنا چاہتا ہے اور اس سلسلے
 میں کسی بھی ابتدائی اقدامات کے لیے بالکل تیار ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ امریکا کی واپسی کے
 بعد انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔“

تین خوش نصیب طبقے

چند سال قبل بندہ ایک مجلس میں کچھ نوجوانوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ بات عالم اسلام کے حالات اور مسئلوں کو درپیش ہمہ جہت معرکہ آرائی کے حوالے سے ان کے کردار کی طرف مڑ گئی۔ ایک صاحب لا تعلق سے بیٹھے تھے۔ نوجوان مایوسی کی باتیں کرتے، امرکانات کے فقدان کا شکوہ کرتے اور میں انہیں حوصلہ داتا کہ سفر ایک ہزار میل کا ہو تو پھر بھی شروع ایک قدم سے ہی ہوتا ہے۔ اتنے میں ان بڑے صاحب سے نہ رہا گیا۔ بندہ سے مخاطب ہو کر بولے

”مولا صاحب! آپ بچوں کو ویسے ہی درخشا رہے ہیں۔ سیدھے سادھے ماں کیوں نہیں لیتے کہ آپ سورہ فیل پڑھ کر پھونکنے سے میدان نہیں داریتے۔ مغرب بہت آگے جا چکا ہے۔ آپ کے تصور سے بھی بہت آگے۔“

”آپ مغرب کو جتنا آگے بخیر رہے ہیں، ہم اس کو اس سے بھی بہت آگے دیکھ رہے ہیں، جو وہ زمانے کے معلوماتی انسانوں کے تصور سے بھی آگے، مافی آگے جاتے ہوئے، کھیرے ہیں۔ جب تک مغرب میں مصروفی طاقت، فطرتی قوتوں سے آگے (اٹک نہ

کہ حقیقت میں) نہ جائے گی، آخری معرکہ ہی برپا نہ ہوگا۔ اور آخری معرکہ کو سورہ فیل
و اسے ہی جیتیں گے بشرطیکہ ان کو سورہ کہف بھی یاد ہو۔“

محترم موصوف تو ہکا بکا موکر بندہ کی چٹل دیکھنے لگے کہ یہ کیسا جبر لوٹھ و قسم کا آدمی
ہے، بات کو کہہ رہا ہے کہیں پھیرا جاتا ہے؟ ان کو تو کچھ نہ سوجھی ابنت جن نوجوانوں سے گفتگو
چل رہی تھی، ان میں سے ایک ہوا۔

”جناب شاہ صاحب! لگتا تو یہی ہے اگر حضرت مہدی بھی آج نہیں تو ان کو حاکمات
سودھارنے میں بہت عرصہ لگے گا۔“

”نہ میرے عزیز! چند سال بھی نہ لگیں گے۔ اس لیے کہ مغرب کی چکاچودھو آپ
کو نظر آرہی ہے، اس میں مسلمانوں کا خون پسینہ شامل ہے تو یہ چراغ جل رہے ہیں۔ اب
مغرب اپنی اس کامیابی سے پیچھے مسم و نیا کئے قابل ترین دشمنوں اور سختی ترین پادشاہوں
بہر مندوں کی موجودگی کا اعتراف کرے یا نہ کرے۔ بلکہ ان کی محنت پر بھی اپنا ٹریڈ مارک
لگا لے۔ لیکن ایک دیا جانتی ہے کہ مسلمان اپنی قیادت کی طرف سے حوصلہ افزائی اور
اعتراف و تحسین نہ ہونے کی وجہ سے مغرب کی چاند کاری کو اپنی صلاحیتوں سے ایندھن
اے رہے ہیں۔ گوروں میں اتنے جنٹلمن نہیں پیدا ہوتے جتنے ہم میں۔ ہم سے مرد عالم
اسلام دریا خصوص پاکستان ہے پیدا ہوتے ہیں۔ جب اجتماعیت کی پُر خلوص آواز لگے
گی اور قیادت کا بے دھڑکن سانس آئے گا تو یہ سب دوزے دوزے آئیں گے تب آپ
گرمی بازار دیکھیے گا۔“

”لیکن آپ تو ایک مضمون میں کہہ رہے تھے کہ دنیا میں اس وقت مختلف علوم و فنون
میں خصوصاً جیسیٹنی اور عسکری سائنس میں یہودیوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ان کے نوٹل
حامی فائٹ سائنس دانوں کی تحیپ سے ہواں و جاں و قیادت میں دنیا پر غلبہ کرنے اور

موت پر بھی قابو پانے کے لیے کام کر رہی ہے۔“

”یہ بات آپ نے خوب اٹھائی ہے۔ دنیا کی تاریخ کو یکسر تبدیل کر دینے والی ہر ایجاد کے پیچھے یہودی ہیں۔ مثلاً، ٹیکرو پروسیسنگ چپ“ کے پیچھے شیلتے۔ نیوکیٹر چین ری ایکٹر کے پیچھے لیو۔ ”جینکل فابریکبل کے پیچھے پیٹر۔ ٹریفک لائٹ کے پیچھے چارلیس ایڈلر۔ اسٹین میں اسٹیل کے پیچھے جینوسس۔ ویڈیو ٹیپ کے پیچھے چارلس کنسبرگ۔ یہودی نے ہائڈروکینٹرول ٹیکنالوجی حاصل کی ہے جس سے وہ انسانی ذہنوں کو اپنی مرضی کے مطابق پھیرنے کی صلاحیت کسی قدر حاصل کر چکے ہیں۔ یہودی جاں کاسب سے بڑا استھیا رہوگا۔ اس کا نام ایم کے الٹرا ہے۔ سی آئی اے جیسے ادارے کے ڈائریکٹر سٹین فیلڈ نے 1977ء میں سرعام تسلیم کیا تھا کہ لاکھوں ڈالرز جو دونوں نے نقیبت اور روحانیت کے مطالعہ پر خرچ کیے گئے ہیں۔ موسیقی کی دھنوں میں ”بیک ٹریلنگ“ کے ذریعے یہودہ شیطانی پچامات (مثلاً، Kil your Mum) ریورس ٹریک میں چسپا کر چری دنیا میں نشر کیے جا رہے ہیں۔ 1940ء میں ایک امریکی یہودی سائنس دان نکولا ٹیسلا نے (موت کی شعہ میں) Deat hray یاد کرنے کا اعلان کیا۔ 1987ء سے یہودی سائنس دانوں کی سربراہی میں زمین کی قدرتی ”رڈش کوستا“ کے ”زمین کی نبض“ سے جھینچھاڑ کی کوششیں شروع ہیں حتیٰ کہ زمین کا مقناطیسی میدان ختم ہو جائے گا اور اس کی گرجاں ختم کر حدیث شریف میں بیان کردہ ظہور و جاں کی علامات کے مطابق ست ہو جائے گی۔ ایک دن ایک ماں کے برابر، پھر ایک دن ایک ماں کے برابر، پھر ایک دن ایک بننے کے برابر ہوگا۔“ سفورڈ کی پروفیسر سوس گرین فیلڈ نے کہا ہے کہ انسانی دماغ کی پوری میموری کمپیوٹر میں فیزر ناممکن ہو چکا ہے۔ اس پروفیسر صاحب نے انگلہ مر جیلے کا اعتراف نہیں کیا۔ وہ ہم جیسے فقہیے دیتے ہیں۔ گلا۔ عمل میں کاغذ ہو گا یعنی سی کمپیوٹر کی میموری سی انسانی ذہن میں اپ لوڈ کر دی جائے گی

تاکہ سپر مین (الدجال الاعظم) کا راستہ ہموار ہو جائے گا جو وقتی طور پر غیر فانی لگے گا۔ یہودی سائنس دانوں نے انسانی جینیاتی کوڈ پڑھ لیا ہے۔ یہ تین، رب حروف کا احتزاج ہے۔ مذکورہ کامیابی کو انسانی تاریخ کی سب سے بڑی کامیابی قرار دیا گیا ہے۔ یہ سب عجیب العقول قسم کی ایجادات اپنی جگہ لیکن جب حضرت مہدی آئیں گے تو صاع اور قابل مسلمانوں کے علاوہ (لگتا ہے) دو قسم کے طبقے ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے

(۱) ایک تو وہ یہودی جو آج کل کی متعصب سیاسی یہودیت یعنی صہیونیت سے بیزار ہیں۔ (صہیونیت سے مرد سیاسی اسرائیلیت ہے۔ اس لیے صہیونی ہر وہ شخص ہے جو اسرائیل کا حامی ہو، چاہے وہ غیر یہودی ہو یا غیر اسرائیلی) ان کے خیال میں جب یہودی ریاست کا قیام اور یہودیت کا عالمی غلبہ ”مسیحا“ کی قیادت میں ہوگا، وہی یہود کو تاریخی ذلت سے نجات دلے گا، تو اسرائیل کے قیام کے لیے انھوں فلسطینیوں کو گھر سے بے گھر و در بدر کرے اور اس کے استحکام کے لیے ہزاروں کو قتل کرنے اور کرتے رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیوں نہ ہم مسیحا کا کام اس کے ذمہ چھوڑ دیں اور اس مقصد کے لیے اپنے یہودیوں کو نہ مردانیں جو وہ مسیحا کی آمد سے پہلے حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ یہ معتدل فرقہ ”حیدی“ کہلاتا ہے۔ یہ اس کا قدیم نام ہے۔ ان کا جدید نام ہیریڈی ہے۔ یہ انتہائی قدیم مذہبی یہودی ہیں جن کے اصل مراکز نیویارک اور لندن ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ صہیونی تحریک نے جو اسرائیل قائم کیا ہے وہ درحقیقت نفرت کی ریاست کا وہ خطہ ہے جس میں تورات کی پیش گوئی کے مطابق یہودی آخری زمانے (ینڈ-ف ٹائم) میں ”کر زمانے میں کٹھے ہوں گے اور اللہ کے غضب و انتقام کا شکار ہو کر نابود ہو جائیں گے۔“

ربانی پیش ان کا مشہور مذہبی رہنما ہے۔ عرفات کی فلسطینی اتھارٹی میں یہودی معاملات کا جو وزیر رہتا تھا وہ اسی طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ مشہور فلسفی اور ماہر انسانیات نور

یونسی بھی اگرچہ اس فرقے سے نہیں لیکن وہ اس نظریے کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ بھی "غیر صہیونی" یہودی ہیں۔ یعنی وہ مذہبی طور پر اس بات کے قائل نہیں لیکن غیر مذہبی سیاسی طور پر اس نکتہ نظر کو تسلیم کرتے ہیں۔ برطانیہ میں مختلف مواقع پر اس فرقے کے دو فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کے خلاف اہلکاروں پر ہمارا عمل ریکارڈ کرواتے رہتے ہیں۔ حضرت مہدی جب ظاہر ہوں گے اور یہودیوں کے گم کردہ مقدس آثار قدیمہ یعنی تابوت سیکڑ، عصائے موسیٰ، ادواح تورات کے ٹکڑے، ماندہ بنی اسرائیل، من و سونی کے مخصوص برتن، تخت دلاوی (یہ گم شدہ نہیں، بلکہ برطانیہ کی کرسی میں نصب ہے) کو برآمد کر لیں گے تو یہ معتقد مزاحم یہودی اپنی انصاف پسندی کی بنا پر حضرت پر ایمان لے سکیں گے۔ ان کو یقین ہو جائے گا کہ ہمارے بڑوں نے اپنے گناہوں اور جرائمالیوں کی نحوست سے جس چیز کو گم کیا، اس کو دریافت کرنے والا ہی آخری مسیح (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیروکار اور سچے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا ساتھی ہے۔ تابوت سیکڑ کو دیکھ کر چند یہودیوں کے ایمان لانے کا ذکر حدیث شریف میں ہے البتہ اس کی اس مذکورہ بالا فرقے پر تطبیق بندہ کی خیالی کاوش ہے۔ یہ یہودی اپنے ساتھ جو سرمایہ اور ٹیکنالوجی لے کر مسلمانوں سے آئیں گے، اس سے مسلمانوں کی مادی طاقت بھی "کسی حد تک" بہتر ہو جائے گی۔

چند سال کی بات بندہ نے اس لیے کی ہے کہ حضرت مہدی اپنے ظہور کے بعد (جو چالیس سال کی عمر میں ہوگا) سات سال تک دنیا کی تین بڑی کفریہ طاقتوں میں سے دو کے خلاف جہاد فرمائیں گے۔ جندوؤں اور جیسائیوں کے خلاف شہادۃً حاصل کریں گے۔ اب چھپے صرف یہودی رہ جائیں گے۔ آٹھویں سال وہاں ظاہر ہوگا اور فتنہ یہود عروج پر پہنچ جائے گا جو حقیقت شیطانی طاقتوں کا فتنہ ہے۔ یہی ساتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبیوں کے نام میں ہے۔ وہاں سات سال کے قتل اور "شہادت" کے بعد اہل بیت سے جاتے۔ بعد مستحکم

ترین عالمی اسلامی خلافت کے قیام اور استحکام کا ہوگا۔ 49 سال کی عمر میں حضرت مہدی انتقال کر جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھ کر بیت المقدس میں ان کو دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام 38 سال تک زمین پر رہیں گے۔ اس طرح حضرت مہدی ظہور کے بعد زمین پر کل نو سال رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت مہدی سات سال اور وفات مہدی کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اڑتیس سال دنیا میں رہیں گے۔ بیچ کے دو سال دونوں قائدین اکٹھے گزاریں گے۔

(2) اس تفصیل کے بعد اب ہم اس دوسری قوت کا تذکرہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں جو اپنی ٹیکنالوجی اور سرمائے سے مسلمانوں کو درکار مادی طاقت کی کمی پوری کرے گی۔ یعنی وہ خوش نصیب عیسائی حضرات جو تمہل ہیں اور انسانیت کی خدمت اخلاص سے کرتے ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسلمانوں کی جہادی جماعت میں نزول کے بعد ان کو بھی ”دہشت گردی کا طعنہ“ دینے کے بجائے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ انہیں یہ سعادت ان کی روایتی رحم دلی اور انصاف پسندی کے سبب ملے گی۔ یہ لوگ یورپ اور امریکا کی حیران کن سائنسی طاقت میں سے ”کچھ حصہ“ لے کر مسلمانوں سے آٹھیں گے۔ اوپر بندہ نے یہودیوں کے ذکر میں ”کسی حد تک“ اور عیسائی حضرات کے ذکر میں ”کچھ حصہ“ کا لفظ جان بوجھ کر استعمال کیا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ مسلمانوں کی کامیابی کی اصل ٹیکنالوجی باطن میں بغض و حسد کے خاتمے اور ظاہر میں تقویٰ و جہاد کے اپنانے میں ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ مسلمان بھی سائنس و ٹیکنالوجی اور فکری و معاشی وسائل میں اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ کفر کے طلبہ کو مادی طاقت کے ذریعے ختم کریں۔ نہ میرے محترم بھائیو! ایسا نہیں ہوگا۔ غرور و اہت ہمیشہ غیر مادی طاقتوں کے درمیان لڑے گئے ہیں۔ اللہ واپوں اور شیطان قوتوں میں طہر از من آسمان کا فرق رہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو حق اور باطل کی ترقی اور فتح۔ پیمانے تو ایک جیسے ہو جائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور قدرت کاملہ کا مسلمانوں کے حق میں ظہور ہر وقت پھر آئے گا۔“

اب بھی وقت ہے!

کچھ باتیں فقیر لوگ اپنی موج میں کہہ دیتے ہیں۔ ابھی سننے والے ہی سوچ رہے ہوتے ہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے اور سوس کیا ہے؟ کہ اتنے میں ان کی تصدیق کھلی آنکھوں سامنے جاتی ہے۔ پچھلے مضمون میں بندہ کے قلم سے یہ جیسے نکل گئے تھے "1987ء سے زمین کی قدرتی گردش کو متاثر کر کے "زمین کی بغض" سے چھیڑ چھاڑ کی کوششیں شروع ہیں حتیٰ کہ زمین کا مقناطیسی میدان ختم ہو جائے گا اور اس کی گردش ختم کر حدیث شریف میں بیان کردہ ظہور و جال کی علامات کے مطابق سست ہو جائے گی۔ ایک دن ایک سال کے برابر، پھر ایک دن ایک ماہ کے برابر، پھر ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔"

یہ جیسے بندہ نے کس تناظر میں کہے تھے؟ پہلے اسے سمجھ لیں تو آگے چلتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک پہاڑ اپنے مرکز سے ہٹ نہ جائیں گے۔" اس طرح حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے قریب سورج مغرب سے علاوہ نہ ہوگا۔ جب یہ شئی نہ ہو جائے تو توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد کوئی

ایمان لائے یا تو بہ کرنا چاہیے تو مقبول نہ ہوگی۔ جب ہم فلکیات پڑھتے پڑھاتے تھے اور اکثر قارئین کے علم میں ہوگا کہ جامعہ الرشید میں اس علم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ہمارے شعبہ فنیات کی تحقیقات کو دنیا کے مسلم و غیر مسلم کے نامور ماہرین فلکیات قدر کی نظر سے دیکھتے ورنہ سو فیصد قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔ فلکیات میں جب قبلہ رکھنے کی بحث آتی ہے تو عام لوگ "قطب نما" کو استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں اسے قابل اعتماد ذریعہ نہیں سمجھا جاتا۔ اس لیے کہ قطبین کے پاس موجود مقناطیسی لہروں کا دیوید کل ذخیرہ بنا مقام بہت اہم ہے جس سے قطب نما کی سوئی متاثر ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے احسن الفتاویٰ، ج 2، ص 147) بعض لوگ تو "قبلہ نما" استعمال کرتے ہیں جبکہ یہ "قطب نما" سے بھی زیادہ مخدوش ذریعہ ہے۔ اس میں دس سے بارہ درجے کا نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ مذاہم کو چاہیے کہ مساجد کا قبلہ راستے وقت یا چانچ لرواۃ وقت مستند علماء سے رابطہ کریں۔ خود سے اس فن کے شہادہ بننے کا دعویٰ نہ کریں جس کی ابجد سے بھی مادم وگ واقف نہیں ہوتے۔

یہ تو ایک بات ہوئی۔ دوسری بات یہ کہ قیامت کے قریب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس کی فلکیاتی توجیہ کرتے ہوئے دماغ پکرا جاتا تھا۔ زمین تو ویسے ہی "چھرتی گولہ" ہے لیکن جب آپ طلبہ کو اس پھراہٹ کی تشریح سمجھانا شروع کرتے ہیں تو تھوڑی دیر کے لیے دماغ پکڑ کھٹکے رہ جاتا ہے۔ اس کی تسمان تشریح سوچتے سوچتے اور اس بارے میں ارضیاتی سائنس کا مطالعہ کرتے کرتے وہ بات بات تلخی جو پچھلے کالم میں بریکیل تذکرہ مگنی تھی اور جس کی تصدیق اس چونکا دینے والی خبر سے ہو رہی ہے جو اسی نشتہ سرخیوں کے ساتھ پوری دنیا کے بایسوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہے لیکن افسوس کہ اس کے پس پردہ مقاصد پر غور نہیں کیا گیا۔ اس پہلے یہ غلط فہم اور اس میں مذکورہ اس تجربے

مقاصد اور متوقع خطرات پر پھر ان شاء اللہ وہ نتائج جن سے حدیث شریف کی پیش گوئی پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ یہ خبر 11 ستمبر 2008ء بروز جمعرات ملک کے تمام قومی اخبارات میں چھپی ہے:

"نیوکلیر ریسرچ کے یورپی ادارے سرن کے زیر اہتمام دنیا میں طبعیات کا سب سے طاقتور تجربہ شروع ہو گیا ہے جس کا مقصد کائنات کی تخلیق کا راز جاننا ہے۔ دنیا میں طبعیات کا سب سے طاقتور تجربہ جس کے بارے میں تین دہائیاں قبل سوچا گیا تھا اقصائی ملاحظہ ہو۔ بندھنے اپنے مضمون میں 1987ء تک تھا، 27 کلومیٹر لمبی سرنگ میں ذرات کی پہلی بیم یا شعاع چھوڑ دی گئی ہے۔ پانچ ارب پاؤنڈ لاگت سے تیار ہونے والی اس مشین میں ذرات کو بہت ناک طاقت سے آپس میں ٹکرایا جائے گا تاکہ نئی طبعیات میں بنیادی حقائق کو آشکارا کیا جاسکے۔ اس تجربہ کا بنیادی مقصد کائنات میں ہب و ہنگ سے چند عرصے بعد کے حالات کو از سر نو تخلیق کرنا ہے۔ فرانس اور سوئٹزرلینڈ کی سرحد کے نیچے کھودی گئی اس بہت بڑی سرنگ میں ایک ہزار سنڈر کی شکل کے مقناطیسوں کو ساتھ ساتھ رکھا گیا ہے، ان ہی مقناطیسی سنڈروں سے پرہیز ذرات کی ایب لکیر پیدا ہوگی جو ستائیس کلومیٹر تک دائرے کی شکل میں بنائی گئی سرنگ میں گھومے گی۔ سرنگ میں پرہیز ذرات کے ٹکرانے سے دو لکیریں پیدا ہوں گی جنہیں اس مشین کے اندر روشنی کی رفتار سے مخالف سمت میں سفر کرایا جائے گا، اس طرح ایک سیکنڈ میں یہ لکیریں گیارہ ہزار دست مکمل کریں گی۔ بی بی سی کے مطابق سائنس دان کائنات کے وجود میں آنے کی تیوری بگ ہنگ کے حالات کو جاننے کے لیے جو تجربہ کر رہے ہیں، اس کے حوالے سے کچھ تاقیدین نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس تجربہ کے نتیجے میں نہیں دو۔ میت پیدا نہ ہو جائے جسے بلیک ہول کہتے ہیں۔ بلیک ہول اس وقت خطرناک ہوتا ہے جب اس میں زندگی اور توانائی کافی زیادہ ہو۔

پھر اس میں چیزوں کو اپنی جانب کھینچ سکنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔“

خبر کے آخر میں سائنس دانوں نے جو خدشات ظاہر کیے ہیں، حقیقت میں بات اس سے آگے کی ہے۔ کائنات کو تسخیر کرنے کا جو منصوبہ ”یہودی بگ برادرز“ نے بنایا ہے، یہ تجربہ اس کا حصہ ہے۔ اس میں جو 80 سائنس دان (بشمول دو پاکستانیوں کے جو تائی بھانے پر اکتفا کر رہے تھے) شریک ہیں، ان کی کثرت یہودی ہے۔ اس پر جو جس رب ڈاٹر سرمایہ خرچ ہوا ہے وہ یہود کا کمایا ہوا سود ہے۔ یہ دراصل کرنا کیا چاہتے ہیں؟ یہ جھوٹے زمینی خدا (مسیح کا ذب، الدھاں اکبر) کے ظہور سے قبل زمین کو تباہ کر دینا چاہتے ہیں کہ اس کی گردش، اس سے پیدا ہونے والے موسم، بارشیں، ہوائیں، فصلیں، پانی، نباتات، جمادات و جنگلات ... غرض ہر چیز پر انہیں کنٹرول حاصل ہو جائے تاکہ زمین پر اسے زندہ رہنے دیں جو وہاں کو خدا ماننے والے جو اس کی جھوٹی خدائی کو دھتکار دے اس پر زمین تلک کر دی جائے۔ یہ درحقیقت اس ایسی مشن کی تکمیل ہے جس کے مطابق دجال جس کو چاہے گا غذا دے گا، جن کو چاہے گا قے کرائے گا۔ (دنیا میں غذائی مواد تیار کرنے والی تمام بڑی کمپنیاں خاصاً یہودی ملکیت ہیں) جس کی زمین میں چاہے گا فصلیں اگیں گی جس کی چاہے گا بارش بھی روک دے گا۔ (ج پینٹ ہوں گے اور بارشیں مصنوعی ہوں گی۔ قدرتی بارش کے ٹل کو کسی حد تک متاثر کرنے کا ایک مظاہرہ بیجنگ کے حالیہ سوپک گیسز 2008ء میں ہو چکا ہے)

یہ تو س منصوبے کے مقصد ہیں۔ اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ وقت تقیم چاہے گا اور دجال کے خروج کی شرط مکمل ہو جائے گی۔ مشہور حدیث شریف کے مطابق جب دجال نکلے گا تو زمین پر چالیس دن رہے گا۔ چار دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک مہینے کے برابر اور تیسرا آٹھ دن کے برابر ہوگا۔ بقیہ ستائیس دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ اس طرح اس

کے دنیا میں ٹھہرنے کی کل مدت ایک سال دو مہینے اور چودہ دن کے برابر بنتی ہے۔ بعض محدثین نے فرمایا تھا کہ یہ دن حقیقت میں لمبے نہ ہوں گے۔ پریشانی کے باعث لوگوں کو طویل معلوم ہوں گے۔ لیکن علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ اکثر علماء حدیث کے نزدیک حدیث سے اس کا ظاہری معنی ہی مراد ہے یعنی یہ دن فی الواقع اتنے لمبے ہوں گے جتنے کہ حدیث شریف میں ذکر ہے۔ اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کھلی دلیل ہے کہ باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ پہلے تین دن عام دنوں سے الگ قسم کے ہوں گے۔ نیز دعا کا فتنہ ایسا نہیں کہ اس سے پیدا ہونے والی پریشانی تین دن میں ختم ہو جائے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ان دعا، اور محدثین کرام کو بہترین جزائے خیر سے جہوں نے حدیث شریف کو ہم تک اصل شکل میں پہنچایا اور اس کا جو معنی بھی قرین قیاس ہو سکتا تھا، وہ بیان کیا۔ کچھ معنی ایسے تھے جو گزشتہ دور میں سمجھ نہیں آ سکتے تھے لیکن آج ان کو سمجھنا آسان ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ کیسے؟

سمجھ جاتا تھا کہ زمین کی گردش اپنے محور میں ہر صدی کے دوران 14 ملی سیکنڈ سست ہو رہی ہے۔ اس گردش کے سبب دن رات بنتے ہیں لیکن جدید تحقیقات کے نتیجے میں سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے کہ رفتار میں یہ کمی بعض اوقات تیزی سے مزید گرتی ہے اور اس کے تین بڑے اسباب ہیں

(1) مختلف سیاروں کی کشش ثقل اس رفتار میں کمی لانے کا سبب بنتی ہے کیونکہ وہ زمین کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

(2) گردش کی رفتار کو سست کرنے کے عمل میں آروا ارض کا اپنا ردار بھی ہے۔ یہ کردار ہواؤں میں تبدیلی کے نتیجے میں ابھرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فوری گردش میں سستی لانے کا 90 فیصد عمل ہواؤں کی تبدیلی ہی کرتی ہے۔ ان دوران رفتار بڑھ جاتی ہے تو کردار ارض کی

رفارست ہو جاتی ہے۔

(۳) تیسرا اور اہم سبب Haarp نامی ادارہ ہے۔ یہودی سرمانے سے یہودی سائنس دانوں کی زیر نگرانی چنے والا یہ ادارہ موسموں کے انداز میں تبدیلی، زمین کی محوری گردش میں سستی لانے، نیز کرۂ ارض میں زلزلوں میں اضافے کا بھی ذمہ دار ہے۔ Haarp ایک پروجیکٹ ہے۔ اس کا معنی ہے "ہائی فریکوئنسی ایکٹو آرڈرل ریسرچ پروجیکٹ"۔ 92-1987ء کے دوران اس ادارے کے سائنس دانوں نے ایک ایسا ہتھیار پیش کر دیا جو زمین کے نیچے کرہ یا مٹھا ٹھیک کر کے کسی حصہ کو تبدیل کر سکتا ہے۔ 11 اگست 1987ء کو رجسٹر ہونے والے اس عسکری ہتھیار کو مشہور یہودی سائنس دان برنارڈ جے ایسٹنڈ نے ایجاد کیا تھا۔ 1994ء میں امریکی فلم "وقائع" کے سب سے بڑے مشری کنٹرولر "ای سی سٹر" نے یہ ہتھیار خرید لیا اور دنیا میں سب سے بڑا آئیونی بیئر تعمیر کرنے کا ٹھیکہ لیا۔ یہ ہتھیار جو یقینی دباؤ پیدا کر کے کرۂ ارض کی فطری قوتوں میں رد و بدل اور زلزلوں کی شدت میں اضافہ کر سکتا ہے۔ یہ رد و بدل دجائی مشن کی تکمیل اور وہاں کے ظہور کو قریب لانے کی کوشش ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ گزشتہ چند سالوں سے زمین کے موسم میں غیر معمولی تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ یہودی سائنس دان، حول (فضا) میں اس طرح دباؤ پیدا کرتے ہیں اور کیا وہ واقعی فضا میں دباؤ پیدا کر لیتے ہیں؟ اس کا جواب ہے کہ وہ فضا کو آئونائزڈ آئونائز کر کے دباؤ پیدا کر لیتے ہیں۔ 1958ء میں وائٹ ہاؤس کے مشیر موسمیات، کمپین ہارڈی ورڈیل نے کہا تھا کہ محکمہ دفاع جائزہ لے رہا ہے کہ وہ طریقے تلاش کیے جا میں جن کے ذریعے زمین اور آسمان میں آنے والی تبدیلیوں کو استعمال کر کے موسموں پر اثر انداز ہو جاسکے۔ مثلاً کسی مخصوص حصے میں فضا کو ایک ایکٹو ویکٹیم کے ذریعے آئونائز یا ڈی آئونائز کیا جاسکے۔ یہ 1958ء کی بات ہے اور اب 2008ء ہے۔ یہودی سائنس دانوں

کی زمین کے قدرتی نظام سے چمیز چھاڑ اور اسے اپنے قبضے میں لینے کی کوشش بہت آگے جا چکی ہے اور شاید وہ وقت دور نہیں جب وہ کوئی ایسی حرکت کریں گے کہ ہماری زمین کی قدرتی گردش کسی "بگ بینک" کے نتیجے میں شدید متاثر ہو۔ وقت کچھ دیر کے لیے ختم جائے اور پھر کچھ دیر بعد اپنی اصلی حالت پر آئے۔ مثلاً تین دن بعد جن میں سے پہلا دن بہت لمبا (سال کے برابر) دوسرا کچھ کم (مہینے کے برابر) اور تیسرا اور کم (ہفتے کے برابر) ہو۔ اس اجمال کی تفصیل تھوڑی سی تشریح چاہتی ہے۔ آئیے اس پر ایک نظر ڈالیں۔

ہماری زمین ایک دیوید کل مقناطیس ہے جو گردش کے مختلف درجوں کے ساتھ مقناطیسی میدان تخلیق کرتی ہے۔ زمین جس قدر تیزی سے گردش کرتی ہے اسی قدر طاقت ور اور کثیف مقناطیسی میدان بنتا ہے۔ ایک اور قوت بھی ہے جو زمین کی گردش سے براہ راست تعلق رکھتی ہے اور یہ "زمین کی گمک کا توازن" ہے۔ یہ توازن بنیادی گمک کا توازن یا Schumann cavity Resonance کہلاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسے "زمین کی نبض" بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس کی شناخت 1899ء میں ہوئی تھی۔ تب سے 1980ء کے عشرہ کے درمیان تک زمین کی نبض 7.8 ہرٹز یا 7.8 سائیکل فی سیکنڈ تھی لیکن 1986-87ء کے بعد جب سے کرۂ ارض کی فضا سے برتاؤ بے ایسٹ منڈ کے ایچہ ذکر کردہ آلات سے چمیز چھاڑ شروع کی گئی ہے، نبض کی رفتار میں تیزی آگئی ہے۔ 1995ء کے آخر تک ایک اندازے کے مطابق یہ 8.6 ہرٹز تھی اور اب سنا ہے کہ یہ 10 کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ مذکورہ بالا تجربے اور اس جیسے مزید تجربوں سے اس میں تیزی سے اضافہ ہوگا۔ غائب امکان ہے کہ جب زمین کی گمک 13 سائیکل فی سیکنڈ تک پہنچے گی تو ایک ایسا وقت آئے گا کہ مقناطیسی فیلڈ زیرِ زمین کے قریب ہو جائے گا۔

Awakening to Zero point نامی تہذیبی، سائنسی، انکشافات پر مبنی کتاب کا

مصنف کریگ بریڈن اس وقت کو ”زیر پوانٹ“ کہتا ہے جب زمین کا مقناطیسی میدان بالکل ختم ہو جائے گا کیونکہ ہمارے سیارے کی گردش رک جائے گی۔

دجال کے خاتمے کے بعد جب حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو جائیں گے اور دنیا آخری وقت کے قریب پہنچ جائے گی تو زمین کچھ لمحوں کے لیے اپنی محوری گردش روک دے گی اور پھر مخالف سمت میں اپنے محور پر گھومے گی تو سورج ایک دن کے لیے مغرب سے طلوع ہوگا، پھر اس کے بعد گردش اپنے معمول پر آجائے گی اور حسب معمول سورج مشرق سے طلوع ہوگا۔

میں ممکن ہے کہ اس کا ظاہری سبب بھی کائنات کے فطری نظام میں یہود کی غیر فطری مداخلت کی وہ کوشش ہو جو وہ ظہور دجال سے پہلے اس کے استقبال کے لیے کرتے رہے۔ اس کے کچھ اثرات تو زمین کی گردش ختم ہونے والے تک متاثر ہونے سے ظاہر ہوئے اور کچھ اثرات دجال کی بلاکت کے بعد قیامت سے ذرا پہلے ظاہر ہوں۔ یہ محض ایک امکانی توجیہ ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ہر چیز کا حقیقی سبب اللہ رب العزت کا حکم ہے۔ وہ قادر مطلق کسی ظاہری سبب کا محتاج نہیں۔ اور اگر کوئی چیز اس کے حقیقی حکم کا ظاہری سبب بن جائے تو یہ اس کی ”لہٹس“ کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ نہ کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت سے باہر ہے اور نہ کوئی طاقت اس کی مشا کے خلاف کچھ کر سکتی ہے۔ اوپر جو کچھ لکھا گیا وہ یہ ناقص سمجھ کا ناقص اظہار ہے۔ حقیقت تو اللہ بہت جانتا ہے۔ یہاں اس ساری تفصیل کا مقصد ایک یاد دہانی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے ”تمن و اتعات ایسے نمودار ہوں گے جو ایک دوسرے کے بعد رونما ہوں گے اور پھر تاریخ وقت والوں کے پاس بھی وقت نہ رہے گا۔“ ”لہذا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہ تین، تیس رونما ہوں گی تو پھر کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اس کو فائدہ نہ دے گا جس نے پہلے ایمان قبول نہیں کیا تھا یا پھر اس نے اپنے

ایمان سے کوئی حیر کا کام نہیں آیا تھا۔ جب سورج اپنے غروب ہونے کے مقام سے طلوع ہونا شروع کر دے گا، دجال نمودار ہوگا اور زمین کا پورا نمودار ہوگا۔" (صحیح مسلم) اسی وقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے "جس روز تمہارے رب کی بعض مخصوص نشانیاں نمودار ہوں گی تو پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو اور جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کہائی ہو۔" (القرآن) جب یہ نشانیاں نمودار ہو جائیں گی تو پھر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ گویا کہ ہمارے پاس اب بھی وقت ہے۔ آئندہ نہیں معلوم کہ یہ وقت ہمارے ہاتھ میں رہتا ہے یا یہود کی جھینڑ چھاڑ سے ختم جاتا ہے۔ اے میرے بھائیو! اس رمضان کو چلی تو بہ کار رمضان بنا لو۔ اس مرتبہ کے روزوں کا واقعی تقویٰ کا ذریعہ بناؤ۔ جہاں تک سبیل اللہ کے لیے جان مال لگانے، عزت آبرو لانے کا عزم کرو۔ ورنہ کسے معلوم کہ مہلت ختم ہو جائے۔ خاتمہ کی ابتدا ہو جائے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں۔

جب لاد چلے گا بنجارا

حضرت مہدی کی معاون تین قوتیں

اب ہم اصل سوال کی طرف پھر ورتتے ہیں ہم نے، تاکہ حضرت مہدی کے ساتھ تین طرح کی قوتیں ہو جائیں گی (۱) صالح اور قابل مسلمان (۲) نیک۔ جنت یہودی، اس کا سرمایہ اور علم۔ (۳) سعادت مند عیسائی اور ان کا تجربہ و نیک لوہی۔ پھر خود حضرت مہدی کی قابلیت، ذہانت، جرأت، دوران کے ساتھ نبی ہدایت (یعنی ہر موقع پر درست فیصلے کی صلاحیت) بھی ہوگی۔ لیکن اس سب کے باوجود سات سال کے قلیل عرصے میں، ہر کس طرح و طاقت کے ان پہاڑوں کو جگہ سے ہلا سکیں گے جو زشتہ دو تین سو سالوں میں مغرب نے تھپی گا کر کھڑے کیے ہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ظاہر میں سخت کی کامل اتناغور باطن میں رب تعالیٰ سے کامل تعلق کی برکت سے اللہ پاک ان کی جدوجہد اور جہاد و قتال میں ایسی برکت عطا فرمائے گا کہ کائنات میں کارفرما، انہی قوتیں ان کے ساتھ ہو جائیں گی۔ مغرب کی وجودی طاقت محض مادہ پرستی پر مبنی ہے۔ مادہ کی نظر میں پرست اور حقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پرست نہیں کہ وہ حقیر اور شخص پرست و کون کو یہ حقیر چیز ہے۔ اس کے مقابلے

میں حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلند مرتبہ روحانی شخصیات ہوں گی۔ ان کو غیر معمولی کراماتی اور معجزاتی طاقت دی جائے گی۔

☆ ”دنیا کے ختم ہو جانے کا وقت قریب ہے۔ اس لیے میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت، قرآن کریم کے احکام پر عمل، باطل کو ختم کرنے اور سنتوں کو زندہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔“ (بیعت کے بعد حضرت مہدی کے پہلے خطبے سے اقتباس)

☆ ”حضرت مہدی کو اللہ تعالیٰ ایک رات میں صلاح (کے بلند مقام) تک پہنچا دیں گے۔“ (حدیث شریف)

☆ ”حضرت مہدی کے خلاف نکلنے والا لشکر جس کا سربراہ سفیانی نام کا شخص ہوگا، زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔“

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا تم نے کسی ایسے شہر کے متعلق سنا ہے جس کے ایک جانب خشکی اور دوسری جانب سمندر ہو؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ بنی اسحاق کے ستر ہزار افراد اس شہر کے لوگوں سے جہاد نہ کر لیں۔ چنانچہ مجاہدین جب وہاں پڑاؤ کریں گے تو نہ اسلحہ سے لڑیں گے اور نہ حیر بھٹکنے کی نوبت آئے گی، صرف ایک مرتبہ ”لا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ کہنے سے شہر بھاگ اگا ایک حصہ گر جائے گا۔“

ایک اہم نکتہ

اس روایت میں ایک لفظ ”سبعون أفعاس من إسحٰ“ آیا ہے یعنی بنو اسحاق میں سے ستر ہزار مجاہدین۔ اس کے بارے میں بعض محدثین نے رائے یہ ہے کہ دراصل یہاں ”سبعون“ مراد میں ہائے مسلم شریف کے مومنینوں میں ”سبعون“ سے

نئی وارد ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”قال القاضي كذا هو في جميع أصول صحيح مسلم“ ”مس بسى إسحق“ قال قال معصم: المعروف المحمود ”مس بسى اسمعيل“ وهو الذى يدل عليه الحديث و سياقه؛ لأنه إنما أراد العرب، وهذه المدينة هي القسطنطينية“ (نووی علی هامش مسلم ۳۹۶/۴)

ترجمہ ”قاضی عیاض نے کہا ہے ”مس بسى إسحق“ کا لفظ ہی مسلم کے قرام نسوں میں آیا ہے، اہستہ مشہور و مستند بات یہ ہے کہ مراد ”سى اسمعيل“ ہوں چونکہ اس معنی پر حدیث کی دلالت بھی ہے اور سیاق حدیث کا خٹا بھی یہی ہے چونکہ ان سے مراد عرب ہیں اور مدینہ سے مراد قسطنطنیہ ہے۔“

نبی اسمعيل کے لیے یہی اطلاق کا لفظ لانے کی ایک تاویل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت ائحق علیہ السلام نبی اسمعيل کے چچا ہیں، اور ”عمّ الرجل صوباً“ (چچا والد کے قائم مقام ہوتا ہے) کے قانون کے مطابق چچا کی طرف نسبت بھی درست ہے۔

بعض محققین کا کہنا ہے کہ اگر حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر ہی رکھیں تو نبی حق سے مراد وہ افراد ہوں گے جو اس زمانہ میں مسلمان ہو کر لشکر مہدی میں شامل ہو جائیں گے جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے۔

اور بعض کا کہنا ہے کہ یہاں بنو اسحاق ہی درست ہے اور اس سے مراد پٹھان ہیں کہ مؤرخین کے ایک طبقہ کے مطابق نسلی طور پر یہ اہل کتاب ہیں اور طالبان کی شکل میں حضرت مہدی کے ساتھ ہوں گے۔

ایک اہم وضاحت:

یہ بھیجئے کہ حدیث شریف میں وضاحت سے ”نہ اسلمہ سے“ میں نے نہ تیرے بیٹے

کی نوبت آئے گی۔" اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اپنے طور پر جو بہترین وسائل دستیاب ہوں، انہیں حاصل کریں اور غلبہ دین کے لیے قربانیاں دیں اور دیتے رہیں، آگے ایک وقت پر اللہ پاک خود ہی غیب سے کوئی صورت پیدا فرمائیں گے۔

یہ بات اس وقت اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہے جب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کے واقعات کا جائزہ لیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس دن فجر کی نماز میں نازل ہوں گے، اس دن فجر کے بعد وہ اجال اور اس کی یہودی فوج (اسرئیل اور اسرائیل آرمی) کے خلاف جہاد شروع کریں گے۔ وہاں ان کو دیکھتے ہی چوڑیاں بھرتا ہو فرار ہوگا۔ اس کی ساری شیطانی اور مادی طاقتیں سب ہو جائیں گی اور شمشک بر پتھر پکار کر جہدین سے کہیں گے "اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے۔ اسے آکر قتل کرو۔" اب بتائیے جب اجال ان کو دیکھتے ہی پگھلنا شروع ہو جائے گا۔ (شاید وہ سلس میں ڈالریں یہ زمین پر کی طرح جزوی طور پر دھات پر مشتمل انسان ہوگا) قتلہ پر وہ از یہودی، جہدین کے ہاتھوں شام تک برباد ہو جائیں گے تو ایک دن میں کون سی سائنس دیکھ لو گی ہوگی جو اہل حق کو حاصل ہو جائے گی؟

اگر آپ اس امر کی تصریح چاہتے ہیں کہ تقویٰ اور جہاد کے مل بوتے پر نبی تو نہیں کمزور و ناتواں مسلمانوں کے ہمراہ ہوں گی اور باطل کی مادی طاقت کو پکھڑا ڈالیں گی، لہذا ہمیں مادی طاقت حسب حیثیت حاصل تو کرنا چاہیے لیکن اس سے فرمایا اس وحرف "خز نہیں سمجھنا چاہیے تو اس کی وضاحت بھی مل سکتی ہے۔" علامات قیامت" (مصفیہ حضرت محمد انامہ مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب) میں اللہ راہمہ کے حوالے سے یہ حدیث موجود ہے

"یومئذ یمن سریم ناز ہوں گے۔ پس وہوں کی آنکھوں اور ناگوں کے درمیان سے تاریکی منٹ جائے گی (یعنی اتنی روشنی ہو جائے گی کہ لوگ باہر نکلیں) اس

وقت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم پر ایک زرہ ہوگی۔ پس لوگ ان سے پوچھیں گے آپ کوں ہیں؟ وہ فرمائیں گے میں عیسیٰ ابن مریم اللہ کا بندہ اور رسول ہوں اور اس کی (پیدا کردہ) جان اور اس کا کلمہ ہوں (یعنی باپ کے بغیر محض اس کے کلمہ "کن" سے پیدا ہوا ہوں) تم تین صورتوں میں سے ایک کو اختیار کرلو (۱) اللہ جال اور اس کی فوجوں پر بڑا مذاہب آسمان سے نازل کر دے۔ (۲) ان کو زمین میں اھمدا دے۔ یا (۳) ان کے اوپر تمہارے اسلحہ مسلط کر دے اور ان کے ہتھیاروں کو تم سے روک دے۔ "مسلمان کہیں گے "اب اللہ کے رسول ایہ (آخری) صورت تمہارے لیے اور ہمارے قلوب کے لیے زیادہ طہنیت کا باعث ہے۔ چنانچہ اس روز تم بہت کھانے پینے والے (اور) ذلیل و ذول والے یہودی کو (بھی) دیکھو گے کہ حیرت کی وجہ سے اس کا ہاتھ توارتہ اٹھائے گا۔ پس مسلمان (پہاڑ سے) اتر کر ان کے اوپر مسلط ہو جائیں گے اور جال جب (عیسیٰ) ابن مریم کو دیکھے گا تو یہ کی طرہ پکھینے لگے گا حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام اسے چالیں گے اور قتل کر دیں گے۔"

اب بتائیے 'جب نتیجہ ہی تقویٰ اور جہاد مسلسل کی برکت سے دشمن کے ہتھیار ناکارہ ہونے اور مسلمانوں کی طویل جدوجہد سے بعد انہیں یہود پر مسلط کیے جانے پر موقوف ہے تو پھر اس بات پر افسوس کا کیا فائدہ کہ دشمن کے پاس یہ ہے اور وہ ہے۔ اور اس پر دل جلانے سے کیا حاصل کہ ہمارے پاس یہ نہیں اور وہ نہیں۔ ہمیں اس بات پر بھی پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ فداں کیپور اور فلسطین ہمارے پاس نہیں یا ہم اتنے فٹ اونچی اڑان نہیں بھر سکتے۔ ہمیں اپنے طور پر جائزہ ران سے دستیاب وسائل کو لے کر کام جاری رکھنا چاہیے اور بس امدادی طاقت سے مدد ہونے کی ضرورت ہے نہ اس پر فکر مند ہونے کی کہ ہم ان کے برابر آئے بغیر کس طرح ان پر غلبہ یا میں گے گا۔ اس پر نہ وہ فکر مند ہون چاہیے۔ مگر تمہاری پابندی میں سورج (یہ لہتے ہیں) عیسیٰ علیہ السلام۔ وہ وقت ہے۔"

یا عصر کی جماعت کا اہتمام نہیں (یہ یہودیوں کے کئی خاتے کا وقت ہے) تقویٰ عمل میں ہے نہ اخلاق اور برتاؤ میں (حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھی رات کو مصیے اور دن کو گھوڑے پر سوار ہوں گے۔ ہم میں رات کو عابد شب زندہ دار اور دن کے وقت شہسوار کتنے ہیں؟) جہاد کو حرام یا دہشت گردی کہنے والوں کے پروپیگنڈے سے کوئی متاثر تو نہیں ہو گیا؟ (حضرت مہدی کے ساتھی وہی ہوں گے جو آخری وقت تک ساری دنیا کی مخالفت و ملامت کی پروا کیے بغیر جہاد کی بابرکت سنت پڑنے رہیں گے) جہاد کی دہشتی، ذہنی، نظریاتی، عسکری تربیت سے تو کوئی غافل نہیں (حضرت مہدی کے ساتھ وہ لوگ نہیں چل سکیں گے جنہیں جان و مال، پیش و آرام، گھریلو، بیوی بچوں کی محبت راہ خدا میں جانے سے روکتی ہوگی)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت قیامت تک مسلسل حق پر قتل کرتی رہے گی (اور) غالب رہے گی۔ فرمایا پھر (ان میں) عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا آئیے! ہمیں نماز پڑھائیے اور کہیں گے نہیں! بلکہ تم میں سے بعض لوگ بعض پر امیر ہیں (چنانچہ امتی آگے بڑھ کر سابقہ نبی کو نماز پڑھائے گا تا کہ ختم نبوت کا مسئلہ واضح ہو جائے) اس امت کی عند اللہ عزت و اکرام کی وجہ سے۔“

ایمان والوں کو چاہیے کہ خود کو اس وقت کے لیے ذہنی و جسمانی طور پر تیار کر لیں جب جہاد ہی ایمان کا معیار ہوگا۔ حضرت مہدی کے ساتھ وہی جا پائے گا جس نے پہلے سے جہاد کی تیرہی کر رکھی ہوگی عین وقت پر تو جب بخارا لا چلے گا، سب خدا نڈھ پڑا رہ جائے گا۔

دودھاری تلوار

تیسری بات حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟

تیسرا سوال کہ حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟ اتنا اہم نہیں جتنا نارک ہے۔ یہ ایسی دودھاری تلوار ہے کہ ذرا سی پھسل کہیں سے کہیں پہنچا سکتی ہے۔ پہلے تو قرآن کریم کی ہدایات ملاحظہ فرمائیے۔ یہ اگر چہ قیامت کے متعلق ہیں لیکن بندہ ایک سے زائد مرتبہ عرض کر چکا ہے کہ علامتوں قیامت بھی قیامت کی طرح مبہم اور پیچیدہ ہیں۔ ان میں عدد متی زبان استعمال کی گئی ہے اور اس موضوع کا سارا حوالہ ہی اس شخص میں ہے جو اس ابہام اور ذہنی علامتی لغت سے پیدا ہوتا ہے۔

سورہ نبی اسرائیل میں ہے "قل عسیٰ ان یكون فریباً" (اے نبی!) کہہ دیجیے میں ممکن ہے کہ وہ وقت بالکل ہی قریب آگیا ہو" (آیت ۵۱) بالکل اسی طرح کی ایک بات سورہ المعارج میں بھی وارد ہوئی ہے "انہم یروہ بعیداً وبراہ فریباً" "یہ لوگ اسے دور سمجھ رہے ہیں جبکہ ہم اسے بالکل قریب دیکھ رہے ہیں۔" (آیت ۶)، (۷) قرآن حکیم میں متعدد بار آیا ہے "قل ان افری اقرب ام بعید ما توعدون"

”(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب
”ہلکی ہے یا ابھی دور ہے“ (سورۃ الانبیاء 109) ”فل ان ادروی اقرب ما نوعدون
ام یجعل لہ رمی اعدا“ ”اور (اے نبی!) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا وعدہ
تم سے کیا جا رہا ہے وہ غریب و بیش آنے والی ہے یا ابھی میرا رب اس کے ضمن میں کچھ
تاخیر فرمائے گا“ (سورۃ الجن 25)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صاحب نے پوچھا ”قیامت کب آئے
گی؟“ ”پ نے فرمایا ”تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“ بالکل یہی بات اس سول
کے متعلق کہی جاسکتی ہے۔ مہدویات کے موضوع کا سب سے سنسنی خیز اور تحسّس آمیز سوال
یہی ہے۔ اس کا جواب بھی یہی ہے کہ ہم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ کیونکہ جس
طرح ”حضرت مہدی کا ساتھ دینے والے بمطابق حدیث شریف روئے ارض کے صالح
ترین مسلمان ہوں گے اور ان کی فضیلت اصحاب بدر والی ہے، اسی طرح ان کا ساتھ چھوڑ کر
بھاگنے والوں کے لیے وعید بھی اتنی ہی سخت ہے۔ حدیث شریف میں ہے

”اس پر (یعنی مسلمانوں کو کافروں کے حوالے نہ کرنے پر) جنگ شروع ہو جائے
گی اور مسلمان تین گروہوں میں بٹ جائیں گے (1) ایک تہائی لشکر تو میدان جنگ سے
بھاگ جائے گا، ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہیں فرمائیں گے۔ (2) ایک تہائی لشکر شہید
ہو جائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے۔ (3) ایک تہائی لشکر کو فتح
انعیب ہوگی، یہ زندہ کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو سکیں گے۔“ (مسلم شریف)

حضرت کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنے والے کون ہوں گے؟ ”صیوں نے شرک و بدعت کو
دین سمجھ رکھا ہے۔ جنہوں نے اپنے منہ یا شرم کا پردہ اس سے ڈھکا رکھا ہے۔ جن کے دلوں
میں حسد، بغض اور نیند ہے۔ زبان پر نیابت، تمہت اور جھوٹ ہے۔“ ”انکو میں خیانت، حرص

اور ہوس ہے۔ ہاتھ میں بھل، کرشن اور لراڈ ہے۔ منکرات سے تو پتہ نہیں کی اور دنیا سے منکرات کے کلی خاتمے کے لیے جہاد کرنے والوں میں شامل ہونے کا شوق ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت کو عین میدان جنگ میں، کیا اچھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

تو میرے بھائیو! ہم یہ نہیں کہ حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟ اہم یہ ہے کہ اگر وہ ظاہر ہو گئے تو ہم میں سے کس نے اس کے لیے کتنی تیاری کی ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب وہ ظاہر ہوں تو ہم کسی ایسے فتنے کا شکار ہوں کہ ان کا ساتھ دینے کی بجائے پیٹھ دکھا دیں یا اس کے مقابلے میں اتر آئیں۔ جی ہاں! کچھ بد نصیب نام نہاد مسلمان سب سے پہلے ان کی مخالفت میں ختم ٹھونک کر ٹھٹھکیں گے اور دردناک طریقے سے برباد ہوں گے۔ احادیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے زمانے میں نام نہاد مسلمانوں کا ایک طبقہ اور ہوگا جو حضرت کا ساتھ چھوڑ کر بھاگے والوں سے بھی زیادہ بد بخت ہوگا۔ وہ اسلام کا دعوے دار ہونے کے باوجود حضرت کے مخالفین میں سے ہوگا اور اسے اللہ تعالیٰ ساری دنیا کی آنکھوں کے سامنے دردناک عذاب میں گرفتار کرے گا۔ وہ زندہ جسموں کے ساتھ زمیں میں دھنسا دیے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آج کل کے سب سے بڑے فتنے یعنی "فکری ارتداد" کا شکار ہو چکے ہوں گے اور ان کا سربراہ "عبد اللہ سفیانی" نامی شخص ہوگا۔

یہ سفیانی کون ہوگا؟ یہ یہودیوں کا تیار کردہ ایک مسلم سیدز ہوگا جس کو عالمی میڈیا مسلمانوں کے ہیرو اور اقدار کا طور پر پیش کرے گا۔ بعض جنگوں میں وہ مغرب کے خلاف فتیانہ کردار ادا کرنے کا ذرا مہرچاے گا اور پھر جب مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرے گا تو اصل روپ میں ظاہر ہو جائے گا۔ "حیم بن حمدی" "کتاب الملقن" میں ہے کہ اس کا نام عبد اللہ ہوگا اور اس کا خروج مغربی شام میں "اندلس" نامی جگہ سے ہوگا۔ یہ عطا اصل میں "عبد اللہ" ہے یعنی "اور کا پتھر"۔ مگر اندر تو کیا۔ "اندر اس وقت شان اسرائیل کے

”طلوع“ ”انصرہ“ کا ایک قصبہ ہے جس پر اسرائیل نے 24 مئی 1948ء میں قبضہ کر لیا تھا۔ بعض روایات سے پتا چلتا ہے یہ شروع میں مسلمانوں کا پھر اور خیر خواہ ہوگا، بعد میں اس کا دل بدل جائے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے باطل قوتیں مسلمانوں کی جعلی قیادت کے لیے تیار کریں گی جیسا کہ آکسفورڈ اور کیمبرج کے طلسم خانوں میں ہوتا ہے اور جب وہ مسلمانوں میں مقبویت حاصل کر لے گا تو اصل پلان پر عمل شروع کر کے حضرت مہدی کے خلاف صف آرا ہو جائے گا۔ اس کی سوچ و فکر کا خلاصہ ”فکری ارتداد“ ہے۔

فکری ارتداد یہ ہے کہ اسلام کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھا جائے۔ شرعی تعمیرات کو حرف آخر نہ مانا جائے۔ اس میں اتنے شکوک و شبہات اور وسوسے پیدا کیے جائیں کہ شراب اور زنا جیسی قطعی حرام چیزوں کو بھی پروپیگنڈے کے زور پر حدس قرار دیا جائے۔

☆ ”اس دن وہ شخص سب سے بڑا محروم ہوگا جو غولکب کے مال غنیمت سے محروم رہا (یعنی ہر صاحب ایمان مجاہد اس مال غنیمت میں سے کچھ نہ کچھ ضرور لے) اگرچہ اونٹ کو باندھنے کی رسی ہی کیوں نہ ہو؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ ان کے اسوال کو غنیمت اور بچوں کو ان کے مسلمان ہونے کے باوجود کیسے قیدی بنالیں گے؟ فرمایا ”وہ شراب اور زنا کو حلال سمجھنے کی وجہ سے کافر قرار دیے جائیں گے۔“

☆ ”سفیانی زمین میں فساد برپا کیے ہوئے ہوگا حتیٰ کہ ایک عورت سے دن کے وقت دمشق کی جامع مسجد میں شراب کی ایک مجلس میں بدکاری کی جائے گی۔ اسی طرح ایک عورت سفیانی کی ران پر آکر بیٹھ جائے گی جبکہ وہ جامع دمشق کی محراب میں بیٹھا ہوگا۔ اس وقت ایک غیرت مند مسلمان سے مسجد کی یہ بے حرمتی اور یہ گریب منظر دیکھ نہ جائے گا اور ہکڑ ہکڑ کر کے ہلکا کہ افسوس ہے تم پر، ایمان لانے کے بعد آخر کرتے ہو؟“ یہ ناپا بڑے۔

سفینی کو حق کی یہ بات کڑوی لگے گی اور وہ اس کو کھلم حق کہنے کی پاداش میں موت کے گھاٹ اتار دے گا اور صرف اسی کو نہیں بلکہ جس نے بھی اس کی تائید کی ہوگی اس کو بھی قتل کر دے گا۔"

یہ ہے وہ "فکری ارتداد" یہ ہے اللہ کے احکام (حدود اللہ کی پامالی) جو آج کے "تھنک ٹینکس" کا پرہیزگار کردہ وہ عظیم ترین فتنہ ہے۔ س سے جو دوسو سے جنم لیتے ہیں ان کی بنا پر آدمی صبح کو مسلمان ہوتا ہے، شام کو کافر۔ شام کو مسلمان ہوتا ہے تو صبح کو کافر۔ اس فتنے کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو حضرت علامہ دراز چاویہ احمد قادری اور ان کے تیار کردہ مابواب قسم کے بالکام فتنہ پرد زوں کے پروگراموں میں دیکھ لیجیے۔ جہاں سیدھے سادھے نوجوانوں سے یہ سوال ہوتے ہیں خدا کا وجود ہے بھی یا نہیں؟ حدود کی تعریف کیا ہے اور یہ تعریف کس نے کی ہے؟ پہرے کے پردے کا تکلف کس نے چاری کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کی بد نصیبی یہ ہے کہ ان کے پروگراموں کی فہرست دیکھ لیجیے۔ ایک بھی تعمیری عنوان نہیں ملے گا۔ اصلاحی موضوعات سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ ان کا سارا زور تفکیک پھیلانے اور دوسو پیدا کرنے پر ہے۔ کوئی دنیا دار مسلمان دین کی طرف آجائے اس کی ان کو کوئی فکر نہیں۔ سارا زور اس پر ہے کہ جو بچے کچھ مسلمان دین پر نونا پھوٹا عمل کر رہے ہیں وہ کسی طرح سے آزاد خیال ہو جائیں؟ طہارت کے مسائل نہ پانے والوں کو علمی کلامی مباحث میں الجھانے کا آخر در کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

تو جناب من اشرا ب وزنا کو حلال اور سود جوے کو جائز سمجھنے والے اور سنت نبوی کو حقیر جاننے والے وہ بد نصیب مخلوق ہوں گے جو حضرت مہدی کی تلوار کا شکار ہوں گے۔ یہی فکری رتہ ادکا انجام ہے۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ذبح کیے جائیں گے۔ سن کل خنفر سے ذبح کی نہیں بہت آتی ہیں۔

”حضرت مہدی ان کے سردار سفیان نامی شخص کو ایک چٹان پر بکری کی طرح ذبح کر دیں گے۔“

جو لوگ فتنے کا شکار ہو چکے ہوں وہ ظالم کے لیے رحم اور مظلوم کے لیے سنگ دس ہوتے ہیں۔

اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ ارتدادی فتنے کا کمال یہ ہے کہ ان فتنہ باز پروفیسروں اور اسکالروں کے مذاکرے اور مباحثے سننے والے لوگ کفر یہ کاموں اور کفریہ نظریات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کفر یہ کام تو پھر بھی توجہ دلانے سے سمجھ جاتے ہیں، کفر کے نظریات کا کائنات کھ سمجھنا، دل سے نہیں نکلتا۔ اس لیے میرے بھائیو! اللہ کے واسطے اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ ایمان والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ انہی کی صحبت میں بیٹھو۔ انہی کی روش اختیار کرو۔ ایمان کے ڈاکو بڑے پالہ باز ہوتے ہیں۔ انہیں دیکھا کر بایں مارتے ہیں۔ خبر بھی نہیں ہوتی کہ متاع عزیز لوٹ لیتے ہیں۔ پروگرام ختم نہیں ہو چکا ہوتا کہ ایمان ٹھکانے لگ چکا ہوتا ہے۔ خدا کے لیے خود پر رحم کرو۔ کہیں موت کے وقت کلر کی دولت ہاتھ سے نہ جاتی رہے۔

حضرت مہدی سب ظاہر ہوں گے؟ حضرت چونکہ اس صدی کے مجدد ہوں گے جس میں وہ ظاہر ہوں گے اس لیے اتنی بات تو طے ہے کہ وہ کسی اسلامی صدی کے شروع میں ظاہر ہوں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پیدا شروع میں ہوں اور ظاہر نصف صدی سے پہلے ہوں۔ عرب کے محاورے میں نصف سے پہلے تک کو ”شروع“ کہا جاتا ہے۔ اب وہ یہ صدی ہوگی یا اگلی؟ اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے۔ ہمیں وہ دور دیکھنا نصیب ہو گا یا ہماری اگلی تین نسلیں کو ان کا زمانہ ملے گا؟ عالم الغیب کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں۔ اتنی بات ہے کہ کفر کا عذاب جہاں تک پہنچ چکا ہے اور مسلمان جتنے طویل عرصے سے مظلومیت کا شکار ہیں اور قوانین سے باہر جو ایسے جتنے چاہتے ہیں، یہ دنیا رسی تانا ہے۔

کوئی ابھام سا ابھام ہے!

حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟

احادیث مبارک میں ظہور مہدی کی حتمی علامات یہاں لکھی ہیں، ان میں سے کچھ میں متغیروں کی استغارة ہے۔ کچھ علامتیں بالکل واضح ہیں لیکن ان کے حتمی ظہور سے قبل ان کے وقت ظہور کے بارے میں کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ ذیل میں ان دونوں اقسام میں سے کچھ نمایاں اور اکثر احادیث میں مشتمل کے طور پر مذکور علامات نوڈ کر لیا جاتا ہے۔

☆ ایک علامت یہ بتاتی تھی ہے کہ آسمان سے قلب شکاف نہ آئے گی جو امام مجاہد کے ظہور کی منادی کرے گی۔ اس علامت کا حقیقی مصداق تو بالکل واضح ہے لیکن اوّل تو یہ ان کے ظہور سے جمع ہوگی جبکہ ہم قبل ظہور امام ان کے زمانہ ظہور کے اندازہ لگانے کی فکر میں ہیں۔ دوسرے ممکن ہے اس میں بھی علامتی "عقلوی" تھی ہو۔ یعنی یہ مصداق کے کی پوٹ پر آسمان سے آئے گی ضرور، لیکن آج کل ہاں یہ جگہ ایسی ہے جس میں سیدنا انتہا سے وہ ہدیہ ذرائع ابلاغ موجود نہیں یا وہ شخص ہے جس کی ان ذرائع تک رسائی نہیں؟

حضرت کا خان کعبہ میں ظہور اور اس کا رد عمل تاریخیہ تازہ انداز کی صورت میں مصنوعی سہارے

مہدی پھوٹ کر کریں گے اور آسمان سے سسنی خیز اطلاعات کے گنگل بھیجیں گے۔

☆ ایک علامت یہ ہے کہ آپ صدی کے مجدد ہوں گے۔ صدی کے مجدد کا اس کے شروع میں آنا ضروری نہیں، وسط سے پہلے پہلے آنے والے کو اسی صدی کا مجدد مانا جائے گا۔ اب خدا جانے کہ وہ یہی نہ آشوب صدی ہے جس میں کوئی تم نہیں جو مسلمانوں پر ڈھایا نہ گیا ہو اور کوئی قربانی نہیں جو مسلمان زعماء و مجاہدین نے نہ دی ہو اور اگر یہ صدی نہیں تو کیا ہم تسلیم کر لیں کہ اتنی زبردست قرائنوں کے باوجود بھی مغرب پر مزید کئی صدیوں تک بے دھڑک حکمرانی کرے گا؟؟؟

”حجّاج نے کہا، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہے دنیا کے لیے صرف ایک دن ماقی ہو، اللہ تعالیٰ ہم میں سے ایک آدمی کو بھیجے گا جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا جس طرح یہ ظلم و ستم اور نا انصافی سے بھری ہوگی۔“
(مسند احمد، اقتباس 20: 20)

☆ ایک علامت یہ ہے کہ فرات دریا سے پانی بہت جائے گا اور اس میں سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ دجلہ اور فرات دونوں ترکی سے نکلتے ہیں اور عراق سے گزرتے ہوئے خلیج عرب میں گرتے ہیں۔ ترکی سے فرات پر متعدد ڈیم بنائے ہیں جن میں سے ”اتاترک ڈیم“ دنیا کے بڑے ڈیموں میں سے ایک ہے۔ اس کی وسعت 816 مربع کلومیٹر ہے۔ خلافت عثمانیہ کے بعد ترکی میں فری میسن اقدار میں رہے ہیں۔ اگر ترکی چاہے تو فرات کا پانی عراق سے بائیں روک سکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی، نیا آنکھوں سے دیکھے گی کہ سونے کا پہاڑ ظاہر ہوتے ہی دنیا اس پر نوبت پڑے گی اور سو میں سے ننانوے اس راجے میں مارے جائیں گے کہ شاید میں بھی وہ خوش نصیب ہوں جو اس سونے کا مالک بنے گا۔

☆ ایک مشہور علامت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ زمین

اس لشکر کو نگل جائے گی جو حضرت سے لڑنے کے لیے نکلے گا۔ اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زمین یک خست پھٹ جائے گی اور اس مہیب فوج کو دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ بنائے گی جو مسلمان ہونے کی دعویدار ہو کر بھی مسلمان کے نبوت و ہندہ قائم سے لڑنے لگے گی۔ یہ بھی امکان ہے کہ یہ لشکر جب شام سے آئے گا (شام کے مظلوم لبنان اور فلسطین موجودہ اسرائیل کے علاوہ اردن بھی شامل ہے، جہاں کافی عرصے سے حرمین کا ایک غدار خاندان حکمران ہے جس کی ملکاتیں امریکن یہودی یا برطانوی عیسائی ہوتی ہیں اور مسلمان حکمرانوں کو لہانے کے فن میں طاق ہوتی ہیں) اور اس کی مدد وہ امریکی افواج کریں گی جو ارض حرمین میں چھوٹیاں بنا کر لکھ موعود کے انتظار میں بیٹھی ہیں تو فریقین میں جدید آلات حرب سے استعمال سے زمین میں بھاری بھر کم گولے بڑے بڑے گڑھے چھوڑ جائیں گے۔ اسی گڑھوں اور مہیب لکھڑوں سے داعدار زمین جب الصادق المصدوق علیہ السلام کو دکھائی گئی تو آپ نے جاتاوقف اس کی حقیقت کے قریب ترین شاندار منظر کشی فرمائی۔

ان احادیث سے ایک بات یہ سامنے آئی کہ حضرت امام کو مسجد نوس کی طرف سے فوری در عالمی پذیرائی نہیں ملے گی۔ اس لیے کہ صاحب اختیار حکمران وقت، اصدات کی ممبر دار روحانی ہستیوں کو اپنے اثر و رسوخ کے لیے ہمیشہ سے خطرہ سمجھتے چلے آئے ہیں۔

”اور ہم نے کسی ہستی میں ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحالیوں کو گوں نے کہا جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے قابل نہیں۔“ (نساء، 64)

حضرت مہدی نہ رسول ہیں اور نہ نبی، وہ تو مصلح اور مجاہد ہیں لیکن امراء کا دھیرہ رہا ہے کہ شیعہ حق کے مشعل برداروں کی تضحیک و تحقیر کریں چاہے وہ جس حیثیت میں ہوں۔

اس مرتبہ تو ان کو کچھ ایسے حوالے سے کامیاب بھی حاصل ہوگا جو ان پرستی میں منسلک ہو چکے ہیں اور صاحبان اللہ اسے قرب نے ان کو حق گوئی سے روک رہا ہے یہ وہ بدعات کے

مرکب اور پیش پرستی کے عادی ہیں۔ سنت کا اتباع اور جہاد و قتال ان کے نزدیک گنوار طابان کا کام ہے۔ جو دنیا کے پسماندہ ترین خطے "خراسان" سے آئیں گے جو پاکستان اور افغانستان کے چند علاقوں پر مشتمل علاقے کا قدیم جغرافیائی نام ہے۔ ان علماء کے لیے عمائے یہود کی مثال صادق آتی ہے کہ وہ دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح پہچان کر بھی زبان سے اس کا اظہار اور تصدیق کے بجائے مخالفت کرتے تھے۔

۵۰ ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سال ذی الحجہ میں منیٰ میں خون ریزی ہوگی لیکن یہ بہت قریب کی علامت ہے۔ اس لیے کہ اس ذی الحجہ کے فوراً بعد محرم میں عاشورہ کی رات حضرت کے ہاتھ پر بیعت جہاد ہوگی۔ اس لیے یہ قریب ترین علامت ہماری بحث سے خارج ہے۔

۵۱ ایہ علامت یہ بھی ہے کہ ایف خلیفہ کے انتقال پر شدید اختلاف ہوگا۔ اس اختلاف کی نوعیت اب ظاہر یہ بنتی ہے کہ سعودی تخت پر اتحادی افواج اپنی مرضی کا آدمی بٹھانا چاہیں گی جبکہ اہل اسلام کسی ایسے شخص کو پسند کرتے ہوں گے جس کے نظریات احمیہ و یوں کو ایک آنکھ نہیں بھارت ہوں گے۔ مہدویات پر نظر رکھنے والے کچھ حضرات اس کا مصداق شاہ فہد کو سمجھتے تھے لیکن جب اس کا انتقال ہوا اور شاہ عبد اللہ کی جانشینی کا عمل غیر خوبی انجام پا گیا تو ان کے اندازوں کو زبردست ہچکچا کا ٹیلن اندازے تو اندازے ہوتے ہیں۔ کچھ حضرات کے نزدیک شاہ عبد اللہ کے انتقال پر اس طرح کی صورت حال کا اندیشہ نسبتاً زیادہ ہے۔

اب ہم دوسری قسم کی علامت کی طرف آتے ہیں جو نہایت قطعیت کے ساتھ اس لمحہ موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے لیکن مسئلہ یہاں یہ ہے کہ ہم اس علامت کی قطعیت کے باوجود قبل از وقت اسے دریافت نہیں کر سکتے۔ یہ وہی علامت ہے جس نے چند سال قبل مومنین کے تجسس میں مبتلا کرنے والے پشیمانی سننے کا موقع پیدا کیا تھا لیکن اس میں فنی

طور پر ایک اہم فلکیاتی نکتے سے توجہ ہٹ جانے کے باعث یہ سنی فیزی و اقییت کی سان پر نہ چڑھ سکے۔ بندہ اس سے قبل "دو چاند دو گرہن" کے عنوان سے مختصر طور پر لکھ چکا ہے کہ اصل پیش گوئی یوں ہے کہ حضرت مہدی کے ماہِ محرم میں ظہور سے قبل ماہِ رمضان میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ اب اس میں انوکھا پن محض اتنا نہیں کہ دونوں کو ایک ماہ میں اکٹھے گرہن لگے گا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ یہ تو پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اصل انوکھی باتیں دو ہیں اور دونوں فلکیات کے قوانین کے اعتبار سے عام طور پر ممکن نہیں۔ ان کا عدم امکان ہی ان کو محیر العقول ملامت بناتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ فلکیات کی رو سے چاند گرہن ہمیشہ اسلامی مہینے کے وسط میں اور سورج گرہن آخر میں ہوتا ہے جبکہ اس مرتبہ چاند گرہن شریعہ میں اور سورج گرہن وسط میں ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک مہینے میں دو مرتبہ چاند گرہن نہیں ہوتا۔ اس سال ایک رمضان میں دو مرتبہ چاند گرہن لگے گا۔ یہ واضح ترین علامت ہوگی کہ تین ماہ بعد محرم میں حضرت مہدی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اب اسے افراط و تفریط کے علاوہ کیا کہا جائے کہ کچھ لوگ تو ان علامتوں کے بغیر راہ چلتے شعبہ ہاڑوں کو مہدی جیسی مقدس شخصیت مان لیتے ہیں اور کچھ لوگ ان واضح علامات کے بعد بھی حضرت کو ماننے سے ویسے ہی انکار کریں گے جیسا کہ یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لینے کے بعد بھی بوجہ ایمان نہ کر رہے تھے بلکہ مخالفت پر کمر باندھ کر ہمیشہ ہمیش کے لیے رسوا ہو گئے۔

آج کل کسی بھی فلکیاتی وجہ سائنٹ پر آپ مستقبل میں کسی بھی سے چاند سورج کی حرکات اور گرہن کا شیڈول دیکھ سکتے ہیں لیکن یہ دونوں انوکھی علامتیں چونکہ ہیں ہی خلاف معمول، اس لیے کوئی ماہ فلکیات دان بھی ان کا وقت بتانے سے قاصر ہے۔ آخری رمضان سے پہلے اور ان کے وقوع سے پہلے وقت کی تعیین ممکن نہیں۔ اس حوالے سے درج ذیل مضمون میں کافی کچھ تفصیل دی گئی ہے

دو گرہن دو چاند

"آج کل موبائل فونوں پر ایک صبح چل رہا ہے جس کا خلاصہ کچھ یہ ہے "قیامت کی آخری نشانی۔ آسمان میں دو چاند نظر آئیں گے۔ بی بی سی پر بھی بتایا گیا ہے کہ 27 اگست کو دو چاند نظر آئیں گے۔ یہی حضرت امام مہدی کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ قرآن پاک میں ہے جب قیامت کی آخری نشانی نظر آجائے گی اس کے بعد تو بہ قبول نہیں ہوگی۔ اس پیغام کو جتن ہو سکے دوسروں تک پہنچائیں۔"

اس صبح پر تبصرہ تو ہم بعد میں کریں گے پہلے حضرت مہدی کے ظہور کی علامات میں سے جس علامت کی طرف اس پیغام میں مبہم، ناقص اور غلط اشارہ کیا گیا ہے، اس کی وضاحت ہو جائے۔ احادیث کی جستجو کی جائے تو 30 علامات ایسی ملتی ہیں جو حضرت مہدی کے ظہور سے پہلے کائنات میں ظاہر ہوں گی اور دنیا کو متوجہ کریں گی کہ مسلمانوں کی مصیبتوں کے خاتمے (اگرچہ یہ اچھا وقت آگ اور خون کے دریا سے گزرنے کا حوصلہ رکھنے والوں کے لیے آئے گا) اور کفر کی امیدوں پر پانی پھرنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ان میں سے ایک چیز ایسی ہے جو دنیا کی پیدائش سے آج تک نہیں ہوئی اور ایک مرتبہ کے بعد آئندہ بھی نہیں ہوگی کیونکہ کائنات میں کارفرما قوانین کے مطابق یہ ممکن ہی نہیں۔

علم الفلکیات کی رو سے یہ ایک طے شدہ اور مسلمہ قانون ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ قمری مہینے کے وسط اور سورج گرہن ہمیشہ مہینے کے آخر میں ہی ممکن ہے۔ یہ مسئلہ فلکیات کا بالکل ابتدائی اور عام سا مسئلہ ہے۔ اس کی وجہ اس فن کے مبتدی بھی جانتے اور بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں چاند گرہن ہمیشہ اسلامی تاریخ کے حساب سے 13، 14، 15 اور سورج گرہن ہمیشہ 27، 28، 29 کو ہوگا۔ اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ اللہ پاک نے فلکیاتی حقائق جو ایسا رکھا ہے۔ امت حضرت مہدی کے ہاتھ پر جس سال نے محرم

میں عا شورہ کی رات کو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت جہاد و خلافت ہوگی اور اس محرم سے پہلے ذی الحجہ میں منیٰ میں سخت خور پیزی ہوگی اس سال رمضان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے چاند گرہن 13، 14، 15 رمضان کے بجائے یکم رمضان المبارک کی رات کو ہوگا اور سورج گرہن 27، 28، 29 رمضان کے بجائے 15 رمضان المبارک کو ہوگا۔ یہ دونوں باتیں نہ ممکن ہیں اور نہ تخلیق کائنات سے آج تک ہوئی ہیں لیکن قانون سے ہٹ کر پیش آنے والی چیزوں کی علامت بھی عا متونین سے ہٹ کر ہوتی ہے۔

1423ھ بمطابق 2002ء کے رمضان میں چاند اور سورج گرہن (دونوں کے اکٹھے گرہن ہونے کا واقعہ پیش آیا تھا (اس موقع پر بیٹے و تحقیق اور تبصرہ و تجزیوں پر مشتمل کئی مضامین آئے لیکن اس عاجز کی زبان اور قلم خاموش رہے۔ وجہ چار شمار سے پہلے عرض کی جا چکی ہے۔ اور زیر نظر ضمنی مضمون اس وعدے کی تکمیل کا نشانہ ہے جو اس کالم میں ہوا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ عنوان کچھ اور ہو اور رات کچھ اور) لیکن اس کی نوعیت یہ تھی کہ دونوں گرہن عام قانون کے مطابق اپنے اپنے وقت پر ہوئے تھے یعنی چاند گرہن ماہ رمضان کے وسط میں اور سورج گرہن مہینے کے آخر میں۔ رصد گاہوں کا ریکارڈ دیکھ جائے تو ایسا 2002ء سے پہلے اور کی مرتبہ ہو چکا ہے۔ اس موقع پر درج ہوا سچ کی طرح کے جو سنسنی خیز مضامین شائع ہوئے تھے، ان میں یہ ٹیکنیکی غلطی ہو گئی تھی کہ چاند سورج کے اکٹھے گرہن کو وہ علامت بنا گیا تھا جو اکٹھے ہونے کے علاوہ اپنے وقت سے پہلے ہونے سے مشروط تھی۔ بلکہ احادیث مبارکہ کو دیکھ جائے تو چاند سورج دونوں کے اکٹھے گرہن ہونے کے ساتھ یہ بھی ہوگا کہ چاند گرہن ایک مہینے میں دو مرتبہ ہوگا۔ ایک تو یکم رمضان کو اور دوسرے ماہ رمضان کے سچ میں کسی اور دن۔ حدیث شریفہ میں یہ تصریح نہیں کہ دوسرا گرہن حسب معمول 13، 14، 15 کو ہوگا یا وہ بھی معمول سے ہٹ کر کسی اور تاریخ میں

ہوگا۔ یاد رہے کہ ایک قمری مہینے میں دو چاند گرہن یا دو سورج گرہن نہیں ہو سکتے اہلہ شمس مہینے میں ہو سکتے ہیں جب کہ 2003ء کے جولائی میں ہوا کہ یکم اور ۶1 جولائی کو دو سورج گرہن ہوئے۔ گویا یہ دوسری نشانی بھی خلاف معمول ہوگی۔ آج کل جو حضرات حج کے موقع پر حضرت مہدی کی جستجو میں ہوتے ہیں انہیں حج سے پہلے ایسے رمضان کی جستجو کرنی چاہیے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ چاند سورج کی آئندہ کئی سو سال کی سیکنڈ سیکنڈ کی حرکت کا حساب بنانے والے فلکیاتی قواعد اور دیب سائنس اس موقع پر اس لیے کوئی مدد نہیں کر سکتیں کہ یہ دونوں گرہن خلاف معمول ہوں گے اور فلکیات کا فن اس کا سراغ پانے سے عاجز ہے۔ اس لیے جو حضرات ”فلکیات“ یا ”مہدویات“ سے مناسبت رکھتے ہیں وہ اس طرح کی متعین پیش گوئیوں اور غیر ثقہ بیانات کو اہمیت نہیں دیتے۔

اب اس ناقابل اعتبار مسیح نی طرفہ واپس آتے ہیں جو زشت چند دنوں سے غیر شدد ہوئے کا ثبوت دیتے ہوئے سنسنی پھیلا رہا ہے۔ اتنا تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ 27 اگست کو نہ رمضان ہے نہ دنوں گرہن نہ دو چاند گرہن۔ لہذا یہ مسیح راہ عمل سے فرار کے خواہش مندوں کے لیے وقتی تسکین و تفریح تو ہو سکتا ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اب اس کی حقیقت سمجھیے۔ 27 اگست 2003ء کو مرغ 50 ہزار سالہ تاریخ میں پہلی بار زمین کے انتہائی قریب اور خوب روشن تھا۔ اس کو بعض ناواقف مہربانوں نے چاند سمجھ لیا اور اب ہر سال اگست میں مسلمانوں کے جذبات سے ٹھینے کے لیے کچھ شراعت پسند ایسا مسیح سب کو بھیجتے ہیں اور تحقیق کے بغیر سادہ لوح مسلمان اسے آگے چلا دیتے ہیں۔ اس لیے بندہ ہمیشہ اپنے احباب کو تائید کرتا ہے کہ ہمیشہ جید علمائے کرام کی صحبت اختیار کریں اور صرف مستند کتب میں پڑھا کریں۔ ہمارے اکابر و ائمہ تعالیٰ نے علم رائج سے ساتھ متصل کامل عطا فرمائی تھی۔ انہی پر اعتماد کریں اور انہی کے قدموں میں پڑھنے میں اپنی نجات سمجھیں۔

حضرت مہدی کے ظہور کے لیے ماہِ دوس کی یقینِ درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی طرح علاماتِ قیامت کو بھی مبہم رکھا ہے تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے مسلمان زندگی کے ہر دن کو آخری دن اور ہر رات کو قیامت کی رات سمجھ کر بد عملی اور بے عملی سے توبہ کریں اور اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرنے میں جستہ جائیں۔



نتیجہ کیا نکلا؟ اہم عدوتوں پر گفتگو کے بعد بھی ظہورِ مہدی کے وقت کے متعلق ابہام باقی ہے۔ اگر ہم قرأت کی طرف جائیں تو وہاں ایک ایسی پیش گوئی ملتی ہے جس سے کچھ محققین نے وقتِ موعود کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے۔

مہلت کا اختتام

حضرت دانیال علیہ السلام (اللہ کی رحمت اور سلامتی ان پر ہو) بنی اسرائیل کے مقدس پیغمبر تھے۔ جب یہودی بد اعمالیوں کی پہلی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بخت نصر بادشاہ کو ان پر مسلط کیا اور اس نے عراق سے آ کر یروشلم کو تاراج کر ڈالا۔ پیکل سلیمانی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ تورات کے نسخے جل ڈالے۔ یہود کا قتل عام کیا۔ شہر کو برباد و ویران کیا۔ باقی ماندہ بچے کچھے یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ ماہل لے گیا۔ تو جس زمانے میں یہود وہاں غلاموں کی زندگی گزار رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کھاتے ہوئے اس عذاب سے نجات کے لیے ان میں پھر سے انبیاء بھیجنے شروع کیے۔ انہی انبیاء میں سے ایک حضرت دانیال علیہ السلام تھے۔ حضرت دانیال علیہ السلام اپنی شخصیت و کردار میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام سے گہری مماثلت رکھتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے ان دونوں پیغمبروں کو آواز میں غلام بنایا گیا تھا اور پھر ایک اجنبی ملک میں اجنبی و مظلوم شخص کی حیثیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی جسمانی پرورش اور روحانی تربیت کی۔ ان کے وہ پیغمبر بننے کے ساتھ نبوتی اعتبار سے بھی بڑے مہدوں تک پہنچے۔ وہ انوں و اللہ

تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیر کا خصوصی علم عطا کیا تھا۔ وہ مشکل حالات میں بھی لوگوں کو خدا سے وحد کی طرف بدلتے۔ جبر و ظلم کے ماحول میں کلمہ حق بلا خوف و جھجک کہتے رہے۔ دونوں پر فتنہ پردازوں نے تہمت لگائی جس کی نوعیت الگ-الگ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی پاکیزگی اور پاکدامنی سے دلائل سے ظاہر فرمائی کہ دشمن بھی انکار نہ کر سکے اور معافی مانگنے پر مجبور ہو گئے۔

بخت نصر کے بعد "نیبوش نے زار" بادشاہ ہوا۔ اس نے ایک خواب دیکھا۔ جس کا مطلب سمجھنے میں وہ اتنا الجھا کہ پریشان ہو کر رہ گیا۔ اس نے ملک کے تمام مشہور نجومیوں، جادو گروں، کاهنوں اور مستقبل کا حال بتانے والے کو جمع کیا اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ جب علم کا بے جا دعویٰ کرنے والے سب عاجز آ گئے تو کسی نے، سے بنی سرائیل کے دانشمند اور صاحب فہم نوجوان دانیال کی اطلاع دی۔ اس نے ان کو بلا بھیجا۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ ان پر یہ علم مزید کھولا جائے اور اس خواب کی صحیح صحیح تعبیر انہیں سمجھا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول کر لی اور انہیں خواب کا صحیح صحیح مطلب القاب کر دیا گیا۔

نیبوش نے زار کے اس خواب میں اس وقت کے بادشاہ سے بے کر قیامت تک آنے والے مختلف ادوار، حکومتوں اور بادشاہوں کے متعلق جو پیش گوئیاں کی گئی ہیں، وہ حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوئی ہیں۔ ماسوائے ان چند باتوں کے جن میں یہودی اور عیسائی حضرات نے تحریف کر دی ہے اور اسے توڑ مروڑ کر کہیں اور منطبق کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام کے کلام میں "خری نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم" متعلق واضح پیش گوئی ہے اور یہ کہ ایک ابدی پیغام، درمیشہ قائم رہنے والا دین ظاہر ہوگا۔ اہل کتاب کی بد فہمی کہ وہ حقیقت کا انکار اس وقت کرتے ہیں جب وہ ان کے سامنے

واضح ہو جاتی ہے۔ سر دست ہمارا موضوع اس خواب میں سے عددی پیش گوئیوں پر مشتمل وہ حصہ ہے جو ہر دور میں بحث و تحقیق کا موضوع رہا ہے اور اب تو ان کے دن اُفق سے دور نہیں، اُڑے دکھائی دیتے ہیں۔

اب آگے چلنے سے پہلے ایک واقعہ یہ بیان کرتے چلیں جسے ابنِ اعثم، ابنِ ابی شیبہ، امام بیہقی، ابنِ ابی الدین اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔ یہ حضرت فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ”مطسور“ نامی شہر فتح ہوا تو فاتح فوج میں شامل صحابہ و تابعین نے وہاں حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار دریافت کیا۔ آپ کا جسم مبارک ایک تابوت میں، اکل اصل حالت میں بغیر کسی قسم کی تبدیلی و تغیر کے موجود تھا۔ ان کے سر پر کپڑے کا ایک خط تھا جس پر انجیلی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ دریافت کنندہ جماعت میں جن تابعین کے نام ہیں ان میں ابوالعالیہ اور حتر فہ بن مالک مشہور ہیں۔ یہ حضرات یہ تحریر لے کر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے مشہور صحابی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ (جو پہلے اہل کتاب یہود میں سے تھے اور پھر اسلام لائے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو) سے یہ تحریر پڑھ کر عربی میں ترجمہ کرنے کی درخواست کی۔ حضرت ابوالعالیہ تابعی فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ شدہ تحریر کو پڑھنے والا پہلا شخص میں تھا۔ اس میں درج تھا ”تمہاری تمام تاریخ اور معاملات تمہاری تقریر کی عمر آفرینی اور بہت کچھ جو ابھی واقع ہونے والا ہے۔“ (ابنِ شیبہ البدایہ والنہایہ ج 1 ص 42-40، بیہقی 10، اہل السنہ ج 1 ص 381، ابنِ ابی شیبہ المصنف 4-7، الکفری شفاء الصدور جمل حبیب الیٹیشن صفحہ 336)

تورات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیت المقدس میں فاتحانہ داخلے کا بھی تذکرہ ہے۔ مثلاً ”وَرَبَّيْنَا“ و سورت میں یہ آیت دنی ہوئی سے

"اے مسیون کی بیٹی! خوشی سے چلاؤ۔ اے یروشلیم کی بیٹی! مسرت سے چیخو۔ دیکھو! تمہارا بادشاہ آ رہا ہے۔ وہ عادل ہے اور گدھے پر سوار ہے۔ فخریہ گدھی کے بچے پر۔ میں یوفیم سے گازی کو اور یروشلیم سے گھوڑے کو متحدہ کر دوں گا۔ جنگ کے پرتو زدے جائیں گے۔ اس کی حکمرانی سمندر اور دریا سے زمین کے کنارے تک ہوگی۔"

یہ غلط واضح ہیں لیکن عیسائی اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے یروشلیم میں تہا مسافر کی حیثیت سے داخلے کو مراد لیتے ہیں۔ ادنیٰ کے لفظ کو انہوں نے اسی لیے گدھے سے تبدیل کیا ہے۔ یہاں حضرات کی دیدہ دانستہ پیدا کردہ غلط فہمی ہے اس لیے کہ بے شک مذکورہ پیش گوئیوں میں "اسلامی فتوحات" اور "حضرت عمر رضی اللہ عنہ" کا نام نہیں آیا گیا۔ فارسیوں اور رومیوں میں سے کوئی بھی حکمران ایسا نہیں گزرا۔ جس نے فارس کے ساحل سے بحر متوسط اور حیرہ طبریہ سے عدن تک مکمل قبضے میں لیا ہو۔ یہ حقیقت صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر صادق آتی ہے۔

اب ہم اصل واقعے کی طرف لوٹتے ہیں۔ بادشاہ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا "میں نے تیرے بارے میں سنا ہے کہ انہوں کی روح تجھ میں ہے اور نور اور دانش اور کمال حکمت تجھ میں ہیں۔ عظیم اور بخوبی میرے حضور حاضر کیے گئے تاکہ اس نوشتہ کو پڑھیں اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کریں لیکن وہ اس کا مطلب بیان نہیں کر سکے اور میں نے تیرے بارے میں سنا ہے کہ تو تعبیر اور حل مشکل بات پر قادر ہے۔ پس اگر تو اس نوشتہ کو پڑھے اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کرے تو ان غنائی خلعت پائے گا اور تیری گردن میں زرین طوق پہنایا جائے گا اور تو مملکت میں تیرے درجہ کا حاکم ہوگا۔" تب دانیال علیہ السلام نے بادشاہ کو جواب دیا "تیرا حکم تیرے ہی پاس رہے اور اپنا صلہ کسی دوسرے کو نہ دیجی میں بادشاہ سے یہ اس نوشتہ کو

پڑھوں گا اور اس کا مطلب اُس سے بیان کروں گا۔“ (سورہ دانیال پ ۱۹، آیت

(13 18)

اس کے بعد بادشاہ نے خواب سنایا اور حضرت نے اس کی تفسیر بتائی۔ اس میں دنیا کی تاریخ کے مختلف ادوار اور مختلف حکومتوں کے آغاز و انجام کے متعلق پیش گوئیاں ہیں۔ اس میں سے جس پیش گوئی کا ہمارے دور اور ہمارے زمانے میں ہزاروں سال بعد ایک خاص حکومت کے قیام کے متعلق ہے اس کا نام انہوں نے ”غرت کی ریاست“ اور ”گنہگاروں کی مملکت“ رکھا ہے۔ اس ریاست کے قیام سے دنیا کے انجام کا آغاز ہوگا اور اس میں گنہگاروں کی بھرمار سے یہ آغاز اپنے انجام کی طرف بڑھے گا اور یہی وقت دو مقدس روحانی شخصیتوں (جناب مہدی اور حضرت مہدی بن مریم علیہما السلام) و دو بڑے فتنوں (احد چار اسیر اور یہ جون مہدی و جوج) کے ظہور کا ہوگا۔

حضرت دانیال علیہ السلام کی اس پیش گوئی کے جس حصے سے ہمیں دلچسپی ہے وہ یہ ہے ”شمالی بادشاہ کی جانب سے فوجیں تیار کی جائیں گی اور وہ محترم قلعے کو تاراج کر دیں گی۔ پھر وہ روز اس کی قربانوں کو چھین لیں گی اور وہاں غرت کی ریاست قائم کریں گی۔“

اس عبارت میں محترم قلعے کو تاراج کرنے سے مسجد اقصیٰ پر یہودی قبضہ اور وہاں خنزیر کے سوسوں کے ساتھ شراب نوشی مراد ہے۔ روزانہ کی قربانیاں چھیننے سے نمازوں پر پابندی کی طرف اشارہ ہے۔ قربانی سے عبادت مراد ہے کیونکہ نماز روز ہوتی ہے جبکہ قربانی روز نہیں ہوتی۔ غرت کی ریاست جو اقدس (یروشلم) پر قبضہ کرے یہاں ”گنہگار مملکت“ قائم کرے گی۔ اس سے موجودہ اسرائیلی ریاست مراد ہے۔ یہ ریاست قائم کیسے ہوگی؟ اور اس کے برعکس کیا اس کے احاطہ فرماوے

”اور افواج اس کی مدد کریں گی اور وہ تمام اقدس و پاک اور انجلی قربانی کو موقوف

کریں گے اور جائز نے والی مکروہ چیز نصب کریں گے۔ اور وہ عہد مقدس کے خلاف شرارت کرنے والوں کو برگشتہ کرے گا لیکن اپنے خدا کو پیچھے نہ ڈالے تقویت پا کر کچھ کر دکھائیں گے۔" (تورات ص 846 دانیل ب 11، آیت 32-31)

نفرت کی ریاست کی مدد کرنے والی افواج امریکا اور برطانیہ ہیں۔ اچاڑنے والی مکروہ چیز کی تنصیب سے مسجد اقصیٰ کی جگہ دجال کے قصر صدارت کا قیام ہے۔ شرارت کرنے والوں کو برگشتہ کرنے سے مراد عیسائی دنیا کو درمنا کر صہیونی مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرنا ہے۔ اپنے خدا کو پہچاننے والوں کے کچھ کرنے سے فلسطینی فدائیں کی بے مثال مزاحمت کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کی خدا پرستی اور خدا کے ہاں مقبولیت کی واضح خوش خبری ہے جو ان مظلوموں کے دشمنوں کا مرہم ہے۔

یہ ریاست کب قائم ہوگی؟ یہ ہماری اس بحث کا اہم ترین سوال ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں

پھر میں نے دو مقدس نبی آوازوں کو کہتے تھے "یہ معاملہ کب تک اسی طرح چلے گا کہ میرا ہاں اور مقدس مقام کو تدموس تلے روند دیا جائے؟" پر دوسری آواز نے جواب دیا "دو ہزار تین سو دنوں تک کے لیے۔ پھر یہ مقدس مقام پاک صاف کر دیا جائے گا۔" (تورات ص 846 دانیال ب 8، آیت 13، 14) اس پیش گوئی سے معلوم ہوا کہ نفرت کی ریاست 2300 سال بعد قائم ہوگی۔ کس لمحے سے 2300 سال بعد ۱۹۴۹ء؟ یہ ہم آگے چل کر بتائیں گے۔ پہلے آخری پیش گوئی جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ ریاست 45 دن بعد ختم ہو جائے گی۔

حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں "اگرچہ کہ میں نے فرشتوں کی یہ بات سن لی مگر میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ چنانچہ میں نے اللہ سے دعا کی "اے اللہ! انھیں کس طرح ختم

ہوگا؟ اللہ نے جواب دیا دانیال اپنے کام سے کام رکھو۔ الفاظ پر قفل چڑھا دیے گئے ہیں اور معادلات پر مہر لگا دی گئی ہے۔ اب آخری وقت آنے پر سارا راز فاش ہوگا جس دن کہ قربانیاں چھین لی جائیں گی اور نفرت کی ریاست قائم کر دی جائے گی۔ اس کے بعد سے ایک ہزار 2 سو 90 دن باقی رہ جائیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایک ہزار 3 سو 35 کے اختتام تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن (اب دانیال) تم اپنا کام دنیا کے اختتام تک کرتے رہو۔

جسہیں آرام دیا جائے گا۔“ (تورات ص 847، اب 12، آیت 8، 13)

میسائی اور یہودی شارمین یہاں پہنچ کر سخت تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں، انہیں سمجھ نہیں آتا کہ اس میں وقت کا جو تعین کیا گیا، اس سے کیا مراد یہاں ہے؟ کیونکہ دنیا میں ایسی ریاست نہیں جو 300 دنوں کے بعد قائم ہوئی ہو اور محض 45 دن قائم رہنے کے بعد ختم ہو گئی ہو۔ (45-1235-1290)

مگر وہ تورات ہی سے مدد لے لیں اور آئینہ دیکھنے سے نہ ڈریں تو تورات میں دنوں سے مراد سال لیا جاتا ہے۔ مثلاً حزقیل میں ہے ”میں نے تمہارے لیے ایک دن کو ایک سال کے برابر کر دیا ہے۔“ لہذا اس آیت میں 45 دنوں سے مراد 45 سال ہیں۔ اب پیش گوئی کے مطابق اس ریاست کا قیام 2300 سال بعد ہوگا۔ تورات و انجیل کے شارمین کے مطابق ان سالوں کا آغاز سکندر اعظم کے ایشیا فتح کرنے سے ہوتا ہے جو 333 قبل مسیح میں ہوا۔ چنانچہ نفرت کی ریاست (Abomination Of Desolation) کا قیام 333 قبل مسیح کے 2300 سال بعد ہوگا (1967 = 333 + 2300)۔ یعنی 1967ء میں۔

یہی وہ سال ہے جس میں اسرائیلی افواج القدس میں داخل ہوئیں اور مسجد اقصیٰ کی ہونک آتش و دھواں کا واقعہ پیش آیا۔ اسرائیل اُپرچہ 1948ء میں بنائیں القدس (یروشلم) جب تک رہائی یہودیہ کا اصل مقصد ہے، وہ 1967ء میں اسرائیلیوں نے قبضے میں لیا۔ اب اُپرچہ

ریاست اپنے قیام کے 45 سال بعد تباہ و برباد ہوتی ہے اور اس کی بربادی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کی فوج کے ہاتھوں ہوگی اور دجال اور گستاخ یہودیوں کے گل خاتے پر ہوگی تو پھر بعض محققین کا کہنا ہے کہ $(1967 + 45 = 2012)$ کے فارمولے سے نفرت کی اس گنہگار مملکت کا اختتام یا اختتام کے آغاز کا زمانہ 2012ء کے آس پاس بتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

”وہ پوچھتے ہیں یہ سب کب ہوگا؟ کہہ دیجیے شاید یہ غریب ہی ہو جائے۔“
 عالم عرب کے مشہور حق گو عالم ڈاکٹر - فر بن عبد الرحمن الحولی جنہیں حق گوئی کی پاداش میں متعدد مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑی ہیں، ان کا کہنا ہے ”یہ کوئی حتمی سال نہیں ہے۔ ہاں اگر یہودی حضرات ہم سے شرط لگانا چاہیں جیسے کہ اہل قریش نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شرط لگائی تھی تو ہم بد کسی تردید کے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی شرط ہم سے ہار جائیں گے۔“ (یوم الغضب ترجمہ رضی اللہ عنہ ص 174)
 یہودیہ شرط ہاریں یا نہ، ان کا ارض فلسطین ہارنا اور خری بربادی کا شکار ہونا یقینی ہے۔ اور تورات کے مطابق مبارک ہیں وہ لوگ جو تقویٰ اور جہاد پر کار بند رہتے ہوئے مظلوموں کا ساتھ دل، زبان یا ہاتھ سے دیتے ہیں، ان کے لیے تجانیوں میں روتے اور دُعا میں کرتے ہیں، ان کے لیے نیک جذبات رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ حشر کے صنفی ہیں۔

نفرت کی ریاست کے خاتمے پر اہل حق خوشی کے ترانے پڑھیں گے، یروشلیم پاک صاف ہو جائے گا۔ تمام اہل زمین اور آسمانی مخلوقات یہ کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں گی

”الحمد لله انجاست، عظمت، عزت اور خوف سب نے یہ ہم خدا کے سزاوار ہیں جو

اھار رب ہے۔ اس کے فیصلے درست ہیں کیونکہ اس نے اس طوائف کو مزاد دی جس نے اپنی بدکاری سے روئے زمین کو بھردیا تھا۔ اس نے اللہ کے بندوں کا خون بہایا تھا اور اللہ نے اس سے اس کا انتقام لے لیا۔“

روئے زمین کو ظلم سے بھرنے والا امریکا ہے اور اللہ کی سزاؤں سے مراد ہوا، طوفان، زلزلے اور طاعون (ایڈز) ہیں جو امریکا کو ہر طرف سے گھیر لیں گے۔ عالمی شر کے خاتمے کے بعد عالمی خیر کا وقت آئے گا اور خدا اپنے ان وفادار بندوں کو انعام دے گا جو حق کی فتح پر مجاہد جزی کے ساتھ اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

”کیونکہ پھر میں لوگوں کے لیے ایک پاکیزہ زبان دوں گا جو اللہ کا نام پکاریں گے اور جو کندھے سے کندھا خدا تر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔“

یہاں پہنچ کر عیسائی و یہودی متفقین گنگ ہو جاتے ہیں کہ اگر آخری فتح ان کی ہوئی تو پھر کندھے سے کندھا خدا کونجھ کے گیت وہ کس طرح گائیں گے؟ یہ ان کا تجاہل و عرفانہ اور اللہ کی آیات میں معنوی تحریف ہے۔ پوری دنیا خصوصاً عیسائی اور یہودی اچھی طرح واقف ہیں کہ اسلام کے علاوہ دنیا میں کوئی مذہب نہیں جس میں عبادت گزار ”بنیان مرموص“ کی مانند، کندھے سے کندھا کر کھڑے ہوتے ہیں اور ان کی زبان پر پاکیزہ تکبیرات اور حمد کا ترانہ (سورۃ فاتحہ) جاری ہوتا ہے۔

غفلت زیا نہیں

حضرت حارث و حضرت منصور

حضرت مہدی کا تذکرہ مکمل نہ ہوگا جب تک حضرت حارث اور حضرت منصور کا ذکر نہ ہو۔ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے

ہمال ابن عمرو سے روایت ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا۔ اسے حارث 7 ث (کسان) کہا جاتا ہوگا۔ اس کے لشکر کے اگلے حصہ (مقدمۃ الجیش) پر ماوراء النہر کا نام منصور ہوگا جو آپ محمد کے لیے (خلافت کے مسئلہ میں) راہ ہموار کرے گا یا مضبوط کرے گا جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے ٹھکانا دیا تھا، سو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس لشکر کی مدد و تائید کرے یا یہ فرمایا کہ (ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ وہ) اس شخص کی اطاعت کرے۔“ (ابوداؤد 3739)

بندہ کو آج سے تقریباً سو ستھ سال پہلے ایک بابائی ملے۔ وہ اس غرض سے تشریف لائے تھے کہ ان کے ”حارث 7 ث“ ہونے کی تصدیق کی جائے اور اس تصدیق

پر درال فقہ کی مہر ثبت کر دی جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ حدیث شریف میں جس شخص کو حارث المہر اٹ کہا گیا ہے، آخر اس کا امکان تو ہے کہ وہ میں ہوں۔ تو آپ حضرات اس عاجزانہ تجویز پر مہر تصدیق ثبت فرمائیں تاکہ ایک اہم حدیث ہو۔ ان کے پاس کاغذات کا جو پلندہ تھا اس میں دنیا جہوں کے دستخط، تصدیقات اور مہزیں تھیں۔ ان کے پاس موجود قساقسم تصدیقات دیکھ کر ایسا ملتا تھا کہ انہیں مہروں کے نمونے جمع کرنے کا شوق ہے، جیسا کہ کچھ لوگوں کو کنکٹ، سکے یا ماپس کی ڈیا وغیرہ جمع کر کے گینٹر بک آف دی ورلڈ ریکارڈ میں نام لکھوانے یا ور کسی طرح کا اعزاز پانے کا شوق ہوتا ہے۔ ایسا میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آج تک مہدویت کا دعویٰ کرنے والے تو بہت سے کذاب سامنے آئے۔ یہ سارے کذاب شیطان صفت ہوتے تھے یا نفس پرست، جاہ پرست اور مال پرست۔ حضرت مہدی کے ساتھی ہونے کا دعویٰ کرنے والا پہلی بار سامنے آیا تھا اور وہ تھا بھی ایسا مرجان مرغ، بھولی بھلی اور معصوم دے ضرر شخصیت کہ اس پر غصہ کے بجائے اس سے شغل کرنے اور لطف لینے کا دل چاہتا تھا۔ بندہ نے ان سے عرض کی کہ یہ روحانی مناصب کچھ کر کے دکھانے والوں کے لیے ہیں۔ ان میں ایسا نہیں ہوتا کہ پہلے کسی کو مقدس شخصیت بنا کر ان پر فائز کر دیا جائے اور پھر اس سے درخواست کی جائے کہ وہ اب ہماری تجویز اور تائید کی لاج رکھنے کے لیے نذرانے کی وصولیوں کے علاوہ بھی کچھ کر کے دکھایا کرے۔ لیکن ان کا بس یہی اصرار تھا کہ پہلے کسی شخص کو (بلکہ بالعمین انہی کو) حارث مان لیا جائے پھر بات آگے بڑھے گی۔ بابائی حزان کے برعکس تھے۔ بس ان کے دماغ میں کسی طرح یہ سودا سما گیا تھا۔ بندہ نے ان کو شام تک اپنے ساتھ رکھا اور جب دارالافتاء کا وقت ختم ہو گیا تو انہیں اپنے ساتھ "فقیر کی تھینے" پر لے گیا۔ بندہ کی مسجد کے ساتھ ایک محلہ تھا جس کا نام یاروگوں نے "فقیر کی تھینے" رکھ دیا تھا۔ مغرب بعد عشاء تک وہاں صرف پڑھائی ہوتی تھی اور عشاء

کے بعد طحام و کلام اور فقیری شستیں۔ یہاں ہم نے بابا جی کو خوب جانچا پر کھا۔ ٹول ٹول کر دیکھا۔ دل اس پر تھا کہ اگر یہ کسی فتنے کا غار ہے تو ان کے پاس موجود تصدیق نامے اور کاغذات کا پلندہ غائب کر دیا جائے اور اُرخص بے ضرر قسم کے شخص کو ایک شوق چڑھ گیا ہے اور آگے چل کر ایسا کوئی خطرہ نہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ خوب چھان پھنک کے بعد یہی سامنے آیا کہ بابا جی تو کوئی بات اچھی طرح کر سکتے ہیں نہ تعظیم یافتہ ہیں۔ نہ دستخط اور مہروں کے نقش جمع کرنے سے آگے کا کوئی منصوبہ ہے۔ ظاہر میں جتنے معصوم نظر آتے ہیں حقیقت میں اس سے بھی زیادہ بھولے ہیں۔ اس لیے ایک دو روز مہمانی کے بعد رخصت کر دیا۔ بوقت رخصتی ان کو شکوہ تھا کہ تم ساری بات کرتے ہو لیکن اپنا دستخط اور مہر نہیں دیتے۔ بتائیے! ایسا شخص بھی حادث الحراثت ہو سکتا ہے جسے یہ بھی خبر نہ ہو کہ ہم ان کے پاس موجود بقیہ تصدیقی ذخیرے کو ٹھکانے لگانا چاہتے ہیں اور وہ ہم سے ہماری تصدیق نہ ملنے پر شکوہ کر رہا ہے۔

حادث اور منصور دو تہب ہیں۔ دو قوم داریاں ہیں۔ دو عظیم خدمات ہیں، جو یہ حضرات دین اسلام کی سربندی کے لیے انجام دیں گے۔ جب حضرت مہدی سات عہد کے مجبور کرنے پر امارت قبول کرتے ہوئے اصلاح و جہاد پر بیعت میں گئے تو پہلے پہل انہیں دنیائے کفر سے زیادہ اپنے ان لوگوں سے خطرہ ہوگا جو غفلت، دنیا پرستی، فتنہ و بدعت میں مبتلا ہو جائے یا احادیث کی عصر حاضر پر تطبیق نہ کر سکنے کی وجہ سے انہیں اصلاحی و جہادی قائد ماننے سے انکار کر دیں گے۔ اس وقت سے پہلے حضرت مہدی کی کوئی جماعت، کوئی تحریک یا تنظیم وغیرہ کچھ نہیں ہوگی۔ ایک یکاوتہا، غریب و مسافر شخص جس کے ساتھ چند عہدہ اور ان عہدہ کے مقدمہ چند جہاز ہوں گے۔ اسے غیہ وں کے جادو وادہوں کی بھی شدید مخالفت کا سامنا ہوگا۔ اس کو جس نصرت اور اعانت کی ضرورت ہوگی اس کے لیے اللہ تعالیٰ دو افراد

کو توفیق دے گا کہ ایک ان کی مالی کفالت و خبر گیری کرے گا اور دوسرا ان کے لیے عسکری کمک و رسد کا انتظام کرے گا۔ پہلے کو حدیث شریف میں ”حادث“ یعنی کسان کہہ گیا ہے کہ وہ زراعت و فیرہ کے ذریعے کسانوں کی طرح محنت کرے گا اور دولت کما کر حضرت کی خدمت میں پیش کر کے اتفاق فی سبیل اللہ کا وہ عمل زندہ کرے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پیاری سنت ہے۔ دوسرے کو ”منصور“ یعنی وہ شخص جس کی ٹیپی مدد کی جائے، کا علاقہ نام دیا گیا ہے۔ وہ عسکری امور کا ماہر جو قابل اور دلیر سالار ہوگا اور حضرت مہدی کے دشمنوں کو روندنا ہوگا اور حضرت مہدی کے لشکر کی راہ ہموار کرتا ہو اور بڑھتا چلا جائے گا اور قدرت کی ٹیپی مدد کی بدولت اس کا اور اس کے ساتھ مجاہدین کا راستہ کوئی نہ روک سکے گا۔ اس کی مثال اگر سمجھنا چاہیں تو آج کے دور میں عالم کفر کو مطلوب دو اہم شخصیات میں سے ایک نے طغوت سے برسر پیکار لشکر اسلام کی عسکری مدد کی ہے، ان کو پناہ فراہم کی ہے اور دوسرا اللہ کے لیے کائے گئے اموال میں سے اللہ کے سپاہیوں پر اللہ کے لیے خرچ کر رہا ہے۔ حدیث شریف کا بعینہ مصداق یہ دو شخصیتیں ہوں یا نہ ہوں، لیکن بر مطابق حدیث اس طرح کی شخصیات کی مدد کرنا امت کے ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ ان شخصیات کو تصدیقی دستخط اور مہروں سے نہیں، ان کے کارناموں اور دین کے لیے دی گئی قربانیوں سے پہچانا جاتا ہے۔

حضرت حادث و حضرت منصور یعنی جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کے فریضے کو ادا کرنے کے لیے اپنا تن من و دھن لگانے والی یہ مبارک شخصیات جو حضرت مہدی کا دست راست ہوں گی، کے علاوہ احادیث میں ان سات علما کا تذکرہ بھی حضرت مہدی کے تذکرے کے ضمن میں آتا ہے جنہوں نے تین سو سے کچھ اوپر افراد سے دین اسلام کی خاطر جیہ مرنے کی بیعت لے رکھی ہوگی اور وہ نہ تو اس کے مختلف حصوں میں غلبہ دین کی

کوششوں کی قیادت کر رہے ہوں گے اور پھر آخر کار حضرت مہدی کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرمین جا پہنچیں گے۔ یہ لوگ اُمت کو اپنی طرف نہیں بلائیں گے، بلکہ اسلام کی مشرقی تائید اور غلبہ حق کے لیے اصلاح و جہاد کی دعوت دے رہے ہوں گے لیکن مسئلہ یہاں بھی ویسا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ بھی وہی پل سکے گا جو اپنے دل کو غیر اللہ سے اور اپنے عمل کو شریعت کی مخالفت سے پاک صاف کر کے فدائیت و فانییت حاصل کر چکا ہوگا۔ حضرت مہدی کے ساتھی بہت تھوڑے لیکن اصحاب بدر کی طرح بہت منتخب لوگ ہوں گے۔ ان کی قلبی ترین تعداد کو دیکھ کر ہی مام مسلمان کہیں گے کہ یہ تو دہشت گرد دیوانوں کا نوہ ہے۔ پوری دنیا کی فوج کے خلاف لڑ کر خود کشی کا شوق پورا کرنے چلا ہے۔ یہ تو شریعت کی سکھائی ہوئی حکمت کے خلاف چل رہا ہے۔ یہ تو خود بھی مرے گا اور ہمیں بھی "پتھروں کے دور" میں پہنچا کر چھوڑے گا۔

سو مہدی موعود کی اس دنیا میں تشریف آوری لاچار اور بے یار و مددگار مساکین کی اعانت کے لیے ہوگی جو بمشکل اپنی زندگی کے لاشے کو کاغذ ہادیے ہوئے ہوں گے۔ اپنے گرد و پیش کی پراگندگی سے بے پروا اپنے ایمانوں کو سینوں سے لگائے نہیں جانتے کہ رہنمائی کے لیے کدھر کا رخ کریں۔ "اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔" یہ وہ حقیقت ہے جو قرآن میں بار بار ہر اہل گئی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ دنیا کے کمزور ترین ہی سب سے پہلے گمراہ کر نور ہدایت کو سینوں سے لگاتے ہیں اور ابدی نجات پاتے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح یہ غریب و عاجز ہی ہیں جو حضرت مہدی سے وفاداری اور اطاعت شعاری کی بیعت کریں گے۔ ہنا چٹکی ہٹ اور بغیر کسی لالچ یا دلیل کے۔ یہ ان جذبات و احساسات کا ماہیت طاظم خیز پہلے جوش ظہور ثانی ہوگا جو محض رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے اویسن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ماہوزن کر دیے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث

تصدیق کرتی ہے کہ حضرت مہدی بھی امت میں عقیدت و محبت کے نفس احساسات اجاگر کر دیں گے۔ جس کے مقدر میں ہدایت پانا لکھا ہے وہ آپ کی پُکشش اور دربارِ شخصیت پر فریفت ہو جائے گا۔ عقل و عشق کے یہی دورا ہے جس جہاں حق شناس دس ٹکی مزاج دماغ پر سہقت لے جاتا ہے اور فہم و فراست کسی کام نہیں آتی۔ کیونکہ علم و دانش اگر کسی کام آسکتا ہے تو اوجہل والوہوب ایمان لانے والوں میں آگے ہوتے۔ کیونکہ وہ ایک وجہ غیر معمولی آدمی تھے اور اپنی فطری ذہانت اور سمجھ بوجھ کی وجہ سے عزت و احترام والے تھے، لیکن وہ حق کی طلب نہ ہونے کے باعث پڑے رہ گئے اور جھٹکی و رومی دنیا و آخرت کی عزت پا گئے۔

افترض خدا صہ یہ کہ حضرت مہدی کے ظہور سے پہلے یہ دو شخصیات ان کے لیے راہ ہموار کر رہی ہوں گی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اپنے قائد کے ساتھ مل کر وفاداری اور جانا بازی کی شاندار روایات کو تازہ کر کے اسلام اور مسلمانوں کے غلبہ کی نوید ثابت ہوں گی۔

اس ضمیمے کے بعد یہ موضوع تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ آخر میں چند باتیں عرض کرنی

ہیں

(۱) بعض حضرات کو اشکال ہے کہ یہ بحث جھپٹنے کا کیا فائدہ؟ بندہ کو بھی عرصے تک یہی تر دو تھا۔ لیکن اس کا جواب اس مسئلہ مضامین کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے کہ اس سے ان شاء اللہ نقصان کوئی نہیں البتہ فائدے کی امید ضرور ہے۔ نقصان تو اس شاء اللہ اس لیے نہیں کہ جمعہ نے مدعیوں کی علامات کھول کر مکرر کر بیان کی گئی ہیں، یہ مضامین پڑھنے والے ان شاء اللہ ایسے کسی کاذب کے چہرے میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ اس کی بخ کنی میں کردار ادا کریں گے اور ادایت کا پہلو اس طرح سے کہ اگر حضرت مہدی کا زمانہ قریب ہی واقع ہو تو امت مسلمہ کے صلح اور فہم افرا، اس کے لیے خود کو تیار کر لیں گے، مجاہدین کی حوصلہ افزائی ہوگی، مایوس لوگوں کو تقویت ملے گی۔ اور یہاں سے ان کو اس تازہ سے کچھلا اور آخری

مقصد اصلاح ذات اور اقامت شریعت کی جدوجہد ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس میں لگ جاتا ہے تو چاہے وہ حضرت مہدی کا زمانہ پالے یا نہ پالے لیکن ان کے ساتھیوں کے لیے میدان ہموار کر جائے، اس سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہو سکتی ہے؟ مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ صوفیا، لوگوں سے کہتے ہیں ”موت قریب ہے، تیاری کرلو۔“ فلسفی کہتا ہے ”ساتھ ستر سال سے پہلے مرنا نہیں، جدی کی کیا ضرورت ہے؟“ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی بہادر شخص کسی مسافر سے کہے ”آگے راستے میں پانی نہیں، مشکیزہ ساتھ لے لو۔ دوسرا کہتا ہے اضافی بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟“ پانی ”گمے مل جائے گا۔ اب احتیاط کس میں ہے؟“ اسی میں کہ موت کو قریب سمجھا جائے۔ پانی کا مشکیزہ ساتھ رکھ لیا جائے۔ اگر زندگی نے مہلت دی اور تارہ پانی آگے مل گیا تو اسے استعمال کر لیں گے ورنہ پیا سے تو نہ مریں گے۔ بالکل اسی طرح اگر حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا تذکرہ جب احادیث میں اتنے اہتمام سے کیا گیا ہے کہ سننے والوں کو لگتا تھا کہ ان کا ظہور بہت ہی قریب ہے، جبکہ ان پیش گوئیوں کو یہاں ہوئے آج چودہ سو اسیس سال ہو چکے ہیں تو قیامت کی علامات بعیدہ کے ظہور کے بعد ان حضرات کا اہتمام سے تذکرہ کیوں نہ کیا جائے، جبکہ ملامت متوسطہ بھی ظاہر ہونے لگی ہیں اور علامات قریبہ سامنے دکھائی دے رہی ہیں۔ ان علامات کے تذکرے سے قبر و آخرت یاد آتی ہے، دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے اور ان نیک شخصیات کی طلب سے اور ان کا ساتھ دینے کے جذبے سے ایک خاص قسم کی کیفیت اور فیض ملتا ہے جو دوسری چیزوں میں نہیں، اس لیے کہ ہر عمل، ہر سنت اور شریعت کے ہر پھول کا رنگ اور خوشبو دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔

(2) ہم آج اس وقت نہایت غلطی کرتے ہیں جب سمجھتے ہیں کہ حضرت مہدی

حضرت مسیح و دجال کا تذکرہ محض رجائیت پسند ملّا کرتے ہیں۔ ہم میں سے کئی نہیں جانتے کہ امریکی بہت مذہبی لوگ ہیں۔ وہ ہم سے زیادہ ”مسیح“ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ متعدد یہودی شدت سے کسی نجات دہندہ کے منتظر ہیں۔ 1967ء سے پہلے وہ یہ دعا کرتے تھے ”اے خدا! یہ سارے یروشلم میں۔“ 67ء میں مسجد اقصیٰ پر قبضے کے بعد اب ان کے ہونٹوں پر یہ الفاظ ہوتے ہیں ”اے خدا! مسیحا جلد آجائے۔“ عیسائیوں خصوصاً امریکی و برطانوی عیسائیوں میں ”مسیح“ آرہے ہیں۔ ”کافرہ عام ہے۔ اس حوالے سے ان کا تجسس نہایت شدید ہے۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان تینوں کسی مسیح کے انتظار میں ہیں۔ مسلمان اور عیسائی تو حضرت مسیح علیہ السلام کے انتظار میں (جن کے ساتھ حضرت مہدی کا لشکر ہوگا) اور یہودی ”مخالف مسیح“ (Anti Christ) یعنی دجال اکبر کے انتظار میں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہود اور عیسائی اس کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ میدان ہموار کر رہے ہیں جبکہ ان کی مذہبی جیش گوئیوں میں تحریف ہو کر کچھ کا کچھ بٹالیا گیا ہے۔ صرف مسلمانوں کے پاس سچے نبی کا سچا کلام بلا تغیر و تبدل موجود ہے لیکن وہ اس سے بے فکر ہیں، بے سدھ ہیں اور جگانے والوں پر ناراض ہیں کہ کیوں نیند خراب کرتے ہو؟ ابھی تو دلی بہت دور ہے۔

(3) پاکستان کے حکمرانوں نے قیام پاکستان سے آج تک اللہ تعالیٰ سے اتنی بد عہدیاں کی ہیں کہ یہ ٹکونی طور پر اپنے وجود کا جواز کھو چکا ہے۔ نفاذ اسلام کے وعدے سے انحراف اور ہر قسم نفاق و کفر و فساد دینے تک کوئی چیز ایسی نہیں جس میں کوئی کسر چھوڑی گئی ہو، لیکن یہاں کے عوام کا بڑا خلوص ایمان اور دین سے بے لوث تعلق کے علاوہ کچھ کام ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ مخلص اور دردمند پاکستانیوں سے (اور افغانوں) سے لے گا۔ اس بنا پر یہ ملک سن تک صیہ قیس باقی ہے اور چل رہا ہے۔ ہمیں اپنی نجات سے اور بھاگنے کے اس واحد راستے سے غفلت کی طرح رہنا نہیں ہے۔

آخری بات یہ کہ بندہ نے یہ سب کچھ خود سے نہیں لکھا۔ ذخیرہٴ احادیث میں سے جو روایات ہمارے اکابر نے اپنی کتابوں میں لی ہیں، ان کی عصری تطبیق کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے اور اکابر کی برکات ہیں۔ بندہ تو محض ناقل ہے۔ اور اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو بندہ کی کج فہمی ہے۔ اللہ سے توبہ اور اس کے مقبول بندوں سے اصلاح کا طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت اور اپنے کارین سے مضبوط تعلق نصیب فرمائے۔ حق کی پہچان اور باطنی حق کی نصرت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دوسرا باب

مسجات

سچے اور جھوٹے وعدوں کی کشمکش

سچے اور جھوٹے مدعیوں کا تعارف

دس سوالات، دس جوابات، ابہام کی تشریح، الجھنوں کی سلجھن

سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں مغربی وجاہت کی پامالی کی روداد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وصیت اُمت محمدیہ کے نام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "بَرَأَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَذَا الْعُشْبِ، وَيَقْتُلُ الْحَمِيرَ، وَيَصْغُ الْحَرِيرَةَ، وَيُهْلِكُ اللَّهُ عَرْوَ جَلٍّ مِنْ رَمَاهِ الذُّجَالِ، وَيُؤْمِرُ الْكَلِمَةَ لَمَّةَ رَبِّ الْعَالَمِينَ" قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "أَفَلَا سُرِيبِي شَبَحًا كَبِيرًا فَقَدْ كَذَبَ أَنْ يَسْمِيَ بِرَقُومَائِي مِنَ الْكُفْرِ، بَنِي ذُرْجُو أَنْ لَا تُقْبَلُ حَتَّى تُقَالَهُ، وَاحْذَرُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصْطَفَى، فَإِنْ نَأَى مَثَلُ نِ الْكَلَامِ وَبُيُوتُهُ بَعْدِي، فَأَقْرَأُوا عَنْهُ مِنَ السَّلَامِ" (مسند للدارمی ۲۴۲، رقم ۶۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "جیسی ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو منسوخ فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں، جہاں کو ہلاک فرمائیں گے۔ اللہ کا بول بالا ہو گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کیا تم مجھے نہیں دیکھتے ہو کہ میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں؟ میری ہڈی کی ہڈیاں براہِ پائے کے سب مل جانے کے قریب ہیں۔ میری یہ تنہا ہے کہ میری موت اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ میں آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) سے مل نہ لوں اور میں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نہ سُنوں اور آپ میری تصدیق کریں۔ اگر میں آپ کی ملاقات سے پہلے مر جاؤں اور تمہاری اس سے ملاقات ہو جائے تو آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) کو میرا سلام عرض کرتا۔"

مسیح کا معنی

مسیح میم کی ربر، سین کے نیچے زیر اور آخر میں حا۔ یہ غلط معنی بن مریم علیہا السلام اور دجال دونوں پر بولا جاتا ہے، لیکن جب اس سے مراد دجال ہو تو مسیح کے ساتھ دجال کا غلط ضرور آتا ہے، یعنی ”مسیح دجال“۔ لہذا معنی علیہ السلام ”مسیح اہدی“ اور دجال ”مسیح اعلیٰ“ ہے۔

حضرت یحییٰ بن مریم علیہ السلام کا نام ”مسیح“ کیوں رکھا گیا؟ اہل علم نے اس کی کئی وجوہات بیان کی ہیں

- (۱) مسیح کے معنی چھوٹے ہیں۔ آپ کو مسیح اس لیے کہا گیا کہ آپ جس بھی مصیبت زدہ کو چھوٹے تھے وہ اللہ کے اذن سے صحت یاب ہو جاتا تھا۔
- (۲) آپ نے دعوت الی اللہ کا کام کرتے ہوئے زمین میں سیاحت کی اس لیے مسیح کہا گیا۔

ان دو اقوال بنیاد پر مسیح بمعنی ماح (اسم فاعل) یعنی چھوٹے والا یا سیاحت کرنے

(3) اس کے پاؤں پورے زمین پر لگتے تھے، ٹکڑوں میں خدا نہیں تھا اس لیے مسیح کہا گیا۔

(4) چونکہ انہیں برکت کے ساتھ مسیح کیا گیا یا گناہوں سے پاک کیا گیا، اس لیے وہ بابرکت تھے۔

ان دو اقوال مطابق مسیح بمعنی مسوح (اسم مفعول) کے ہوگا۔

ناموں کی ان وجوہات میں کوئی تضاد نہیں۔ اس قسم کے تمام فضائل ہی ان میں جمع تھے لہذا تمام وجوہات اپنی جگہ درست ہیں۔

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہتے ہیں، دجال اکبر کو بھی مسیح دجال کہا جاتا ہے۔ دجال اکبر کا نام مسیح کیوں رکھا گیا؟ اس کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں مگر سب سے زیادہ واضح قول یہ ہے کہ دجال کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے اس کی ایک آنکھ اور ابرو نہیں ہے۔ ابن فارس کہتے ہیں مسیح وہ ہے جس کے چہرے کے دو حصوں میں سے ایک حصہ مٹا ہوا ہو، اس میں نہ آنکھ ہو اور نہ ہی ابرو۔ اسی لیے دجال کو مسیح کہا گیا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے "وَالَّذِي تَحَالَ مَسْنُوحُ الْعَيْنِ، عَلَيْهَا ظَمْرَةٌ عَلِيَّةٌ" "جداشبہ دجال مٹی ہوئی آنکھ والہ ہے جس پر ایک غلیظہ بخدا اسما تاخوندہ (بھٹی) ہے۔"

مسیحا کا انتظار

علامات قیامت کا جب بھی تذکرہ ہوگا تو حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر لازماً آئے گا۔ کیونکہ خود قرآن کریم میں ارشاد ہے ”اور وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی (نشانیوں میں سے) ایک نشانی ہیں۔“ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ سچے پیغمبر تھے جنہیں یہود کی آخری تنبیہ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ یہود نے آپ سے پہلے بہت سے انبیاء کی کلمہ دہی کی، انہیں ستایا، گستاخی کی، بہت سوں کو شہید بھی کیا۔ دوسرے بدل و فتنے کی سزا، پیکل سیہانی کی بربادی اور یروشلم کی تباہی کے باوجود وہ مان کر نہ دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہی سرائیل میں سے آخری نبی ان کے پاس بھیجا کہ اس کی پیروی کریں۔ یہ ان کے دین کی تجدید کریں گے۔ یہود کی تحریفات کو ختم کر کے اصل دین کو اس کی اصلی شکل میں ظاہر کریں گے اور یہود کے لیے سچے مسیحا ثابت ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے ان سے ہی اللہ تعالیٰ نے سچے پیغمبر ہونے کی متعدد علامات کے ساتھ معوض فرمایا۔ آپ بغیر باپ کے کنواری مقدس مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ دس نبیوں میں سے باقیں کرتے گئے تھے۔ عیسیٰ نے ہی بہت نیک صالح تھے۔ آپ بنی مین موسیٰ شہید اور پانچواں آرا سے ہو

گرویدہ کر لیتا تھا۔ سوائے یہود کے کہ ان کی بدبختی نے ان کو کہیں کا نہ چھوڑا۔ ان کے احبار (علمائے سوء) اور رہبان (جسلی پیر) نے اپنی روایتی دنیا پرستی، دین جیاری، سنگ دلی اور ہٹ دھرمی دکھاتے ہوئے جناب مسیح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا۔ ان کی مقدس و مطہر ماں پر بہتان عظیم لگایا۔ ان کو طرح طرح سے ستایا۔ ان کے ماننے والوں کا مذاق اڑایا۔ اپنا قوم تر علم و فضل آپ کی دعوت کی مخالفت کرنے، معتزضانہ اشکالات اٹھانے اور آپ کی شخصیت کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرنے پر خرچ کیا حتیٰ کہ کمان وقت کو آپ کے خلاف ورغلا کر جموں الزامات کے تحت آپ کے قتل کا حکم جاری کر دیا۔ غرضیکہ "آخری تنبیہ" کو "آخری مہلت" سمجھنے کے بجائے مسلسل "آخری غلطی" پر اصرار کرتے رہے۔

بالآخر جب ان کی نفس پرستی اور شیطنت آخری حد کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے جناب مسیح کے حوالے سے ایک اور معجزہ و غماز فرمایا جو ان فی تاریخ کا عجیب واقعہ ہے۔ آپ کو بحفاظت زندہ سلامت آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔ یہود اپنا سامنے لے کر رہ گئے۔ آپ کا بال بھی بیکانہ کر سکے۔ اس کے بعد ایک آخری اور عظیم معجزہ پھر ظاہر ہو گا کہ بدی کا محور اور سرپاشر "الذہال انا کبر" جو اپنی مصنوعی اور فرضی خدائی کا مظاہرہ کر کے پورے روئے زمین پر انسانی بغاوت کا سب سے عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے کل کائنات کی تسخیر کا ناپاک ارادہ سے گردنہ نارد ہو گا اور حضرت مہدی اور ان کے ساتھ موجود فائقین یارپ و عیسائیت مجاہدین کو سخت مشقت میں ڈال چکا ہو گا، اس کو قتل کرنے اور زمین سے تمام دجالی قوتوں (یہود اور ان کے ہمنواؤں) کا خاتمہ کرنے کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام کے حوالے سے ایک بار پھر غیر معمولی واقعے کا ظہور ہو گا۔ آپ کو آسمان سے زمین پر بھیجا جائے گا اور ایسی غیر معمولی قوتیں عطا کی جائیں گی جو رحمانی ہوں گی اور دجال کی شیطانی قوتوں سے سامنا ہوتے ہی ان کو پکھڑا کر خاک کر چھوڑیں گی۔ یہ روئے ارض پر دجل و فریب کے طمیر داروں کا آخری

دنا ہوگا۔

زیر نظر مضمون میں ہم سیدنا مسیح علیہ السلام کے حوالے سے ان اہم پہلوؤں کا تذکرہ کریں گے جن کا عصر حاضر میں جینے والے مسلمانوں کا جاننا ضروری ہے۔ سچے وعدوں اور جموں نے دعوؤں کے درمیان شکش میں گھرے برادران اسلام کو حق و باطل کی عظیم معرکہ رانی کے دوران حق پر استقامت اور باطل کے خلاف مقاومت کے لیے ضروری ہے کہ ہجی حدیثوں کو بیان کیا جائے اور جموں نے کذابوں کے دجل سے بچا جائے۔ ہماری یہ تحریر دس سوالات یا یوں کہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حوالے سے دس عنوانات پر مشتمل ہے جو اس شاء اللہ اس پوری بحث کا جامع خلاصہ ہوں گے لیکن یہ سوالات یا عنوانات بعد میں اس سے قبل چند باتوں کو سامنے رکھنے سے بہت سی الجھنیں حل ہو سکتی ہیں۔

مسلمہ عقیدہ

(۱) اللہ کے محبوب پیغمبر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا اہل اسلام کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ ماضی بعید میں جمہور بعض معتزلہ اور ماضی قریب میں مرید اور مرزا قادیانی اور حال میں چند گمراہ اسکالر کے علاوہ کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ لہذا اس عقیدے پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کا انکار کفر تک لے جانے والی گمراہی ہے۔ جنہوں نے اس کا انکار کیا وہ معتزلہ کی طرح عقل پرست نئے یا مرزا قادیانی کی طرح نفس پرست (کہ خود کو مسیح قرار دلوانا چاہتے تھے) یا یہودیت زدہ جدید یوں کی طرح زر پرست کہ جہاد کے انکار کے لیے (حضرت مسیح علیہ السلام امام المجددین ہوں گے) حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا انکار کر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ بد بختی کی ہر شکل سے محفوظ فرمائے۔

معجزات کی حکمت

(2) سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مختلف قسم کے سچے معجزات دیے گئے تھے مثلاً خطرناک بیمار یوں میں جملہ بیماروں کو اچھا اور مردوں کو زندہ کرنا، مٹی کے بنے پرندوں میں پھونک مارنے سے ان کا زندہ ہو کر پرواز کر جانا، مادرزاد اندھوں کی چٹائی ٹوٹا دینا، وغیرہ وغیرہ۔ بعض حضرات نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ اس دور میں یونان کے اطباء کے ہاتھوں فن طب مردج پر پہنچ چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں آپ کو وہ یہ شفا عطا فرمایا کہ جس تک ماہرین طب کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔ یہ حکمت اپنی جگہ حقیقت ہے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رکھیے کہ حضرت کے ان معجزات کا تعلق ایک اور نکتے سے بھی ہے۔ یہود بری طرح سے مادیت پرستی کا شکار تھے۔ یعنی دنیا کی محبت اور لذتوں کی شہوت کے آگے اللہ اور یوم آخرت کو بھول چکے تھے۔ حرص و ہوس نے ان کی نظرس نہیں حقائق سے ہٹا دی تھیں اور وہ غفلت خواہشات کے غلام ہو کر حلال و حرام کی تمیز بھلا بیٹھے تھے۔ معمولی مفادات کی بنا پر اللہ کی کتاب میں تحریف سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ یہی چیز دجال کے قہقہے کا خلاصہ ہوگی یعنی خدا بیزاری اور مادیت پرستی۔ فانی روشنیوں کی چکاچوند کے سامنے جنت کی نعمتوں کو بھلا دینا اور وقتی لذتوں اور عارضی مفادات کے بدلے جہنم کا داغی عذاب خریدنے پر تیار ہو جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے روحانی معجزات سے یہود کی اس عقلیت پسندی اور مادیت پرستی پر ضرب لگائی اور انہیں احساس دلایا کہ اللہ کی طاقت تمام مادی طاقتوں سے بالادہ تر ہے۔ زمینی قوتوں کا غلام ہو کر آسمان والے کو بھلا دینا بدترین حماقت ہے۔ آپ نے دینی روحانی قوتوں کے اظہار سے مادیت پرستوں کو سبق دیا کہ سب کچھ صرف وہی نہیں جو آنکھوں سے نظر آتا ہے، اس سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔ یہود نے آپ کی بات نہ مانی بلکہ آج تک اسی مرض میں مبتلا ہیں اور ان کا سربراہ اعظم مسیح

کاذب دجال اکبر چونکہ مادیت پرستی (جو کہ آج کل مغرب کا نظریہ حیات ہے) کا سب سے بڑا علمبردار ہوگا اور اس کی صفوں میں یہودی پیش پیش ہوں گے اس لیے اللہ تعالیٰ آپ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا کہ اپنی روحانی قوتوں سے دجال کی شیطانی اور یہودی سائنسی قوتوں کو ایک نظر میں پاہل کر ڈالیں۔ چنانچہ دجال آپ کو دیکھتے ہی یوں پھٹکا شروع ہو جائے گا۔ جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے یا چر بل دھوپ میں گھلتی ہے۔ آپ کی سانس جس کافر تک پہنچے گی اسی وقت مر جائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہاں تک آپ کا سانس پہنچے گا۔ یہود جس پتھریا درخت کے پیچھے پھیں گے وہی ان کے خلاف مجبوری کرے گا۔ اس طرح اللہ کے سچے پیغمبر کے ہاتھوں اس کائنات کا سب سے جھوٹا شخص اور سب سے فریبی اور مکار گروہ اپنے انجام کو پہنچے گا۔

راہ وفا کے راہی:

(3) عیسائی حضرات نے (اللہ ان کو نیک ہدایت دے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت تو بہت کی لیکن محبت کی کنھن راہوں پر چلتے ہوئے جب امتحان عشق میں سرخروئی کا مرحلہ آیا تو سچی محبت کے دو تقاضے فراموش کر گئے (۱) ایک تو مکمل اطاعت اور جانثاری۔ (2) دوسرے محبوب کے دشمنوں سے نفرت اور بیزاری۔ لہذا ان کا مسئلہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کے بجائے ان کو خدا بنا لیا اور آپ کے دشمنوں سے جہاد کے بجائے ان سے دوستی کا ٹھہ لی۔ دنیا میں ایسی قوم نہ ہوگی جو اپنے پیغمبر کے ساتھ مل کر جان دینے والوں سے تو نفرت اور جنگ کرے جبکہ پیغمبر کی جان لینے کی کوشش کرنے والوں کی حمایت میں اتنی آگے چلی جائے کہ ان کی ”گنہگار ریاست“ کا دفاعی حصار بن جائے۔ تم عربی ہے کہ عیسائی حضرات باوجود اس عقل و دانش کے جس نے مغرب کی محیر العقول مادی ترقی کو پروت چڑھایا، ابھی کچھ کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے پیغمبر حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ

ایک جان ویک قالب ہو کر آخری دور کا عظیم ترین جہاد کریں گے اور یہود مسیح مخالف دجال اکبر کے ساتھ مل کر ان کے پیغمبر کے خلاف ہولناک جنگ لڑیں گے۔ اس کے باوجود عیسائیوں کی نفرت مسلمانوں سے ہے جو حوائے محبت اور ادب کے ان کے پیغمبر کا تذکرہ نہیں کرتے اور ان کی محبت و حمایت یہود سے ہے جو تمام انبیاء کی طرح عیسائیوں کے مسیح پیغمبر کے بھی گستاخ اور بزم خود قاتل ہیں۔

آخری معرکے کا میدان:

(4) حضرت مسیح علیہ السلام کا انتظار دنیا کے تینوں بڑے مذاہب کر رہے ہیں۔ اسلام، یہودیت اور عیسائیت۔ تینوں میں کسی مسیح کے خطر کی پیش گوئی ہے جو نجات دہندہ کے طور پر سامنے آئے گا۔ فرق اتنا ہے کہ یہود مسیح کا ذب کو صادق سمجھ کر رہنمائی دیتے ہیں اور مسلمان و عیسائی مسیح صادق کے خطر میں لیکن ہم نے جو فرق اہمیت کے ساتھ ذکر کرنا ہے وہ یہ کہ عصر حاضر کے یہود اور عیسائی نہایت شدت سے مسیحائے غائب کے ظہور کے متنبی ہیں۔ اہل مغرب کی اکثریت لاد مذہب یا بے دین ہونے کا عنوان رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اس حوالے سے نہایت پر جوش، متجسس اور سرگرم ہیں۔ امریکا میں تقریباً 80 ہزار بنیاد پرست پادری موجود ہیں جن میں سے بہت سے پادری ایک ہزار کرچمن ریڈیو اسٹیشنوں سے تقریر نشر کرتے ہیں اور ان کے ایک سو کرچمن ٹیلی ویژن اسٹیشن بھی ہیں۔ ان میں ایک خاصی بڑی تعداد Dispensationalism کی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی غریب آمد اور عظیم ترین جنگ پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے۔ بڑی اور با اثر تعلیم گاہیں جو Dispensationalist عقیدے کی تعلیم دیتی ہیں، ان میں دی بائبل انسٹی ٹیوٹ آف شکاگو، فلاڈیلفیا کالج آف بائبل، دی بائبل انسٹی ٹیوٹ آف لاس اینجلس اور ان جیسے تقریباً دو سو کالج اور انسٹی ٹیوٹ شامل ہیں۔ 1998ء میں بائبل اسکولوں کے طلبہ کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ اس میں 80 سے 90 فیصد ساتھ دہ

اور ان کے طالب علم بھی Dispensationalist ہیں۔ یہی بائبل کالج کے گریجویٹ یہاں سے نکل کر پادری بنیں گے اور اپنے عقائد کی تبلیغ چرچ میں کریں گے یا اپنا الگ، بائبل اسکول کھولیں گے اور ان میں تعلیم دیں گے۔ یہ لوگ اس عقیدے پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ ایک خوفناک تجاویز آنے کو ہے لیکن انہیں ایک بل کی بھی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ انہیں پہلے ہی نجات (Rapture) مل چکی ہوگی۔ اس عقیدے کے مقلد اپنے مسلک میں شدید بنیاد پرست ہیں اور اس وقت امریکی باشندوں کی تقریباً ایک چوتھائی تعداد اس کی ماننے والی ہے۔ اس تنظیم کو مالی امداد فراہم کرنے والے بڑے بڑے اور مشہور ثروت مند امریکی ہیں۔ یہ تحریک بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس کا مقصد ایک بلین ڈالر جمع کرنا ہے تاکہ کروڑوں مرض کے ہر فرد تک صبح کا پیغام پہنچا دیں۔ سولہ ہزار مسیحی پادری جن کی تعداد میں ہر روز ایک کا اضافہ ہو رہا ہے، سالانہ دو بلین ڈالر کے بجٹ سے مستفید ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کل وقتی مبلغ دو کروڑ افراد تک اپنا پیغام پہنچاتے ہیں اور آدھے بلین ڈالر سے زیادہ عطیات اکٹھا کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کا اثر امریکی عوام کے ہر طبقے پر ہے۔ امریکا کی مشہور سیاسی اور بین الاقوامی شخصیت اس سے متاثر نظر آتی ہیں۔ حتیٰ کہ رونالڈ ریگن سے لے کر بش جونیئر تک کے عجیب و غریب بیانات سامنے آتے رہے ہیں جن کی توثیق نہ ہو چکی ہوتی تو یقین بھی نہ آتا کہ ایسے حدت پسند ایسی قدامت پسندی پر مشتمل بات کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً، صدر ریگن نے پادری جم ہیکر سے 1981ء میں بات چیت کرتے ہوئے کہا تھا

”ذرا سوچئے! کم سے کم میں کروڑ سپاہی بلاد مشرق سے ہوں گے اور کروڑوں مغرب سے ہوں گے۔ سلطنت روما (یعنی مغربی یورپ) کی تجدید نو کے بعد پھر عیسائی مسیح ان پر حملہ کریں گے جنہوں نے ان کے شہر بروٹلم کو غارت کیا ہے۔ اس کے بعد وہ ان فوجوں پر حملہ کریں گے جو امریکاؤں کی وادی میں اکٹھا ہوئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بروٹلم سے دو میل تک اتنا خون بہے گا کہ وہ زمین سے غمزدوں کی ماگ سے برابر ہوگا۔ یہ ساری وادی

جنگلی سامان اور جانوروں اور انسانوں کے زندہ جسموں کے درخون سے بھر جائے گی۔ ایسی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ انسان دوسرے انسان کے ساتھ ایسے غیر انسانی عمل کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن اس دن خدا انسانی فطرت کو یہ اجازت دے دے گا کہ اپنے آپ کو پوری طرح ظاہر کر دے۔ دنیا کے سارے شہرندن، پیریں، نوکیو، نیویارک، ماس انجلز، شکاگو، سب صلہ ہستی سے نابود ہو جائیں گے۔“

مشہور امریکی مصنفہ گرلیس ہال ہیل اپنی معرکہ الآراء کتاب جس کا ترجمہ ”امریکا کی عالم اسلام پر پیغام کیوں؟“ کے نام سے بندہ کے مضمین اور مصنف کے تعارف کے ساتھ شائع ہو چکا ہے، لکھتی ہیں

”امریکا میں آٹھ سال تک ایک ایسا صدر بھی (رومانڈ ریکن) رہا ہے جسے یقین تھا کہ وہ وقت کے خاتمے پر (قرب قیامت کے دنوں میں) زندہ ہے بلکہ یہ آس لگائے میٹھا تھا کہ یہ واقعہ اس کے انتظامی رمانے میں ہی پیش آئے گا۔“

صدر بش نے یک مرتبہ صدام گالی ”مجھے برا راست خدا سے ہدایت ملتی ہیں۔“ ایک مرتبہ ایک فضائی سفر کے دوران صدر صاحب موصوف نے جو بنیاد پرستوں کے خلاف مہم میں پیش پیش ہیں، اطمینان سے کہا کہ یہ تقریب منعقد کی جس میں محترمہ کوئٹہ ویزا رئیس صاحب نے فضائی دعا گزاروں کو کٹڑہاں رسومات کے مطابق سروس فراہم کی۔

یہ تو دو مشہور امریکی صدر کی کارگزاریاں تھیں۔ دیگر امریکیوں کی ذہنیت سے آگاہی کیسے آئے مذکورہ ہال مصنفہ کی تحریر سے مزید کچھ اقتباسات دیکھتے ہیں

☆ ”رہورڈ کلائڈ لوٹ ایک ٹینیسی کوئل پادری ہیں۔ انہوں نے بائبل کی ایک عبارت کی اس طرح تفسیر کی ہے کہ یہودیوں کے تیسرے ٹیکل کی تعمیر لازمی طور پر یہوشلم میں مسیح کی دوسری بار آمد سے پہلے ہوگی۔ کلائڈ سرخ ٹیل یا کنواری گائے کو جو اکل پے داغ ہو ذبح کرنے کے لیے کہتے ہیں جس کے بعد آئندہ ٹیکل کی تعمیر کی رسم پوری ہوگی۔ اس

کی خاطر قدیم اسلامی عبادت گاہوں (مسجد اقصیٰ اور گنبد معمرہ) کو مسمار کر دینا ہوگا۔ لوٹ کو یقین ہے کہ خدا کی شراکت سے یہ کام مناسب وقت میں ہو جائے گا۔“ (نیویارک ٹائمز 27 دسمبر 1998ء)

☆ ”1998ء کے اواخر میں ایک اسرائیلی خبر نامہ، ویب سائٹ پر دیکھ گیا جس میں کہا گیا کہ اس کا مقصد مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو آڑ کرانا اور اس کی جگہ ایک یہودی پیکل کی تعمیر ہے۔ خبر نامے میں لکھا ہے کہ اس پیکل کی تعمیر کا نہایت موزوں وقت آگیا ہے۔ خبر نامے میں اسرائیلی حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ لحد از اسلامی قبضے کو مسجد کی جگہ سے ختم کرائے۔ تیسرے پیکل کی تعمیر بہت قریب ہے۔“

☆ اسرائیل کو اپنے آخری عظیم تاریخی ڈرامے میں اسٹیج کی کھل تیاری کے لیے بس ایک واقعہ ہونا باقی ہے۔ یہ ہے اس کی قدیمی زمین پر عبادت کے لیے ایک قدیمی عبادت گاہ کی از سر نو تعمیر۔ حضرت موسیٰ کے فرامین کی رو سے ایک ہی جگہ ہے جہاں اس عبادت گاہ کو تعمیر کیا جانا ہے۔ یہ ہے ماؤنٹ موریہ (Mount Moriah)۔ وہی جگہ جہاں اس سے پہلے کی عبادت گاہیں تعمیر کی گئی تھیں یعنی عین مسجد اقصیٰ اور گنبد معمرہ پر۔“

الغرض! قصہ مختصر! مغرب اپنی مادیت پرستی کے باوجود اس قدر انتہا پسند ہے کہ شدت سے ”سیحا“ کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ مقدس باپ کے آنے کے بعد انہیں آسمان پر اٹھالیا جائے گا جہاں سے وہ آخری ہولناک جنگ کا مظاہرہ بال خانوں (Grand Stand Seats) میں بیٹھ کر کریں گے۔

جبکہ دوسری طرف مسلمان مذہب پسند ہونے کے باوجود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہچی پیش گوئیوں پر ایسے متوجہ نہیں ہیں جیسا کہ دورِ حاضر میں ان پیش گوئیوں کے آثار قریب اکیچہ کر چوسا اور متوجہ ہونا چاہیے۔ حضرت مسیح کا ساتھ جن لوگوں نے دینا ہے، ”مسیح“ سے انتظار نہ کرے ان کی غفلت سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔

بیچ کی کڑی

قیمت کی علامات دو قسم کی ہیں (1) علامات بعیدہ یعنی وہ علامات جو حضور حبیبہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں یا ان کے زمانے کے بعد لیکن آج سے کافی پہلے ظاہر ہو چکی ہیں اور ان کے اور قیامت کے درمیان نسبتاً زیادہ فاصلہ ہے۔ (2) علامات متوسطہ وہ علامتیں جو ظاہر ہو گئی ہیں مگر ابھی انتہا کو نہیں پہنچیں۔ جب یہ عروج کو پہنچیں گی تو تیسری قسم کی علامات کی ابتدا ہو جائے گی۔ (3) علامات قریبہ یہ علامات قیامت کے بالکل قریب کی ہیں۔ ایک دوسرے کے بعد پے در پے ظاہر ہوں گی اور جب یہ سب (کل دس کے قریب ہیں) ظاہر ہو جائیں گی تو کسی بھی وقت قیامت اچانک آجائے گی۔

پہلی اور تیسری قسم کی علامات کا تعلق کائنات میں ہونے والے واقعات سے ہے جبکہ بیچ کی دوسری قسم کا تعلق انسانوں کے اعمال سے ہے۔ مثلاً پہلی قسم میں یہ علامات آتی ہیں آخری نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور وفات، شق القمر کا واقعہ، قنبلہ تار وغیرہ۔ دوسری قسم وہ گناہ اور بد اعمالیاں ہیں جن میں انسان مبتلا ہو کر چاروں طرف کو بہلا دیں گے۔ برائیوں کا اتنا چلن ہوگا کہ مساجد و مدارس بھی موسیقی کی غیر ضروری موبائل

گھنٹیوں اور دائیں بائیں سے گانے بجانے کی آواہوں سے متاثر ہوں گے۔ یہ ستر سے کچھ اوپر کن و ہیں جو احادیث شریفہ میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ تیسری قسم کا تعلق عجیب و غریب کائناتی واقعات سے ہے۔ یہ دس ہیں اور ان میں سے پانچ کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک ہے اور پانچ کا آپ کے نزول کے بعد سے۔ ان آخری پانچ کو علامات قربی یا کبریٰ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے بعد قیامت بس یوں پھا ہو جائے گی جیسے حاملہ اونٹنی کے آخری دس دن نہ جانے کب بچہ جنم دے۔ پہلی پانچ علامات تک دنیا پر خیر کا غلبہ ہوگا اور آخری پانچ شر کے کئی غلبہ تک ہوں گی۔ بالآخر سب انسان چاہے خیر کے حامل ہوں یا شر پر کاربند، آخری حساب کے لیے پیش ہو جائیں گے۔

ان پانچ پانچ علامات سے پہلے یہ سمجھیے کہ حضرت مہدی علامات متوسطہ اور علامات قریبہ کے درمیان کی کڑی ہوں گے یعنی جب دنیا پر ہمہ گیر شر اور ظلم غالب ہو کر دائمی اور حتیٰ غلبہ کے قریب ہوگا اور اہل حق سخت آزمائش میں ہوں گے تو اہل حق کی قیادت کے لیے حضرت مہدی کا ظہور ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات علامات قریبہ اور علامات قربی کی درمیانی کڑی ہوگی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پوری دنیا میں اسلام کا نفاذ ہوگا، پھر ان کی وفات کے بعد حالات بدلنے شروع ہو جائیں گے حتیٰ کہ روئے زمین پر شریر ترین لوگ رہ جائیں گے جو سڑکوں پر کھلم کھلا گدھوں کی طرح بدکاری سے بھی نہیں شرمائیں گے۔

پانچ ”علامات قریبہ“ یہ ہیں ظہور مہدی، خروں دجال، نزول مسیح، ہر مہدون (Armagedon) نامی عالمگیر جنگ جو اسرائیل کا خاتمہ کرے گی اور یاجوج ماجوج پانچ ”علامات قربی“ یہ ہیں (1) نصف یعنی زمین میں جھنسنے کے تین واقعات۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ (2) کائنات میں ہر طرف پھیل

ہوا (حوالہ 3) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (4) زمین سے ایک عجیب انقلابت جاتور کا نکلنا جو لوگوں سے باتیں کرے گا اور انہیں آخری مرتبہ بد اعمالیوں کے برے انجام سے ڈرائے گا۔ (5) یمن سے ظاہر ہونے والی آگ جو لوگوں کو ہنکا کر شام کی طرف لے جائے گی۔

جب حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام عداوت قیامت میں سے آخری اقسام کی بیچ کی کڑی ہیں اور حضرت مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب زمین گنہ گاروں سے اور عالم اسقام کفر کے ظلم و جبر سے بھر جائے گا، مسلمان اپنی قیادتوں سے جنگ و تاراج ہوں گے اور کسی نجات دہندہ قائد کا شدت اور بے چینی سے انتظار کر رہے ہوں گے اور اس جبر کے عالم میں بھی کفر کی پیش قدمی کے سامنے اپنی جہادی مزاحمت جاری رکھیں گے حتیٰ کہ پوری دنیا میں تھوڑا سا نکلزارہ جائے گا جو ان کی پناہ گاہ ہوگا۔ جب یہ سب کچھ ”ایند آف ٹائم“ کے آثار میں سے ہے تو پھر اس دور میں جینے والے مسلمانوں کو ایک رات بھی توجہ کیے بغیر بستر پر جانا اور ایک صبح بھی جہاد اور مجاہدین کی اعانت کی نیت کے بغیر گھر سے نکلنا روا نہیں۔ ان تحریروں کا خلاصہ اور حاصل یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک توفیق عطا فرمائے۔

اس تمہید کے بعد ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق چند اہم باتیں ذکر کرتے ہیں جو اس موضوع کو واضح اور صاف کر دیں گی ان شاء اللہ اس میں ہم نے یہ روش اپنائی ہے کہ خود سے کچھ کہنے کے بجائے دس سوال اٹھا دیں گے اور جواب میں حدیث شریف کا ترجمہ نقل کر دیں گے تاکہ دلچسپی کا عنصر بھی پیدا ہو اور موضوع کی ثقاہت بھی قائم رہے۔ حوالے کے لیے ہم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی کتاب ”علامات قیامت“ سے مدد لیں گے۔ ذیل میں دی گئی احادیث کا ترجمہ مذکورہ کتاب سے بیحدہ لیا گیا ہے۔

مسیحیات سے متعلق دس سوال

(1) آپ ہی کیوں؟

مسیحیات کے حوالے سے سب سے پہلا سوال ذہن میں یہ جنم لیتا ہے کہ یہود اور دجال کے قتل کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی انتخاب کیوں کیا؟ اور کیا وجہ ہے کہ انہی کو یہ کام سپرد فرمایا گیا؟ حدیث شریف ہمیں بتاتی ہے۔

”حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کی پیروی کرنے والے کم اور تکذیب کرنے والے زیادہ ہیں تو اس کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کی۔ اللہ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ میں تم کو (اپنے وقت مقررہ پر طبعی موت سے) وفات دوں گا (پس جب تمہارے لیے طبعی موت مقرر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں پھانسی وغیرہ پر جان دینے سے محفوظ رہو گے اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالم بالا) کی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور جس کو میں اپنے پاس اٹھا دوں وہ مردہ نہیں۔ اور میں اس کے بعد تم کو کانے دجال پر بھیجوں گا اور تم اس کو قتل کرو گے (آگے فرماتے ہیں کہ) یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی تصدیق کرتی ہے جس میں آپ نے فرمایا

ہے ”ایسی امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ؟“
(الدرامکثر، بحوالہ ابن جریر)

(2) آپ کی پہچان کیسے ہوگی؟

بہت سے لوگ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے کرتے دنیا کو مصلحت سے نکالنے کے بجائے کمر اہی میں دھکیں کر چلے گئے۔ اہل حق مسلمان سچے مسیح کو کیسے پہچانیں گے؟ زبان نبوت جواب دیتی ہے ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور ان کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نمی نہیں، اور وہ نازل ہوں گے جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد وقامت میانہ اور رنگ سرخ و سفید ہوگا۔ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے۔ سر کے بال اگرچہ بھیگے نہ ہوں تب بھی (چمک اور صفائی کی وجہ سے) ایسے ہوں گے کہ گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ سدرام کی خاطر کفار سے قتل کریں گے۔ پس صییب تو زڈائیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ لینا بند کر دیں گے۔ اور اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم کر دے گا اور (انہی کے ہاتھوں) مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہ کر وفات پائیں گے، اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، مسند احمد، صحیح ابن حبان، ابن جریر) صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مزید علامات بیان فرمائی گئی ہیں ”رجل آدم کا حسن ما اب راء، من دم الرجل سبط الشعوبہ صفا کا حسن ما انت راء من اللحم بصر ب لمتہ ہیں مکبہ بقطر راسہ ماء ربعة احمر کا ماخرج من دہماس“ عیسیٰ علیہ السلام نہایت حسین گندمی رنگ کے ہوں گے۔ بال بہت گھٹکھریا لے نہیں ہوں گے۔ بالوں کی لمبائی شانوں تک ہوگی۔ سر سے پانی نہکتا ہوگا۔ معتدل جسم وقامت کے ہوں گے۔ سرخی مائل رنگ ہوگا۔ جیسے

ابھی حرام سے (غسل کر کے) آئے ہوں۔

(3) آپ کے ساتھی کون ہوں گے؟

آپ علیہ السلام کن لوگوں کے درمیان نازل ہوں گے؟ کس وقت اور کس کیفیت میں نازل ہوں گے؟ جس خوش نصیب لوگوں میں آپ آئیں گے وہ کن صفات کی بنا پر اس عظیم سعادت کے مستحق ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس پیغمبر کی رفاقت ان کو نصیب ہوگی؟

لسان نبوت ہمیں آگاہ فرماتی ہے

☆ ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں ایک جماعت (قرب) قیامت تک حق کے لیے سر بلندی کے ساتھ برسرِ پیکار رہے گی۔ فرمایا پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس جماعت کا امیر ان سے کہے گا ”آئیے! نماز پڑھاویں“ آپ فرمائیں گے نہیں! اللہ نے اس امت کو اعزاز بخشا ہے اس لیے تم (ہی) میں سے بعض بعض کے امیر ہیں۔ (مسلم و احمد)

☆ ”وہ آخری بار اردن کے علاقے میں ”افیق“ نامی گھاتی پر نمودار ہوگا۔ اس وقت جو شخص بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا اردن کے علاقے میں موجود ہوگا۔ (مسلمانوں اور وہاں کے لشکر کے درمیان جنگ ہوگی جس میں) وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کر دے گا۔ ایک تہائی کو شکست دے کر بھاگ دے گا اور ایک تہائی کو باقی چھوڑے گا۔ رات ہو جائے گی تو بعض مومنین بعض سے کہیں گے کہ تمہیں اپنے رب کی خوشنودی کے لیے اپنے (شہید) بھائیوں سے جا ملنے (شہید ہو جانے) میں اب کس چیز کا انتظار ہے؟ جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز زائد ہو وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو دے دے۔ تم فجر ہوتے ہی (عام معمول کی پستی) جلدی نماز پڑھ لینا، پھر دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جانا۔

ہیں جب یہ لوگ نماز کے لیے انھیں کے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے نازل ہوں گے اور نماز ان کے ساتھ پڑھیں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ (ہاتھ سے) اشارہ کرتے ہوئے فرمائیں گے میرے اور دشمن خدا (دجاں) کے درمیان سے ہٹ جاؤ (تاکہ مجھے دیکھ لے) ابوحازم (جو اس حدیث کے روایوں میں سے ایک ہیں) کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دجاں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی) ایسا چمکے گا جیسے دھوپ میں چکنائی پکھلتی ہے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ (ایسا کھلے گا) جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور اللہ دجاں اور اس کے لشکر پر مسلمانوں کو مسلط کر دے گا چنانچہ وہ ان سب کو قتل کر دیں گے۔ حتیٰ کہ شجر و حجر بھی پکاریں گے کہ اے اللہ کے بندے! اے رحمن کے بندے! اے مسلمان! یہ یہودی ہے۔ سے قتل کر دے۔ غرض اللہ تعالیٰ ان سب کو فنا کر دے گا اور مسلمان فتح یاب ہوں گے۔ پس مسلمان صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ بند کر دیں گے۔“

☆ ”اب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ پس لوگوں کی آنکھوں اور ناکوں کے درمیان سے تاریکی ہٹ جائے گی (یعنی اتنی روشنی ہو جائے گی کہ لوگ ناکوں تک دیکھ سکیں گے) اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم پر ایک زرہ ہوگی، پس لوگ ان سے پوچھیں گے آپ کون ہیں؟ وہ فرمائیں گے ”میں عیسیٰ ابن مریم اللہ کا بندہ اور رسول ہوں اور اس کی (پیدا کردہ) جان و اس کا کلمہ ہوں (یعنی باپ کے بغیر محض اس کے کلمہ ”کن“ سے پیدا ہوا ہوں) تم تین صورتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو کہ (1) اللہ دجاں اور اس کی فوجوں پر بڑا عذاب آسمان سے نازل کر دے۔ (2) ان کو زمین میں دھنسا دے۔ (3) ان کے اوپر تھہرے اسلحہ کو مسلط کر دے اور ان کے ہتھیاروں کو تم سے روک دے۔ مسلمان کہیں گے ”اے اللہ کے رسول! یہ (آخری) صورت ہمارے لیے اور ہمارے قلوب کے لیے زیادہ

طنینیت کا باعث ہے چنانچہ اس روز تم بہت کھانے پینے والے (اور) ذیل و ذول والے یہودی کو (بھی) دیکھو گے کہ ہیبت کی وجہ سے اس کا ہاتھ تھوڑا نہ اٹھ سکے گا۔ پس مسلمان (پہاڑ سے) اتر کر ان کے اوپر مسلط ہو جائیں گے اور دجال جب (عیسیٰ) ابن مریم کو دیکھے گا تو سیدہ (یارمک) کی طرح پھلنے لگے گا۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام اسے چاہیں گے اور قتل کر دیں گے۔“

(4) آپ کا مشن کیا ہوگا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کن کاموں کے لیے تشریف لائیں گے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پیغمبر کی حیثیت سے نہیں آئیں گے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں آئے گا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ ان کی آمد اس لیے ہوگی ”عیسیٰ ابن مریم جنس میری امت کے ایک منصف حکمران ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو ہلاک کریں گے اور جزیہ ختم کریں گے۔“ (ابن ماجہ، کتاب الفتن، 4077، اقتباس: 20-58)

منصف حکمران سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن اسلام کی حکمرانی کو پوری دنیا پر قائم کرنا ہوگا۔ خنزیر کو ہلاک کرنے اور صلیب کو توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ صلیب کی عبادت کرتے ہیں وہ اس کی عبادت چھوڑ دیں گے اور جو خنزیر کھاتے ہیں وہ اسے کھانا چھوڑ دیں گے۔ دراصل ان دونوں عقیدوں میں دو اہم حقیقتوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ عیسائیت نے یہودیت کی سازش سے جناب مسیح علیہ السلام کے دین میں جو بے اصل چیزیں داخل نہیں ان میں سے عقائد میں سب سے زیادہ وہ عقیدہ ہے جسے صلیب ظاہر کرتی ہے اور اعمال میں زیادہ برا عمل خنزیر کھانا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجودہ تحریف شدہ عیسائیت کی تہنیک اور دنیا سے اس کا خاتمہ کرنے کے لیے عالمی طور پر صلیب توڑیں گے اور خنزیر کھانے پر پابندی عائد

کر دیں گے۔ جو اس ہمت کی عدم مت ہوگی کہ دنیا میں اب حکمران صرف اسلامی حکام کی ہے۔ آپ کے ہاتھوں اس عمل کی تکمیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ اور آپ کی صداقت کی ایک اور دلیل ہوگی کہ خود عیسائیت (آج کل کا عالم مغرب) کے مقدس پیغمبر آکر اسلام کی حقانیت کو ثابت اور عملاً نافذ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل حق کی خوشخبری اور باطل پرستی کی قلع قمع کے لیے یہ چیز مقدم کر دی ہے اور ضرور ہو کر رہے گی۔ اس حدیث کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر جزیہ (ٹیکس) ختم کر دیں گے۔ اگر آپ دنیا پر ایک نظر ڈالیں تو ہر ملک نے اپنی رعایا پر ٹیکس عائد کر رکھا ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ممالک کو مغرب، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ذریعے مجبور کرتا ہے کہ یہ ٹیکس نافذ کرے۔ کیونکہ یہ ایک عالمی حکومت کا حصہ ہے اور ایسا سہ کا ایک طریقہ ہے جس کے ذریعے ہر فرد کی جاسوسی (اس کے وائف سے آگاہی) ممکن ہے۔ کہہ ارض پر بسنے والے ہر شخص کے کوآف کا علم ٹیکس کے نظام کے تحت ہی حاصل کرنا ممکن ہے۔ یہ سب کچھ مسیح مخالف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ٹیکس کے خلاف ہوں گے ورنہ ختم کر دیں گے۔ یوں ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ٹیکس نظام دجال کا نظام ہے۔

(5) مخصوص وقت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خاص وقت میں ظاہر ہوں گے۔ اس کی حکمت کیا

ہے؟

اللہ تعالیٰ ٹھیک اس وقت خاص طور پر مسیح ابن مریم کو بھیجے گا کہ جب دجال ایک نوجوان کو مار کر زندہ کرنے کا تماشا دکھا رہا ہوگا۔ کسی اور وقت کیوں نہیں؟ اس لیے کہ زندگی اور موت پر یہ اختیار ایک ایسی بات ہوگی جو لوگوں نے اپنی زندگیوں میں نہیں دیکھی ہوگی اور لوگوں کے سروہ کے سروہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ جاسوس کا خدا ہے مغرب بوج میں گئے (اس کا

مذہب قبول کر لیں گے) یہ الفاظ دیگر سائنسی ترقی اپنے عروج پر ہوئی۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی کی حیثیت سے اور اللہ کے حکم سے یہ معجزے (مردوں کو زندہ کرنا) دکھا چکے ہیں۔ وہ یہ معجزہ دوبارہ دکھا سکتے ہیں۔ یہ ایک مقابلہ معجزاتی قوتوں کا سائنسی قوتوں سے ہوگا اور معجزاتی قوتیں فتح پائیں گی اور اس دفعہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں کو سکھائے اور دجال کو ابھارا، ماننے کی کمرانی سے بچالے گا۔

(6) مدت قیام۔

زمین پر نژادوں اور خاندانوں کے بعد آپ علیہ السلام کتنا عرصہ یہاں رہیں گے؟ عالمی خدمت اسلامیہ کے قیام کے بعد آپ کا مسئلہ نوجوانوں کے ساتھ رہن سہن اور بود و باش کیسی ہوگی؟ آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسا کہ جہنمی علیہ السلام دنیا میں (نازل ہوتے کے انیس سال بعد) نکاح کریں گے اور (نکاح کے بعد) دنیا میں انیس سال قیام فرمائیں گے۔ (اس طرح دنیا میں قیام کی کل مدت چالیس سال ہو جائے گی جیسا کہ صحیح صحیح احادیث میں گزرا ہے) (فتح الباری، بحوالہ نعیم بن محمد)

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جذام کے وفد سے فرمایا ”شعیب علیہ السلام کی قوم اور موسیٰ علیہ السلام کی سسرال کا (یعنی تمہارا) نامہ رک ہو۔ اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مسیح علیہ السلام تمہاری قوم میں نکاح نہ کریں اور ان کی اولاد پیدا نہ ہو۔“

قبیلہ جذام قوم شعیب ہی کی ایک شاخ ہے اور قوم شعیب کا حضرت موسیٰ کی سسرال بنی قریظہ (مصر) سے تعلق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد قبیلہ جندم کی کسی خاتون سے نکاح فرما میں گئے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ اس طرح اس قبیلہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سسران ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا۔“

(7) موضع نزول:

آپ علیہ السلام کہاں نازل ہوں گے؟

حضرت ادس بن ادس اشجی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کی جانب مشرق میں قیدینارے کے پاس نازل ہوں گے۔

(ادراک ربوہ طبرانی کثر الصحاح، ابن عساکر وغیرہ)

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام دمشق کے مشرقی دروازہ پر سفید پل کے پاس اس طرح تارے ہوں گے کہ نہ کو ایک پاؤں نے اٹھ رکھا ہو گا وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، ان کے جسم پر وہ تمام کپڑے ہوں گے جن میں سے یک کو تہ بند بنا کر باندھا ہو گا، دوسرے چادر کے طور پر ڈھک رکھا ہو گا جب سر جھائیں گے تو اس سے چاندی کے موتی (کی طرح پانی کے قطرے) نکلیں گے۔ (تاریخ دمشق، ابن عساکر ص 218، ج 1)

(8) عالمی خلافت کے قیام کے بعد کے حالات

(6) آپ کے دور کے حالات کیا ہوں گے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے روایت کے ”خبر میں ارشاد ہے“ ”ورجیسی ابن مریم نارل ہو کر س (دجال) کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد لوگ چار سو سال تک زندگی سے اس طرح بچھڑا دیں ہوں گے کہ نہ کوئی مرے گا، نہ کوئی بیمار ہوگا (بہتر بھی کسی نہ ماری نقصان پہنچا میں گے نہ جلی حتی کہ) آدمی اپنی ہڈیوں اور جانوروں سے لے گا چار سو سال وغیرہ۔ (یعنی چرے۔۔۔ یہ نہیں

بغیر چرواہے کے بھیج دے گا) اور وہ بھری دو کھیتوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے خیت کا ایک خوشہ بھی نہ کھائے گی (بلکہ صرف گھاس اور وہ چیزیں کھائے گی جو جانوروں ہی کے لیے ہیں تاکہ زراعت کا نقصان نہ ہو) اور سانپ اور بچھو کسی کو زندہ نہ پہنچائیں گے۔ اور درندے گھروں کے دروازوں پر (بھی) کسی کو ایذا نہ دیں گے اور آدمی زمین میں بل چلائے بغیر ہی ایک ہر گندم ہوئے گا تو اس سے سات سوہ (گندم) پیدا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد زندگی بڑی خوشنور ہوگی، بادلوں کو بارش برسانے اور زمین کو بہاتات آگاہی کی اجازت مل جائے گی حتیٰ کہ اگر تم اپنا بیج ٹھوس اور چکنے پتھر میں بھی بوجھو تو آگ آئے گا اور (امن و امان کا) یہ حال ہوگا کہ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا وہ زندہ نہ پہنچائے گا۔ (لوگوں کے مابین) نہ کُل ہوگا نہ حسد اور نہ کیڑے۔ (کنز العمال بحوالہ ابونعیم)

(9) انتقال اور وفات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی تو کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر فن کی جاؤں؟" آپ نے فرمایا "وہ جگہ تمہیں کیسے مل سکتی ہے؟" وہاں میری ابو بکر کی، عمر کی اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تو رات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات نکھی ہوئی ہیں اور (یہ کہ) عیسیٰ ابن مریم ان سے پاس فن کیے جا میں گئے۔ (ترمذی، الدرامہ ر)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث موقوف میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ نیز نبی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ "عیسیٰ ابن مریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو رفیقوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا جس عیسیٰ علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی۔" (رواہ البخاری فی تاریخہ و الطبرانی کما فی الدر المنثور)

(10) آپ کے بعد:

آپ کے بعد مسلمانوں پر اور اس دنیا پر کیا بیٹے گی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم مارل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال (دنیا میں) رہیں گے۔ لوگوں میں کتاب اللہ اور میری سنت کے مطابق عمل کریں گے اور ان کی موت کے بعد لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق (قید) یعنی تسمیہ کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کریں گے جس کا نام مقعد ہوگا۔ مقعد کی موت کے بعد لوگوں پر تیس سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن پاک لوگوں کے سینوں اور ان کے مصحف سے اٹھایا جائے گا۔ بعض روایات حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت بہت جلد آجائے گی ورنہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک سو بیس سال ضرور لگیں گے اس سے دونوں روایتوں میں تضاد کا شبہ ہوتا ہے۔ جو یہ ہے کہ اگرچہ ایک سو بیس سال کی مدت ہو مگر یہ ایک سو بیس سال نہایت سرعت سے گزر جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک سال ایک مہینہ کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کی برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کی برابر ایک دن ایک لمحہ کی برابر معلوم ہوگا۔ وقت میں شدید برقی کی پیش گوئی مسند احمد کی ایک حدیث مرفوعہ میں صحابہ کرام و ائمہ کرام نے روایت کیا ہے۔

روایات کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت تک کم از کم ایک سو بیس سال ضرور لگیں گے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اثر میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بعد قیامت سے پہلے ایک سو بیس برس تک عرب لوگ شرک و بت پرستی میں جتنا رہیں گے ۹۹۹ اور فتح الہاری میں تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ آفتاب نے مغرب سے طلوع کے بعد لوگ انیا میں ایک سو بیس سال تک رہیں گے پھر قیامت آئے گی۔

ایک اہم سوال کا جواب

مہدویات و مسیحیات کے ضمن میں آپ نے جن جنگوں یا واقعات کا تذکرہ فرمایا، اس میں قدیم ہتھیاروں، قدیم ماحول اور قدیم سیاح جنگ کا تذکرہ ہے۔ یہ یہ ملتی زبان ہے یا حقیقی؟ گنگو استوارے میں کی گئی ہے یہ جدید دنیاویس قدیم کی طرف لوٹ جائے گی۔ کوئی عالمی انٹرنیشنل جنگ اسے واپس صدیاں پیچھے لے جائے گی۔ گریسا ہے تو حضرت مہدی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے دور سے پہلے ایک اور عالمی جنگ کیونکر ہوگی۔ تیسری جنگ عظیم تو انہی کے دور میں ہوئی ہے۔ فرض یہ سوں بہت اہم ہے کہ آیا حضرت مہدی کے دور میں نہایت دوبارہ اپنی قدیم روش پر آج کا یہ تمام سائنسی ایجادات آپ کے ظہور کے وقت موجود ہوں گی؟ چنانچہ اس سلسلے میں فقیر العصر مفتی یوسف صاحب مدظلہ العالی رحمہ اللہ سے ایک اہم سوال اور اس کا جواب نقل کیا جاتا ہے۔

سوال روزنامہ جنگ میں آپ کا مضمون "طاہرات قیامت" پڑھا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ سے حاصل اطمینان بخش طور پر قرآن وحدیث سے جواب دیا کرتے ہیں۔ پھر مومن ہی آپ کی حدیث پر تحقیق یا تصدیق کر سکتے ہیں یہ بات بخیر میں سناتی رہے۔

پورا مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے کفار اور عیسائیوں سے جو معرکے ہوں گے ان میں گھوڑوں، تلواریں، تیرکمان وغیرہ کا استعمال ہوگا۔ نو جیس قدیم زمانہ کی طرح میدان جنگ میں آئے سائے ہو کر لڑیں گی۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدی قسطنطنیہ (Istanbul) سے نو گھڑ سواروں کو دجال کا چٹا معنوم کرنے کے لیے شام بھیجیں گے۔ گویا اس زمانے میں ہوائی جہاز دست یاب نہ ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام دجال کو ایک نیزے سے ہٹاک کر یں گے اور یہ جوج، جوج کی قوم بھی جب فساد برپا کرنے آئے گی تو اس کے پاس تیرکمان ہوں گے؟ یعنی وہ اسٹین گن (Stan gun)، رائفل (Rifle)، اسٹیل (Pistol) اور تباہ خیز بموں (Explosive Bombs) کا زمانہ نہ ہوگا۔ زمین پر انسان کے وجود میں آنے کے بعد سے سائنس برابر ترقی ہی کر رہی ہے اور قیامت کے آنے تک تو اس میں قیامت خیز ترقی ہو چکی ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام، اللہ کے حکم سے چند خاص آدمیوں کے ہمراہ یا جوج، جوج کی قوم سے بچنے کے لیے کوہ طور کے قلعہ میں پناہ گزین ہوں گے یعنی دنیا کے باقی اربوں انسانوں کو جو سب مسلمان ہو چکے ہوں گے یا جوج، جوج کے حم و کرم پر چھوڑ جا دیں گے۔ اتنے انسان تو قلعہ پر ہے اس قلعہ میں بھی نہیں سہا سکتے۔ میں نے کسی کتاب میں یہ دعا پڑھی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو بتائی تھی۔ مجھے یاد نہیں رہی۔ مندرجہ بالا باتوں کی وضاحت کے بعد وہ دعا بھی تحریر فرمادیں تو عنایت ہوگی۔

جواب انسانی تمدن کے محتاجے ملاتے رہتے ہیں۔ آج ذرائع مواصلات (War weapons) اور (Communication system) کی جوترقی

یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے، آج سے ڈیڑھ دو صدی پہلے اگر کوئی شخص اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر "جنون" کا شبہ ہوتا۔ اب خدا ہی بہتر چانتا ہے کہ یہ سائنسی ترقی اسی رفتار سے آگے بڑھتی رہے گی یہ خود کشی کر کے انسان فی تمدن کو پھر تیر و کمان کی طرف لوٹا دے گی؟

خدا ہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے جس کا خطرہ ہر وقت موجود ہے اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ بر اندام ہیں تو ان احادیث طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا تا جن میں حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

فتنہ دجال سے حفاظت کے لیے سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم ہے۔ کم از کم اس کی پہلی اور پچھلی دس آیتیں تو ہر مسلمان کو پڑھتے رہنا چاہیے۔ ایک دُعا حدیث شریف میں یہ تلقین کی گئی ہے "اللّٰهُمَّ بِنِیْ اَعُوْذُبُکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَ اَعُوْذُبُکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَ اَعُوْذُبُکَ مِنْ عَذَابِ الْمَسْبِیْحِ الذَّحَابِ، اللّٰهُمَّ بِنِیْ اَعُوْذُبُکَ مِنْ عَذَابِ الْحَمَامِ، اللّٰهُمَّ بِنِیْ اَعُوْذُبُکَ مِنْ الْحَامِ وَالْمَعْرُومِ" (آپ کے مسائل اور ان کا حل 1/ 269-268)

بعض ہیں قلم حضرات نے حضرت مہدی کے معرکوں کے متعلق واردانِ سامان جنگ کی جدید تعبیرات بھی کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جدید ایجادات کو بھی فتوحات میں شامل فرما دیں گے۔ تاہم یہ شخص اندازے ہی ہیں۔ واللہ اعْلَمُ بہَا ھُوَ تَخَالِیْفُ الْاَلَمِیْنِ اندہ تعالیٰ اس عظیم فتنے اور اس کے ظہور سے پہلے ظاہر ہونے والی دینی فتنوں کے جراثیم سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ ہمیں وہ ہماری آں و رو متعقین کو اس شیطانی فتنے کے خلاف برسرِ بیکار رہائی افواج کے ہر اول دستے میں شامل فرمائے۔ اس خواہش کو ہماری دلی آرزو ہے کہ قیامت میں تہدیل فرمادے تاکہ ہم اس رستے کی مشکلات و ٹوٹی خوشی و مرہونہ و رنجشیں۔ مقرر ہیں سے مرے میں شامل ہو جائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

تیسرا باب

دجالیات

- ☆ دجال کونسا ہے؟
- ☆ دجال کہاں ہے؟
- ☆ دجال سب پر آمدا ہوگا؟
- ☆ دجال کی دعوت، دجالی فتنہ کی نوعیت و حقیقت
- ☆ دجال کے پیروکار، دجالی قوتوں کا تعارف
- ☆ دجال سے بچنے کے لیے روحانی و مادیاتی تدابیر

جھوٹے خدا کی تین نشانیاں

”جب سے اللہ نے ذریت آدم کو پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ و جاس کے فتنے سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین امت (اس لیے) وہ ماحال تمہارے ہی اندر نکلا گا۔ اگر وہ میری موجودگی (زندگی) میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں، اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان پناہ دفاع خود کرے گا۔ اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ و نگہبان ہوگا۔ وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا، ایس وہ دامن میں (سرطاف) فساد پھیلے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا۔ میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کیے دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر یہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا رب ہوں (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں یہی تین چیزیں نظر آجائیں گی جن سے اسے دعویٰ کی تکذیب کی جاسکتی ہے۔ ۱) ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر نہ رہا ہوگا (حالانکہ تم اپنے رب و مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے) تو اس کا نظر تباہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ رب نہیں (۲) اور (۳) دوسری یہ کہ (وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں (۴) تیسری یہ ہے) اس کی انوں آنکھوں نے درمیان ”کافور“ نکلا۔“

دجال کا نام اور اس کا معنی

یہودی اپنے اس نجات دہندہ کا آخری معلوم نام "عیسیٰ بن مریم" یا "عیسیٰ" بتاتے ہیں جو ہماری اسلامی اصطلاح میں "طغوت" اور بتوں کا نام ہے۔ اور اس کا لقب ان کے ہاں مسیحایا مسیحا ہے۔

دجال کا اصل نام معلوم نہیں۔ احادیث میں آیا جو نہیں یہ اپنے لقب سے مشہور ہے۔ ہمارے ہاں اس کا لقب "دجال" مشہور ہے اور یہ لفظ اس کی پہچان اور علامت بن گیا ہے۔

دجال کا مادہ "د ج ل" ہے۔ دجال کا لفظ فعال کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ دجال کا معنی ہے ڈھانپ بیٹا، لپیٹ لیٹا۔ دجال اس لیے کہا گیا کیونکہ اس نے حق کو باطل سے ڈھانپ دیا ہے یا اس سے کہ اس نے اپنے جھوٹ، متع سازئی اور تمسوس کے ذریعے سے اپنے انہر کو لوگوں سے چھپا لیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ وہ اپنی فوجوں سے زمین و آسمان سے کہاں سے کہاں لے لے رہا ہے اس لیے اس بات کی طرف اشارہ قصود سے کہ وہی دجال ہے۔ بہت سے بزرگ فتنہ سالار جو نے فتنوں سے دہائیے سے اپنے سر و سامان ساری ہے۔

ساتھ پیش کرے گا اور اللہ کے بندوں کو شکوک و شبہات میں ڈال دے گا۔

”دجال“ عربی زبان میں جعس، جمع ساز اور فریب کار کو بھی کہتے ہیں۔ ”دجل“ کسی نقلی چیز پر سونے کا پانی چڑھانے کو کہتے ہیں۔ دجال کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جھوٹ اور فریب اس کی شخصیت کا نمایاں ترین وصف ہوگا۔ وہ ظاہر کچھ کرے گا اندر کچھ ہوگا۔ اس کے تمام دعوے، منصوبے، سرگرمیاں اور پروگرام ایک ہی محور کے گرد گردش کریں گے اور وہ ہے دجل و فریب۔ اس کے ہر فعل پر دھوکا دہی اور غلط بیانی کا سایہ ہوگا۔ اس کی کوئی چیز کوئی عمل، کوئی قول، اس شیطانی ہاتھ کے اثر سے خالی نہ ہوگا۔

اس کا ایک معنی ایسی مریہ یا لپ جس کی تہہ جہد پر چھ کر بدنمائی چھپائی جاتی ہے۔ آپ اس تعریف کو سامنے رکھیں اور ان خوشنما الفاظ کو دیکھیں جنہیں مغربی میڈیا (جو اس کی پہلی، لمبی پریس کا غرض سے لے کر اس کے عالمی وقتی اقتدار تک اس کی نمائندگی کا فرض انجام دے گا) نے وضع کر رکھا ہے اور ان کے سہارے اپنی خونخواری، سنگ دلی اور قتل و غارتگری کو چھپا رکھا ہے۔ مثلاً، انسانی حقوق، اشتراکیت، جمہوریت، معاشی خوشحالی، معاشرتی مساوات، فلاح و بہبود کی خاطر خاندانی منصوبہ بندی، فنون لطیفہ، قانون و دستور۔ یہ سب غلط محض نعرے ہیں۔ ان کے پیچھے صرف سراب ہے۔

دجال اکبر کا نام مسیح کیوں رکھا گیا؟ اس کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں مگر سب سے زیادہ واضح قول یہ ہے کہ دجال کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے اس کی ایک آنکھ ورابر نہیں ہے۔ ابن فارس کہتے ہیں مسیح وہ ہے جس کے چہرے کے دو حصوں میں سے ایک حصہ مٹا ہوا ہو، اس میں نہ آنکھ ہو اور نہ ہی ابرو۔ اسی لیے دجال کو مسیح کہا گیا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ”اِنَّ دَجَالَ مَمْسُوْحٍ الْعَيْنِ عَمَّا مَعْرِفَةِ عَمَلِهِ“ ”دجال دجال

مٹی ہو لی آنکھ والا ہے جس پر ایک غلط بھڑا سنا ناخوت (جھلی) ہے۔“

ہمارے ہاں مسیح کا لفظ حضرت مسیحی علیہ السلام کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ اس کی

وجہ اور مسیح صادق اور مسیح کاذب کا فرق ہم مسیحیات کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔

وجال کون ہے؟

(1) وجال کون ہے؟ (2) کہاں ہے؟ (3) کب برآمد ہوگا؟

فتنہ وجال کا آغاز تو یقیناً ہو چکا ہے۔ اس کا سربراہ ایشم ون ہو گا۔ اس کا مدت عروج کون سا ملے گا؟ اور سم اس لمحے سے کتنی دور ہیں یہ ہم جال کے عہد میں ہی جی رہے ہیں؟

یہ وہ تین سو اس ہیں جو ہر اس دہن میں گردش کرتے ہیں جو دنیا کو صرف دنیا تک اور مادیت تک محدود نہیں سمجھتا، آخرت پر یقین اور روحانیت اور مادیت کے درمیان ہونے والی درست تلاش پر نظر رکھتا ہے اور یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ روز قیامت اس سے ضرور اس حوالے سے سوال کیا جائے گا کہ ایمان و مادیت کے اس عظیم معرکے میں اس نے اپنا وزن کس پڑے میں ڈالا تھا اور اس حوالے سے اس کا رویہ اور کردار کیا تھا؟

بندو اس حوالے سے عرصہ دراز تک مطالعہ جستجو اور تحقیقی کاوشوں میں لگا رہا لیکن ایک آجہ مدت ہلکا سا مجسم قسم کا دکھائی دے گا۔ وہ بھی اس مضموع کو بد اور ست نہیں چھیڑے۔ بد قہائی جزائے خیر، ان علمی شخصیات و نامہ اس مضموع پر مست و مستحقین

معلومات سے آگاہ رکھتے اور بروقت نصیحتیں کرتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کے نام بندہ کی کتاب ”عالمی یہودی تنظیمیں“ کے مقدمے میں دیے گئے ہیں اور اس کتاب کے آخر میں ان کی تصنیف کردہ معلوماتی کتابوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ عالم عرب میں سعودی عرب کے ڈاکٹر عبدالرحمن الحوالی اور مصر کے استاد محمد امین جمال الدین نے اس حوالے سے بہت شاندار کام کیا ہے۔ ڈاکٹر الحوالی کی کتابوں کا ترجمہ رضی الدین سید نے اور استاد الامین کی کتابوں کا ترجمہ پروفیسر خورشید عالم قرآن کالج لاہور نے کیا ہے۔ ہمارے بزرگوں میں سے مولانا مناظر احسن ”سید فی“ نے ”دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال“ اور مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ”مصر کہ ایماں و ماریت“ میں دجال کی شخصیت اور فتنے کی نوعیت پر سورۃ کہف کی روشنی میں مفصل اور محققانہ بحث کی ہے جو اُفق دیدہ ہے۔ معاصرین میں رضی الدین سید (ازراہ کرم و یہ تحریر پڑھیں) ڈاکٹر ہاشم نبراس نمبر پریکچواں، 3282293 اور 0300 اور دینی اندین شرقی (کراچی) کے علامہ اسرار عالم (بھارت) نے بہت کچھ لکھا ہے (مؤخر اندک کا کام اگرچہ سب سے واقع اور مفصل ہے لیکن وہ کچھ جگہوں پر راہ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں اور اپنے قلم کو جھکنے اور اپنی فکر کو جمہور کی تاویل و تفسیر، تشریح و توضیح سے انحراف سے بچائیں سکے مثلاً تفسیری ذخیرہ اور فقہ اسلامی پر ان کے غیر مناسب تبصرے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔) مولانا عاصم عمر اور صفحہ مجید نقشبندی نے حضرت مہدی اور فتنہ دجال کی عصری تطبیق میں کافی کاوش کی ہے۔ حارثی میں کامران رمدی کی ”فری میسنری اور دجال“ نامی شاندار کتاب تحقیقات ماہور سے نہپ کر سامنے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی تکفیل قبول فرمائے۔ باعث تعجب یہ ہے کہ اتنی متحدہ کاوشوں کے باوجود اور اتنی متنوع آوازیں سننے کے باوجود عوام و خواص میں اس حوالے سے خاص فکر و توجہ نہیں اور تیاری وہاں سے ہمارے درمیان کھائی نہیں دیتے۔ دراصل جب تک خواص اس

پر بھر پور توجہ نہیں دیں گے، عوام کہاں اس کی زحمت گوارا کریں گے کہ اس عالمگیر فتنے سے آگاہی حاصل کریں اور اس سے حفاظت کے تقاضوں کو سمجھیں؟ زیر نظر تحریر کا مقصد تجسس پھیلانا نہیں، حفاظت ایمان کی دعوت کو آگے بڑھانا اور شیطانی فتنوں سے اپنی، اپنے متعلقین اور اہل اسلام کے تحفظ کی طرف متوجہ کرنا ہے، واللہ ولی التوفیق۔

دجال کون ہے؟ اس حوالے سے مختلف باتیں کی جاتی رہی ہیں۔ بعض تو اتنی معکمہ خیز ہیں کہ بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ ہم ان سے صرفہ نظر کرتے ہوئے یہاں تین مشہور اقوال ذکر کر کے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے چلیں گے۔

دجال کون ہے؟

(1) سامری جادوگر:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کو گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کرنے والا سامری درحقیقت دجال تھا۔ دجال کو عالم اشیاء میں تصرف کا جو بھر پور اختیار دیا گیا ہے اس کے تحت سونے سے بنائے گئے پتھرے کو متحرک، جاندار اور آواز لگانے والا بنادینا کچھ عجیب نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے اتنا زبردست جرم سرزد ہونے کے باوجود اسے جانے دیا اور جو بنی اسرائیل اس کے درغلانے پر شرک میں مبتلا ہوئے تھے، ان کی توبہ یہ طے ہوئی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ آپ نے سامری سے فرمایا ”وإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنَا نَحْمَدُكَ“ ”بے شک تیرے لیے ایک وقت مقرر ہے جس سے تو آگے پیچھے نہ ہو سکے گا۔“ یہ اس لیے کہ سامری کو اگر اس وقت قتل کیا جاتا تو وہ نہ مرنے والا دجال جو مسیح کا ذب ہے، کی موت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر لکھی ہوئی ہے جو مسیح صادق ہیں۔ جب سامری سے کہا گیا ”فادھب، فانك في الحيوة“

اس سورہ لامعس "چلا جا، تیری یہ سہرا ہے کہ زندگی بھر کہے گا مجھے نہ چھوؤ۔" تو دجال اٹھکی پر سامری مجروح حالت میں وہاں سے غائب ہو گیا اور اب کہیں روپوش ہے۔

یہ رائے حال ہی میں دجالیات کے حوالے سے شہرت پانے والے مصنف جناب اسرار عالم کی ہے۔ اس کی تائید میں کوئی قول بندہ کو نہیں ملا اور سامری چادوگر کے بارے میں جو تفصیلات کتب تفسیر و تاریخ میں وارد ہوئی ہیں وہ دجال پر منطبق ہوتی دکھائی نہیں دیتیں۔ مثلاً وہ ایک چشم نہ تھا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کیس قید نہیں کیا تھا جبکہ دجال جیزیوں میں مقید ہے۔ سامری کو تاحیات سزا دی گئی تھی کہ وہ بر آنے والے سے یہ کہتا تھا "مجھے مت چھوؤ۔" دجال اب نہ کہے گا۔ وہ تو سامری دنیا کو اپنے قریب کرنے کی فکر میں ہو گا۔ پھر اگر سامری ہی دجال ہوتا تو حدیث شریف میں کہیں کوئی اشارہ مٹا چاہتے تھا۔ دجال کے متعلق حدیث شریف میں تفصیلی عداوت میں لیکن نہیں یہ ذکر نہیں کہ وہ ہزاروں سال پہلے والا سامری تھا۔

(2) حیرم آبیف:

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ اس سے حیرم آبیف (یا حرا آصف) مراد ہے۔ یہ سیدنا حضرت سیدنا علیہ السلام سے دور میں نیکل سلیمانی کے نو بڑے معماروں (ماسٹر مینسٹر) کا سربراہ (گریڈ ماسٹر) تھا اور جنات سے تعلق رکھتا تھا۔ یہودی مذہبی دستاویز کے مطابق اس کو (معاذ اللہ) فرشتوں نے کائنات کی تعمیر کے جادو کی راز بتا دیے تھے۔ اس سے وہ راز پینے کے لیے اسے قتل کر دیا گیا۔ یہودی بد قسمتی دیکھیے کہ وہ اللہ کے سچے پیغمبر حضرت سیدنا علیہ السلام سے اپنی نسبت کرتے ہیں لیکن ان کی اطاعت نہیں کرتے۔ ان پر جادو کے جھوٹے بتان لگاتے ہیں جب کہ وہ دوسری طرف وہ حیرم آبیف کو دیوتا (الوہی شخصیت) تصور کرتے ہیں۔ اس سے مطابقت اس آبیف میں نہ یہ مذکور ہے: "اور (ہم

نے) جنوں کو اس (سیمان) کا تابع فرمان بنادیا جن میں ہر قسم کے معمار اور غوط خور تھے۔ ان معمار جنوں میں حیرم آبیف بھی تھا۔ نیز آیت قرآنی ”اور ہم نے آرمیا سلیمان کو اور ڈال دیا اس کی کرسی پر ایک جسم“ سے یہی حیرم آبیف مراد ہے جس نے مسخ شدہ یہودی روایات کے مطابق سلیمانی انگوٹھی چرائی تھی اور تخت سلیمانی پر قابض ہو گیا تھا۔ اس اسرائیلی روایت کو ہمارے مفسرین نے نقل کیا ہے اور اس پر سخت تردید کی ہے۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت بیان کرتے ہیں جو اس کثیر رحمہ اللہ کے مطابق یہودی علماء سے لی گئی ہے

”حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ بیت المقدس اس طرح تعمیر کریں کہ لوہے کی کوئی آوار سننے میں نہ آئے۔ انہوں نے بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ تب انہوں نے ایک جن کے بارے میں سنا جس کا نام حرایا آصف تھا۔ وہ اس خلیک سے آگاہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف کو پایا۔ اس نے ہیرے کے ساتھ بتھروں کو کانٹے کا عمل دکھایا۔ اس طریقہ سے شرط پوری ہو گئی۔ چنانچہ ہیکل سلیمانی یا بیت المقدس تعمیر ہو گیا۔ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام غسل کے لیے جا رہے تھے۔ انہوں نے اپنی انگوٹھی آصف کے حوالے کی۔ یہ انگوٹھی بہت مقدس اور سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کی مہر تھی (ایک اور روایت کے مطابق سلیمان علیہ السلام نے یہ انگوٹھی اپنی ایک بیوی کو دی جس سے آصف نے لے لی۔) آصف نے یہ انگوٹھی سمندر میں پھینک دی اور خود سلیمان علیہ السلام کا روپ دھار لیا۔ اپنا چہرہ اور وضع قطع تبدیل کر دی۔ اس طرح آصف نے سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور تخت چھین لیا۔ آصف نے سلیمان علیہ السلام کی ہر چیز پر اختیار حاصل کر لیا سوائے بیویوں کے۔ اب اس نے ایسی بہت سی چیزیں رونا شرواع کر دیں جو اچھی نہیں تھیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک صحابی تھے جس طرح عمر رضی اللہ عنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ ان کو شبہ ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام کے روپ میں آصف ہے۔ چنانچہ انہوں نے آصف کا امتحان لیا۔ ساقی نے آصف سے ایک سوال پوچھا جس کا جواب اس نے تورات کی تعلیمات کے خلاف دیا۔ اب سب لوگوں کو اندازہ ہو گیا کہ یہ شخص سلیمان علیہ السلام پیغمبر نہیں۔ انجام کار حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی سلطنت بھی واپس لے لی اور آصف کو گرفتار کر لیا۔“ (تفسیر ابن کثیر۔ ج 4، ص 400)

یہودی چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سچے پیروکار اور ماننے والے نہیں تھے انہوں نے اس داستان میں کئی توہین آمیز واقعات شامل کر دیے ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”اہل کتاب (یہودیوں) کا ایک گروہ اس بات پر ایمان نہیں رکھتا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اس لیے زیادہ امکان یہی ہے کہ ایسے لوگوں نے یہ داستانیں وضع کر لی ہوں۔“

الغرض حیرم آریف نامی انسانی جن یا جناتی انسان یہودی محرف داستانوں کے مطابق ”کائنات کا گرینڈ آرکیٹیکٹ“ تھا۔ اسے مقدس سیکل کے ٹکس پر لے جایا گیا۔ اس کی ایک آنکھ خراب تھی۔ اس پر مرتے وقت تشدد کیا گیا جس سے اس کا حلیہ بگڑ گیا۔ یہود کے نزدیک ”G“ کا حرفی اشارہ God کی طرف نہیں، یہ The Grand Architect Of The Univers کا مخفف ہے۔

یہود اس کو اپنا دیوتا اور مسیحا خیال کرتے ہیں اور کلوننگ کے ذریعے اس کو دوبارہ زندہ کرنے کی امید پر سائنسی تجربات کیے جا رہے ہیں۔ فری میسن کی تیسری ڈگری کی تقریب (یہ آخری ڈگری ہے جو غیر یہود کو دی جاتی ہے) میں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

”مات نیب سین آماآت، بات“ یہ قدیم مصری زبان ہے۔ اس کا معنی ہے

”عظیم ہے فری مسٹری کا مستند ماسٹر، عظیم ہے فری مسٹری کا جذبہ۔“ اس میں ”سینٹر ماسٹر“ سے یہی نیم انسان نیم جن قسم کا بد عقیدہ و بد عمل شخص مراد ہے۔ یہودی چونکہ اس مردہ کو زندہ کر کے اٹھانے کی فکر میں ہیں لہذا وہ ماسٹر مین بنانے کی تقریب کو Raise ”اٹھانے“ کی تقریب کہتے ہیں، بنانے کی تقریب نہیں کہتے۔ یہود کو اپنے ماسٹر اور کائنات کے گرینڈ آرکیٹیکٹ کی نقش کو جینٹل سائنس میں مہارت کے ذریعے اٹھانے کی امید ہے۔

یہ رائے یہودی مخصوص مذہبی روایات کے مطابق تو درست ہو سکتی ہے مگر فی الحقیقت کسی طرح صحیح نہیں۔ اس لیے کہ حدیث شریف کے مطابق دجال مردہ نہیں، زندہ ہے۔ اس کی نقش کسی سائنسی عمل سے زندہ نہیں ہوگی، البتہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا، اس کے جتنا قسم کے زندہ وجود کو دنیا میں فساد پھیلانے کے لیے رہائی مل جائے گی۔ کسی منظر، محدث، مؤرخ یا محقق نے سچ تک یہ بات نہیں کہی کہ دجال بیکل سلیمانی کے معماروں میں شامل تھا پھر اسے مردیا گیا اور پھر اسے یہودی زندہ کریں گے۔ جہاں تک بات یہودی مذہبی داستانوں کی ہے تو ان کا کہنا ہی کیا؟ یہودی براہوی کا سبب یہی گھڑن تو قصے کہانیاں ہی تو ہیں۔

دجال کا شخصی خاکہ

(3) امریکا:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ امریکا دجال ہے۔ کیونکہ دجال ہی ایک آنکھ ہوگی اور امریکا کی بھی ایک آنکھ ہے۔ اس کی مادیت کی آنکھ کھلی جبکہ روحانیت کی آنکھ چھپا ہے۔ وہ مسلمانوں کو ایک آنکھ سے اور غیر مسلموں کو دوسری سے دیکھتا ہے۔ اس کو اپنے فائدے کی چیز نظر آتی ہے، دوسرے کے نقصان سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ اس کی کرنسی پر ایک آنکھ بنی ہوئی ہے۔ دجالی آنکھ جو شیطانی ٹکنوں کے اوپر پر اسرار علامات کے بیچ میں ہے۔ اس کی سرزمین پر دجالی تہذیب جنم لے چکی ہے۔ پروان چڑھ رہی ہے اور مادی طاقتوں پر غیر معمولی اقتدار کی دولت وہ "نیو ورلڈ آرڈر" کے ذریعے دنیا میں دجالی نظام برپا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے ایک صدر (جو جو تاحا کرخصت ہوا) کا بیان ریکارڈ پر ہے "مجھے خدا کی طرف سے براہ راست ہدایات ملتی ہیں۔" یہ تو دعوائے نبوت کے مترادف ہے اور دجال پہلے ایسا ہی دعویٰ کرے گا۔ صدر صاحب موصوف یہ بھی فرما چکے ہیں "ہم تمہیں پتھروں کے اور میں بھیج دیں گے۔" یہ دعویٰ عیسیٰ علیہ السلام کے خدائی کے ہم معنی ہے اور جاسوس خرمیں

خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دجائیت دراصل جھوٹی خدائی کا دوسرا نام ہے وغیرہ وغیرہ۔

جو حضرات اس رائے کو اہمیت دیتے ہیں وہ دو طرح کے ہیں (1) کچھ تو احادیث

کا علم نہ ہونے اور غلط فہمی کی بنا پر ایسا سمجھتے ہیں۔ ان کے پیش نظر کوئی غلط مقصد نہیں۔ یہ لوگ

معذور ہیں۔ (2) کچھ جان بوجھ کر کسی خاص مقصد (مثلاً یہودیت کی خدمت اور مسلمانوں

کو دجال فتنے سے بے خبر رکھ کر دجال کی راہ ہموار کرنے) کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ یہ خود

دجال ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ لدجال ادا کبر سے پہلے میں چھوٹے دجال

لکھیں گے۔ ایک حدیث میں تو ستر سے کچھ اوپر دجالوں کا ذکر ہے۔ دونوں باتیں اور دونوں

اعداد پٹی جگہ درست ہیں۔ کچھ دجال بی کنٹگری کے ہوں گے کچھ سی کنٹگری کے۔ پہلے میں

ہوں گے۔ دوسری قسم ستر سے کچھ اوپر ہوگی۔ احادیث کو جس نے سرسری نظر سے بھی دیکھا

ہے اسے یقین ہے کہ دجال کوئی ملک نہیں، ایک متعین شخص ہے جس کو انسانوں کی آزمائش

کے لیے غیر معمولی صلاحیت اور طاقتیں دی گئی ہیں لیکن وہ ان کو ہمیشہ غلط مقصد کے لیے

استعمال کرے گا۔ حضرت سوارنا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ دجال اور دجالیات پر اپنی مشہور

کتاب ”معرکہ ایمان و مادیت“ کے صفحہ 139 پر فرماتے ہیں

”جن احادیث میں دجال کا ذکر آیا ہے اور اس کے اوصاف و علامات بیان کیے

گئے ہیں، وہ تو اتر معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں، ان میں اس بات کی صاف وضاحت ہے

کہ وہ ایک معین شخص ہوگا جس کے کچھ معین صفات ہوں گے۔ وہ ایک خاص اور معین زمانہ

میں ظہور ہوگا (جس کی صحیح تاریخ اور وقت سے ہم کو کچھ نہیں کیا گیا ہے) نیز ایک معین قوم

میں ظہور ہوگا جو یہودی ہیں۔ اس لیے ان تمام وضاحتوں کی موجودگی میں نہ اس کے نکار کی

منجوشی سے نہ ضرورت۔ احادیث میں اس کا بھی تعین کر دیا گیا ہے کہ وہ فلسطین میں ظہور

ہوگا اور وہاں اس کو عروج و غلبہ حاصل ہوگا۔ درحقیقت فلسطین وہ آخری ایشیہ ہے جہاں

ایمان و مادیت اور حق و باطل کی یہ کشمکش جاری ہے اور منظر عام پر آنے والی ہے۔ ایک طرف اخلاقی اور قانونی حقوق رکھنے والی قوم ہے جن کا سب سے بڑا اٹھیار اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ دین اور دعوت الہی اللہ کے حامل ہیں اور انسانیت کی فلاح اور مساوات کے داعی ہیں۔ دوسری طرف وہ قوم ہے جو ایک خاص نسل اور خون کے تقدس و برتری کی قائل ہے اور پورے عالم اور انسانیت کے سارے وسائل کو اس نسل اور عنصر کے اقتدار و سیادت کے اندر لے آتا چاہتی ہے اور فنی ملاصحتوں اور علوم طہیہ کے وسائل و ذرائع کا بہت بڑا ذخیرہ اس کو حاصل ہے۔ انسانیت کے اس حقیقی اور فیصلہ کن معرکے کے آثار مشرق عربی اور مشرق اسلامی کے افق پر اب ظاہر ہو چکے ہیں اور حالات و واقعات وہ مناسب فضا اور ماحول تیار کر رہے ہیں جس میں یہ کہانی اپنے بچے کرداروں کے ساتھ دہرائی جائے گی۔“

اس عبارت کو غور سے پڑھا جائے تو مضمون کے شروع میں دیے گئے تینوں سوالات کے جوابات آجاتے ہیں (دجال کون ہے؟ کہاں ہے؟ کب برآمد ہوگا؟) لیکن ہم ان تینوں کی تشریح نہیں کرتے۔ فی الحال ہم پہلے سوال پر چل رہے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اگرچہ امریکا کی دجالی خصوصیات میں شک نہیں لیکن وہ دجال نہیں، البتہ امریکا کی تہذیب جو سراسر مادیت پرستی پر قائم ہے، دجالی تہذیب ضرور ہے۔ بلکہ دجال اسے ظہور کے بعد جو کام دیا میں کرے گا، امریکی استعمار یوں کے درخدا نے سے (اجاں کو سچ نجات دہندہ سمجھ کر) اس کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ اجاں کو توحیقی سہانی خدائی کے مقابلے میں فرضی زمینی خدائی کے لیے جو وسائل درکار ہیں، امریکا بد پورا مغرب انہیں مہیا کرنے کے لیے دن رات سائنسی تحقیقات میں لگا ہوا ہے اور یہودی سائنس دانوں کے ساتھ مل کر منت فی لمحہ انتہائی چیزیں ایجاد کرنے کی مادی خدمت کی بنیادیں مضبوط

کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر رہا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود اس کا دجال نہیں۔ کیونکہ دجال کسی ملک یا حکومت کا نام نہیں، ایک متعین شخص کا نام ہے۔

آئیے اذرا ایک نظر ان احادیث پر جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الدجال الاکبر (مسح کاذب) ایک مخصوص حیدر کھنے والا انسان ہوگا

☆ ”وہ (الدجال، مسح کاذب) ایک نوجوان مرد ہوگا۔ اس کے ہال چھونے

اور ہتھکڑیا لے ہوں گے اور وہ ایک آنکھ سے نابینا (کاتا) ہوگا۔“ (صحیح مسلم، 7015)

☆ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ کعبے کا

طواف کر رہے ہیں کہ اس دوران انہیں دجال دکھایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”وہ بھاری بھر کم جسم، سرخ رنگت، ہتھکڑیا لے بال اور ایک آنکھ سے نابینا ہے۔ اس کی آنکھ

لٹکے ہوئے انگور کے دانے جیسی ہے۔“ (صحیح بخاری، 9.242)

☆ ”اس کی پیشانی پر غلط کافر لکھا ہوگا اور ہر اہل یمیں چاہے خواندہ ہوگا یا

ناخواندہ وہ اس غلط کو پڑھ سکے گا۔“ (مسند احمد، 3/368)

مذکورہ بالا احادیث صراحت کے ساتھ اس مسح الدجال کے خدو خاں اور شخصیت پیش

کرتی ہیں، ان کے مطابق الدجال ایک نوجوان ہوگا۔ دو تومند اور بھاری بھر کم ہوگا۔ اس

کا رنگ سرخ ہوگا۔ اس کے ہاں ہتھکڑیا لے اور بہت چھوٹے (کٹے ہوئے) ہوں گے۔

اس کی دونوں آنکھوں میں عیب ہوگا۔ وہ ایک آنکھ سے اندھا ہوگا۔ اس کی دوسری آنکھ اس

طرح ہوگی جیسے غور کا ٹٹا ہوا دانہ۔ اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ”کافر“

لکھا ہوگا (خیٹو کے جو ٹینک خفیج کی جنگ اور کوسو کی جنگ میں استعمال ہوئے ان پر لفظ

Kali لکھا ہوا تھا)۔ ایمان والے چاہے پڑھا لکھا ہو یا نہ پڑھے لیکن وہ ”کافر“ کا لفظ

اس کی پیشانی پر لکھا پڑھے۔ جسے جہد کافر“ سمجھو گا۔ کافر جو کتبہ یہودیہ پر دروڑ کا مسٹر وہ یہ لفظ

وہ میری موجودگی (زندگی) میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں، اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا۔ اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ و نگہبان ہوگا۔ وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا، پس وہ دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو اتم اس وقت ثابت قدم رہنا۔ میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کیے دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر یہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں ایسی تین چیزیں نظر آجائیں گی جن سے اس کے دعوے کی تکذیب کی جاسکتی ہے۔ (1) ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر آ رہا ہوگا) حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے (تو اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ رب نہیں) اور (2) دوسری یہ کہ وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں، (3) تیسری یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا جو ہر مومن پڑھ لے گا، خواہ وہ لکھنا چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو۔"

یہ تو سیدھی سادی بات ہوئی کہ دجال جناتی قوتوں کا حامل ایک نیم، انسانی نیم جناتی قسم کی آزمائشی مخلوق ہے۔

"پس مسلمان شام کے "جبل دخان" کی طرف بھاگ جائیں گے۔ اور دجال وہاں آکر ان کا محاصرہ کر لے گا۔ یہ محاصرہ بہت سخت ہوگا ورنہ کوخت مشقت میں ڈالے گا۔ پھر فجر کے وقت جیسی ابن مریم نازل ہوں گے۔ وہ مسلمانوں سے کہیں گے "اس شخصیت مذاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لیے کیا چیز نکلے گی؟ مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن سے بعد اس کا مقابلہ مشکل ہے۔"

چار تین حدیث کافراں نے کہیں، چار تین شہید ہارنی اور مسمرینہ وغیرہ کو، یوں کہ

شاید بعض مسلمانوں کو اس کے جن ہونے کا گمان ہو یا ممکن ہے مسلمان یہ بات بطور تشبیہ کے کہیں کہ اس کی حرکتیں اور ایذا رسانیاں جنات کی طرح ہیں۔

اگر بالفرض دورِ حاضر میں یہودی سائنس دانوں کی ہوشربا ایجادات اور محیر العقول تجربوں کے تناظر میں دجالی شخصیت کو دیکھنا چاہیں تو دجال کی تصویر کچھ یوں بنتی دکھائی دیتی ہے۔ ایک ایسا آدمی جو مختلف شعبوں میں محیر العقول مہارت کا حامل ہو۔ جو سپر مین قسم کا آدمی ہے۔ جو بیک وقت انجینئر، ڈاکٹر، سائنس دان، سیاست دان، شاعر، مقرر سب کچھ ہے۔ جس کے لیے ناممکن کوئی چیز نہیں۔ ہر چیز کو وہ اپنی دسترس میں لے سکتا ہے۔ اگر جدیدیت سے متاثر کوئی شخص پوچھے آخر یہ کیسے ممکن ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آج کل یہ پوری طرح ممکن ہو چکا ہے کہ ایک انسانی دماغ کی پوری میموری، کمپیوٹر میں فیڈ کر دی جائے۔ آکسفورڈ کی پروفیسر گرین فیلڈ نے آج سے دس سال پہلے سائنس دانوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا ”اب ہم اس قابل ہیں کہ ایک انسان کی پوری یادداشت (میموری) کو کمپیوٹر پر ڈاؤن لوڈ کر لیں جو تقریباً 100 ٹریلین خلیوں (Cells) پر مشتمل ہوتی ہے اور جن میں 100 ٹریلین خلیے منتقلو کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔“ (وی رچرڈ ڈبلیو، ہیکر بی بی سی، 1، ٹیم دسمبر 1999ء) ذرا سوچئے! آج دس سال بعد وہ اس منصوبے میں کہاں تک پہنچ گئے ہوں گے؟

ایک طاقتور ممکنہ حقیقت جس کا انکشاف ڈاکٹر سون نے نہیں کیا، یہ ہے کہ عمل معکوس (Reverse Action) زیادہ آسان ہے۔ عمل معکوس یہ ہے کہ میموری کسی کمپیوٹر سے انسانی دماغ کو اپ لوڈ کی جائے۔ اس صداقت کے ساتھ کائنات چھانٹ، حذف کرنے اور مہارتوں کو نمایاں کرنے کی قوت بھی آتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک پی سی جی ایم ای انجینئرنگ ریسرچر والے آدمی یا کسی ممتاز انجینئرنگ یا دہشت (میموری) کے ساتھ ایک

بہترین سرجن اور سائنس دان کی یادداشت بھی آپ لوڈ کر دی جائے تو ایک سپر مین کی تخلیق کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔ ایک ایسی آدمی جو سب شعبوں میں مہارت رکھتا ہوگا۔ بہترین انجینئر، سائنس دان، سرجن، سیاست دان، عالم، مقرر، شاعر، منصوبہ ساز، مینجمنٹ کا ماہر، نیوٹرل آرڈر کا مثالی آدمی۔ بنی دلا دکا عالمی بادشاہ، الدجال، الکبر، السلعون العظم۔

مغرب کی تجربہ گاہوں میں اس پردن رات کام جاری ہے۔ آپ ذرا تصور کریں انسان کی شخصیت اس کی یادداشت ہی تو ہوتی ہے۔ اگر یہ یادداشت کسی سے چرائی جائے تو وہ نہیں رہے گا جو وہ تھا۔ اسی طرح اگر ایک فرد کی یادداشت دوسرے فرد کو منتقل کر دی جائے تو وہ وہ شخص بن جائے گا جس کی یادداشت چرائی گئی تھی۔ اس طریقے سے مہموری کو زندہ رکھ کر انسان کو جامع مانع اور دائمی بنایا جاسکتا ہے۔ وہاں وقتی طور پر غیر فانی نکلے گا۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اتنا حقیر، پست اور ذلیل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو اور اس زمانے کے اہل ایمان مقررین کو اس کی کچھ پروا نہ ہوگی۔ جیسا کہ یہودی سائنس دانوں کو فرضی سپر مین بنانے کے وسائل مہیا ہونے کی اللہ رب العالمین کو کوئی پروا نہیں۔ سائنس کے میدان میں ان کی ساری ترست پھرت کے باوجود ان پر ذلت و خواری کی مہر ان کو راستہ نہیں دے رہی ہے۔

تین ضمنی سوالات

دجال کون ہے؟ کے ضمن میں چند ذیلی سوالات جنم لیتے ہیں۔ ان کو حل کیے بغیر دوسرے سوال کی طرف جانا قبل از وقت ہوگا۔ وہ ذیلی سوالات کچھ یوں ہو سکتے ہیں

(1) دجال کس چیز کی دعوت دے گا یا دوسرے لفظوں میں اس کے فتنے کی نوعیت کیا ہوگی؟

(2) اجاس کے پیروکار کون ہو گئے؟

(3) اس کو کون کون سی غیر معمولی قوتیں حاصل ہوں گی؟ اور کس بل بوتے پر حاصل ہوں گی؟

دیل میں ہم ان تین عنوانات سے متعلق، حضراتیہ کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کریں گے

(1) دجال مذہب

اجاس ایک نئے مذہب کی دعوت دے گا۔ ایک ایسے نئے اور جمعہ نئے مذہب کی جس میں پہلے وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدائی کا۔ اس بد بخت کا سب سے بڑا لکڑھکی

ہوگا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے جتنا کچھ نوازا اس سے خیر کا کام لینے کے بجائے شر کا وہ عظیم طوفان برپا کرے گا کہ حدیث شریف میں آتا ہے "حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت قائم ہونے تک دجال کے نفعی سے بڑھ کر کوئی قدر نہیں۔"

یہ مذہب فری میسنری کا خفیہ مذہب ہوگا۔ یہ ان نظریات پر مشتمل ہوگا جسے دجال کی چٹکی تنظیم فری میسن نے ایجاد کیا اور اسے پھر آہستہ آہستہ دنیا نے قبول کر لیا۔ مثلاً مغربی جمہوریت جو فری میسنری کے "برادرز اور ماسنز" کو برسرِ اقتدار لانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جدید نظام تعلیم جو انسانیت کی خدمت کے بجائے شکم پرستی اور نفس پروری سکھاتا ہے۔ مغربی نظام معیشت جو سود، جوئے، غرور و ضرر اور بے حساب منافع خوری پر مشتمل ہے۔ ٹیکس کے نظام کا کلی رواج اور زکوٰۃ و صدقات کے نظام کا انہدام، یعنی وہ نظام جس میں حکومتیں دینے کے بجائے لینے کا حراج بناتی اور اپنے ہی عوام کو دہتی ہوتی ہیں۔ مغربی تہذیب جو ابا حیات اور عقلیت پرستی پر مشتمل ہے یعنی وحی کی رہنمائی میں جائز و ناجائز کی تعیین کے بجائے عقل اور شہوت کی بنیاد پر درست و نادرست کی تعیین وغیرہ وغیرہ۔

فری میسنری پر کام کرنے والے تقریباً تمام ہی محققین (شہسوار جیسائی و لاندہب صحافیوں کے) اس بات پر متفق ہیں کہ یہ وہ اکلوتی خفیہ تنظیم ہے جو مذہب کا نام لیے بغیر اپنے نظریات، رسومات اور اصطلاحات میں ایک مکمل مذہب کی شکل رکھتی ہے۔ فری میسنری جس نے مالی بھم کی نقیب ہے وہ درحقیقت ایک "مالی مذہب" ہے اور افسوس ہے کہ وہ روحانی نہیں شیطانی مذہب ہے۔ جو تحریف شدہ یہودیت اور نفس و شیطان پرستی کا مفلوج ہے۔ ایک نظر ذیل کے اقتباس پر ڈالئے جو فری میسنری کے اصلی ہدف "مالی حکومت" کے قیوم کے خاکے سے لیا گیا ہے

"صرف ایک مذہب کی اجازت دی جا۔ گی اور وہ ایک مادی سرکاری ٹھکانہ

شکل میں ہوگا جو 1920ء سے وجود میں آچکا ہے۔ شیطیت، ابلیسیت اور جادوگری کو ایک عالمی حکومت کا نصاب سمجھا جائے گا۔ [بتائیے! یہ کسی آسمانی مذہب کے پیروکاروں کی تعلیمات ہو سکتی ہیں] کوئی نئی یا چرچ اسکول نہیں ہوگا۔ تمام مسیحی گرجے پہلے ہی سے زیرِ زبر کیے جا چکے ہیں۔ چنانچہ مسیحیت ایک عالمی حکومت میں قصہ پارینہ ہوگی۔ ایک ایسی صورت حال تشکیل دینے کے لیے جن میں فرد کی آزادی کا کوئی تصور نہ ہو، کسی قسم کی جمہوریت، اقتدار اعلیٰ اور انسانی حقوق کی اجازت نہیں ہوگی۔ قومی تفاخر اور نسل شناسیت ختم کر دی جائیں گی اور عبوری دور میں ان کا ذکر بھی قابلِ تعزیر ہوگا۔

ہر شخص کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ کر دیا جائے گا کہ وہ (مرد یا عورت) ایک عالمی حکومت کی مخلوق ہے اور اس کے اوپر ایک شناختی نمبر لگا دیا جائے گا۔ یہ شناختی نمبر برسرِ سبز، بلجیم کے نیو کمپوٹر میں محفوظ ہوگا اور عالمی حکومت کی کسی بھی ایجنسی کی فوری دسترس میں ہوگا۔ سی آئی اے، ایف بی آئی، ریاستی اور مقامی پولیس ایجنسیوں، آئی آر ایس، فیڈ، سوشل سیکورٹی وغیرہ کی ماسٹر فائلیں وسیع کر کے ان میں لوگوں کے کوائف کا اندراج امریکا میں تمام شہریوں کے ذاتی ریکارڈ کے انداز میں کیا جائے گا۔“

فری میسنری اپنی خفیہ تقریبات میں (جن کا کچھ ذکر ”عالمی یہودی تنظیمیں“ میں آچکا ہے) جو اصطلاحات استعمال کرتی ہے، مثلاً مقدس دستور (تورات یا تالمود)، مقدس شاہی محراب، مقدس درخت (اکیشا)، مقدس قربانی، مقدس علم (جیومیٹری)، بیکل سلیمنی کے نو معمار (ماسٹر میسنرز)، ذوی وقار معمار اعلیٰ (گریڈ ماسٹر) بارہ سردار، ستر دانہ بزرگ، داؤد کی نسل سے غریب آنے والا عالمی بادشاہ (دجال اکبر) وغیرہ۔ یہ سب اصطلاحات اور ان کے علاوہ نامانوس الفاظ مثلاً میکینی، جاہل آن، جہیلون وغیرہ یہ سب اس امر کی واضح علامت ہیں کہ جو تنظیم یہ تقریبات منعقد کرتے وقت جس چیز کو خفیہ راز بنا چاہتی ہے وہ شیطانی مذہب کی

علمبردار ہے۔ وہ اپنے آپ کو ظاہر تو فلاہی و سماجی تنظیم کی حیثیت سے کرتی ہے لیکن درحقیقت وہ ایک مستقل خفیہ مذہب رکھتی ہے اور یہ تو ہر ایک سمجھتا ہے کہ رحمانی چیزیں خفیہ رکھنے کے لیے نہیں ہوتیں، چھپا چھپ کر تو شیطان کام کیے جاتے ہیں۔

درج ذیل طور میں کچھ سوا ل ہیں جو فری میسن کارکن بننے والے ایک امیدوار سے کیے گئے اور ساتھ ہی اس کے جوابات ہیں۔ یہ کام فری میسن کی ابتدا میں ۱۷۳۰ء میں منعقد ہونے والی ماسٹر میسن کی حلف برداری کی ایک تقریب سے تعلق رکھتا ہے

سوال جب تم عمارت کے وسط میں پہنچے تو تم نے کیا دیکھا؟

جواب: حرف G کی مش بہت۔

سوال G کا حرف س بات کی نشاندہی کرتا ہے؟

جواب اس ہستی کا جو تم سے بڑی ہے۔

سوال مجھ سے بڑا کون ہے؟ میں ایک آزاد اور مستند میسن ہوں۔ ماسٹر آف ان

ہوں۔

جواب کائنات کا موجد اور سب سے بڑا معبود یا "وڈ" جو مقدس معبود بیکل سیمانی اسکے کلس کی چوٹی پر بے جایا کیا۔

یہاں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فری میسن کی اصطلاح میں حرف G خصل خدا کے لیے نہیں بلکہ "اس" کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو مقدس معبود یا بیکل کے کلس کی چوٹی پر پہنچا گیا۔ اور یہی وہ نام نہاد دیوتا اور لوہی شخصیت ہے جس کی بد مذہب یہود عبادت کرتے ہیں۔ فری میسنری برادری کے ریکارڈ پر نظر ڈالی جائے تو یہ شخص یا جن "حیرم آبیف" ہے جو بیکل سیمانی کے نو بڑے "مہاروں" (ماسٹر میسر) کا سربراہ (ٹریڈ ماسٹر) تھا۔ "عالمی یہودی تنظیمیں" میں اس کا تفصیلی تذکرہ آچتا ہے۔

دجال ظاہر ہوگا تب بھی اس کو عام لوگ نہیں پہچان پائیں گے جس طرح کے یہودیوں کے فریب کا شکار ہوگئے ان کے ایجنٹ بن کر بھی ان کے شیطانی مذہب کو سمجھ نہیں پاتے۔ دجال جب ظاہر ہوگا تو وہ دجال ہونے کا دعویٰ نہیں کرے گا اور نہ ہی نئے مذہب کا داعی ہوگا۔ وہ جدیدیت کا مظہر دار اور انسانیت کا دغا دہار بن کر نمودار ہوگا اور یہود اپنے اس جھوٹے مسیح کو بہت بڑا اور مند اور انسانیت کے خیر خواہ کہہ روپ میں پیش کریں گے۔ تبھی تو لوگ اس پر اعتماد کریں گے کیونکہ ان کو جالی مذہب کی اصطلاحات پر اعتماد کرنا سکھایا گیا ہوگا۔ وہ مجبور ہو کر نہیں، متاثر ہو کر اس کی طرف بڑھیں گے۔ فری میسنری کے پیٹ فارم سے ٹھیک یہی کچھ ہورہا ہے۔ لوگ اس تنظیم کو اور اس کے ذیلی اداروں (روٹری کلب، لائسنز کلب، ٹرانس، مغربی این جی اور) میں ”مذہب سے بالاتر“ ہونے کی انسانیت کی خدمت کے لیے شامل ہوتے ہیں۔ اور پھر انہیں وہ ”روحانی اطمینان“ ملے یا نہ ملے جس کا انہیں جہاننا دیا گیا تھا، ایک نئے شیطانی مذہب کی آغوش ضرور مل جاتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو دجال کی خبر سن لے وہ اس سے دور رہے۔ اللہ کی قسم! وہی اپنے آپ کو مؤمن سمجھ کر! یہ لفظ انتہائی قابل غور ہے راقم! اس کے پاس آئے گا اور پھر اس کے پیدا کردہ شبہات میں اس کی ہر وی لرے گا۔“ (سنن ابی داؤد)

روایت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ

(2) دو جال کے ساتھ:

”دجال کے پیروکاروں کی اکثریت یہودی اور عورتیں ہوں گی۔“ (مسند احمد)

اب یہاں اشکال ہو سکتا ہے کہ یہودیوں کی تعداد تو بہت کم ہے۔ ان کے بل بوتے پر وہ عالمی نظام، ملی حکومت اور عالمی مذہب کے قیام میں شش سینے مرے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہودی اتحاد کا رچنے سے تھوڑے صریح یوں وہاں میں ہے۔ یہودیوں میں شخصیت ہوتے

ہیں جو یہودی ہو یا نہ، لیکن یہودی مقاصد (مثلاً، عالمی، جہانی ریاست کے قیام) کی تکمیل میں یہود کا آئے کار بن جائے۔ یہودیوں کے فریب کا شکار وہ عیسائی، ہندو اور مسلمان ہوں گے جو دجال کے فتنے سے خواہ مخواہ نہیں رکھ سکیں گے اور اس کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ امریکا اور یورپی ممالک یہود کے شکنجے میں کسے ہوئے ہیں۔ وہ یہودیوں سے زیادہ اسرائیل کے حامی ہیں اور اس کی حمایت کو اپنے لیے باعث برکت سمجھتے ہیں۔ یہود کے دھوکہ و فریب اور مکر و دجل کا کمال دیکھیے کہ عیسائی مذہب میں جو پیش گوئیاں جناب مسیح صادق حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے حوالے سے وارد ہوئی ہیں، یہودی ان کو دجال پر منطبق کرتے ہیں اور پھر عیسائیوں کو دھوکا یہ دیتے ہیں کہ ہم مسیح موعود کا انتظار کر رہے ہیں اور مسلمان مسیح مخالف (Anti christ) ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اور عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کا اور یہود دجال اکبر کے فتنے ہیں جس کو حضرت مسیح علیہ السلام مسلمان مجاہدین اور خوش نصیب نو مسلم عیسائیوں کی مدد سے قتل کریں گے۔ یہود تو عیسائیوں کے اور ان کے مقدس پیغمبر کے دشمن ہیں۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ستایا، تنگ کیا اور بالآخر ان کے قتل کا منصوبہ بنایا جبکہ مسلمان آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتہائی احترام کرتے ہیں اور اس سے پہلے بھی کرتے تھے اور آئندہ بھی ان کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں سے جہاد عظیم کریں گے۔ کیا دنیا میں عیسائیوں جیسی سادہ قوم بھی ہوگی جو اپنے پیغمبر کے قاتلوں سے دوستی اور تعلق رکھے اور جوان کے (اور اپنے، مشترکہ) پیغمبر سے بے پایاں محبت رکھتی ہوگی، اس سے نفرت اور دشمنی رکھے؟

بھارت کی اسرائیل سے دوستی کسی سے مخفی نہیں۔ کچھ عرصہ قبل جب امریکی خلائی مشن "کولمبیا" زمین کے مدار میں داخل ہوتے ہی برہان ہوئی تو راز کھلا کہ اس میں چار امریکی، تین اسرائیلی جہاد ایک بھارتی خاتون شامل تھے۔ ایسی مشن پہلی یہ "مشن"

فضا کی تسخیر کے بعد خلائی تسخیر کا ارادہ رکھتی تھی۔ پاکستان کے ایٹمی بم ایجاد کر لینے کے بعد اسے زبردست مانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اب خلائی جنگ میں بھارت کو اتنی برتری ملانی جائے کہ پاکستان خدا نخواستہ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دے۔ وہ تو خدا کا کرنا کہ بھارت کی مکھی یہود کے گدگی کے ڈھیر پر نہ بیٹھ سکی۔ ڈھیر ہی دھک سے اڑ گیا۔

وہ گئے دہلی مسلمان، تو یہ وہ بد نصیب ہوں گے جو ”فکری ارتداد“ کا شکار ہوں گے۔ (اس گروہ کے سرخیل وہ تمام ا۔ کالرر، ڈاکٹرز، پروفیسرز اور نام نہاد دانش ور ہوں گے جو دین کا حلیہ بگاڑنے میں پیش پیش رہے۔) جو مال و اولاد کے فتنے میں پھنس چکے ہوں گے۔ جو حرام خوری و حرام کاری سے توبہ نہیں کریں گے۔ جنہیں عیش پرستی اور لذت کوٹی راہ خدا میں اٹھنے سے روک لےئی اور جو جہاں کی شعبہ بازیوں سے بچانے والے اہل حق کی پکار کو ”پسماندہ ملائیت“ کہہ کر ٹھکرا دیں گے اور پھر وہاں کے ساتھ دنیا و آخرت کی رسوائی ہمیشہ ہے۔

دجال اکبر کے ظہور سے قبل فریب کی دو ممکنہ صورتیں

اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ لوگ عقل و فہم اور دین و ایمان رکھتے ہوئے کیونکر دجال کی ہیر و کاری پر راضی ہو جائیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا کو اس نظر سے دیکھ رہے ہوں گے جس نظر سے مغربی میڈیا ان کو دکھاتا ہے۔ مغربی میڈیا دجال کوں کا سب سے بڑا خیر خواہ ثابت کرے گا۔ بدامنیوں کی غصت کے باعث مسلمانوں کی ایمانی بصیرت ختم ہو چکی ہوگی۔ یہ عصر حاضر کو ان حدیث کی روشنی میں نہیں جانچ پا رہے ہوں گے جن میں اجال، دجالیت اور فتنہ دجال (مال و دولت، حسن، طاقت، ٹیکنالوجی) کی حقیقت سے مسلمانوں کو وضاحت سے ساتھ ساتھ تائید سے ساتھ اور ایمان کے ساتھ آگاہ کیا گیا ہے۔ پھر حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض لوگ نہیں سمجھتے ہیں یہ دجال ہی

ہے مگر ہم اس کے پاس موجود سکولیات سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ہم اس کے مذہب پر نہیں۔ حدیث میں ہے کہ ان کا حشر بھی دجالیوں کے ساتھ ہوگا۔ فتنہ دجال اکبر اور ظہور دجال اکبر روئے ارض پر برپا ہونے والے اس سب سے بڑے معرکے کے نام ہیں جہاں فریب ہی فریب اور دھوکا ہی دھوکا ہے۔ فتنہ دجال اکبر درحقیقت فریب کا فتنہ ہوگا۔ یہ فریب دراصل فریب نظر ہوگا۔ مثلاً مستقبل میں غلو، شیخ کا پرنڈینٹ، دجال اکبر سراپا فتنہ ہوگا لیکن ماسوگوں کو نجات دہندہ نظر آئے گا۔ یہ بات درست نہیں کہ جب دجال اکبر ظاہر ہوگا تو مسلمان اسے دیکھتے ہی پچپن میں گئے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو یہودی، نصاریٰ اور کفار کی اربوں کی تعداد اس کی گردید و سوار اس کے پیچھے پیچھے چلنے اور اس کی ایک آواز پر جان دینے کو تیار رہے گی۔ ان حالات میں مسلمانوں کی بھی کثیر آبادی جو براہ راست نام مسلمان ہوئی اور دراصل وہ اس لوگوں پر مشتمل ہوگی جو اس کے ظہور سے قبل ہی ”قسطاط لفاق“ (حاق کے خیمے) میں داخل ہو چکی ہوگی، اس کے پیچھے ایک بہ کر چل پڑے گی بلکہ اس کے جھنڈے تلے لڑے اور جان دینے کو آمادہ ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں جو اس کی اس ظاہری خوش ماحولیت و سیرت کے باوجود یہ جان لیں گے کہ اس متاثر کن صورت و سیرت کے پیچھے چھپ چھپ میں کسی ایسی سریر نہیں ہے جو دجال اکبر ہے، وہی اصدا اہل ایمان ہوں گے۔ ذرا کہہ رہا عالم جتے ہیں کہ میں یقین ہے کہ انہیں دجال اکبر کے ظہور سے پہلے ایک عظیم کمر کا بھی سہارا ملے۔ اس کمر فریب کی دو علامت صورتیں ہو سکتی ہیں پہلی صورت:

روئے ارض پر ”دجال اکبر“ و ظاہر کرنے سے قبل کسی ایسے شخص کو جو روئے ارض پر مظلوموں کی اور حق کے لیے لڑتا ہو، چھینڈ دے، اور یہ دنیا اس آبر و ریا کا ہے اور روئے ارض پر غلبہ بدنام (Demonise) ہے۔ یہ بعد اس کے قلع قمع ہے۔ یہ

اصلی دجال اکبر کو "جیسی ابن مریم المسیح" بنا کر ظاہر کیا جائے جو روئے ارض پر متاثر کن صورت و سیرت لے کر آئے اور خود کو "مسیح" کی طرح پیش کرے۔
دوسری صورت:

اس کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کسی شخص کو بے انتہا ظلم کرے پراٹھا راجائے اور اس سے روئے ارض پر واقعی ظلم کی طرح بدتاؤ کرایا جائے اور نوبت ایسی آجائے کہ لوگ اس کے ظلم سے پناہ کے طلب گار ہوں اور انہیں کہیں پناہ نہ ملے اور ٹھیک اس وقت وہ اصلی "دجال اکبر" کو اس ظلم کے خاتمے کے لیے "مسیح" بنا کر ظاہر کیا جائے اور لوگ اسے سچ "مسیح" اور نجات دہندہ سمجھنے لگیں۔

فتنہ دجال سے بچنے کے دو ذرائع

"فتنہ دجال اکبر" کوئی معمولی فتنہ نہیں۔ نہ ہی ظہور دجال کوئی معمولی ظہور ہے۔ یہ ایک ایسی آزمائش ہوگی جس کی روئے ارض پر کوئی نظیر نہیں۔ اس کے فتنے ایسے برہمگیر اور مبت ناک ہوں گے اور پوری انسانیت اس طرح پے درپے ہٹتی، فکری، سیاسی، معاشی اور عسکری حملوں سے بے دم بنادی جائے گی جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہ ایک ایسی گھڑی ہوگی جب دوسروں کی توبت ہی جدا ہے خود انہیں اپنے آپ پر اعتماد کرنا چھوڑ دے گا۔ معرکہ دجال اکبر دراصل معرکہ قتلِ عظیم (War of Megalacuth) ہے۔ اس تناظر میں "دجال اکبر" کے اس شدید فتنے سے بچنے اور اسے ناکام بنانے کے دو ہی راستے باقی رہتے ہیں

(۱) ایسے مقامات اور مواقع سے بچنا جہاں ہلاکت "قتلِ عظیم" کی شکل لے سکتی

ہے۔ مثلاً رہائش کے اعتبار سے از حد مرتکز رہائشی علاقوں High Concentration

Residences سے دور رہنا۔ اس نوع میں اٹلی، چین، روس، شہر کے اجتماعات اور

ایہ علاقے بیماریوں کی طرف توجہ میدہا۔ شہر میں شہر کی فتنے سے زیادہ اور تیزیوں

ماحول کم ہی ہوتا ہے۔ اور دجالیت نیکیوں سے دور گناہوں کی دلدل میں جم لیتی ہے۔
 (۲) جہاد کے لیے دل سے تیار ہو جانا اور یہ طے کر لینا کہ قبل اس کے کہ کوئی ہماری
 جان لے ہم اپنی جان فدا کر کے ابدی حیات پالیں۔ دوسرے لفظوں میں تاگزیر قتل عظیم کو
 بے بسی کی موت کے بجائے "پسندیدہ شہادت" کی صورت میں تبدیل کر دینا۔ یہ ایمان
 والوں کی فتح عظیم اور دجال والہیسی قوتوں کی واضح ناکامی ہوگی۔

بیداری کا وقت

(3) دجال کی طاقت۔

دجال فی معاون قوتوں اور اس کے پاس موجود شیطانی طاقتوں سے آگاہی ہمیں درج ذیل احادیث سے ملتی ہے

حدیث شریف میں آتا ہے

☆ "وَجَالُكَ سَتَجِدُ اصْنِبَانِ كَسَتْ جِزَارَهُ يَهُودِيٌّ هُوَ جَوَامِرُنِي جَوَارِيں دُرَّحْمَے ہوئے ہوں گے۔" (صحیح المسلم 7034 روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق کہا "اُس کے پاس آگ اور پانی ہوں گے۔ (جو) آگ (ظلمت کی وہ) نخلہ اپنی ہوگا اور (جو) پانی (نظر آئے گا وہ) آگ (ہوگی)۔" (صحیح البخاری روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ)۔

☆ "اس (دجال) کے پاس دونوں کا پیمانہ اور پانی کا دریا ہوگا (مطلب یہ کہ اس کے پاس پانی اور نخلہ اور مقدار میں ہوں گے)۔ بن سلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اس بات سے یہ دوسری حقیقت کے میں اللہ اس کی اہمیت سے کا تاکہ وہ اس کا زمانہ

جا سکے کہ وہ اللہ پر یقین رکھتے ہیں یہ جال پر)۔“ (صحیح البخاری جلد 9، صفحہ 244، روایت
المغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ)

☆ ”اور پھر وہ جال اپنے ساتھ ایک دریا اور آگ لے کر آئے گا۔ جو اس کی آگ میں پڑے گا اس کو یقیناً اس کا سلسلے طے گا اور اس کا بوجھ کم کر دیا جائے گا۔ لیکن جو اس کے دریا میں اترے گا اس کا بوجھ برقرار رہے گا اور اس کا صدا اس سے چھین لیا جائے گا۔“

(متن الیوداؤد: 4232)

ہم نے پوچھا: "اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! وہ اس زمین پر کتنی تیزی سے چلے گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس طرح ہوا بارش کو اڑا لے جاتی ہے۔" (صحیح مسلم 7019، روایت نو اس ابن سعد بن رضی اللہ عنہ)

☆ ”وہ (وہاں) ایک گدھے پر سوار ہو گا۔ اس (گدھے) کے کانوں سے
ورمیان جائیں ہاتھوں کا قافلہ ہو گا۔“ (مسند احمد، جلد 3، صفحہ 367-368)

☆ ”اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شہیدین کو بھیجے گا جو لوگوں کے ساتھ باقی کریں گے۔“ (مسند محمد، جلد ۳، ۳۶۷-۳۶۸، اقتباس ۲۰/۵۱)

۶۔ ”وہ ایک بدو سے ہے گا۔ اُتر میں تمہارا باپ اور ماں کو تمہارے سے
دو بار زندہ اس کو تمہارے باپ کے ”کیا تم شہادت دو گے کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ بدو کہے گا
ہاں چنانچہ وہ شہادتیں سن بدو کے ماں اور باپ کے روپ میں اس کے سامنے آ جائیں گے
اور کہیں گے ہمارے بیٹے اس کا حکم مانو، یہ تمہارا خدا ہے۔“ (اس باب کتاب الفص
4077، اقتباس 20، 58)

”مرد جاوے گا میں اس سے لیے میرے میں داخل ہونا ممنوع دیکھا وہ میرے
مضامینات میں کی فخر (شور و) حالات میں نہیں رہا۔ تاہم اس میں بہت سی آسانی ہوتی ہے۔

لوگوں میں سے ایک اس کے پاس آئے گا اور کہے گا میں تصدیق کرتا ہوں کہ تم وہی دجال ہو جس کا حلیہ ہمیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ اب جاؤ لوگوں سے کہے گا اگر میں اسے قتل کر دوں اور پھر زندہ کر دوں تو کیا تمہیں میرے دعویٰ میں کوئی شبہ رہے گا۔ وہ کہیں گے نہیں ابھر الدجال اسے قتل کر دے گا اور پھر اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ وہ آدمی کہے گا اب میں تمہاری حقیقت کو پہلے سے زیادہ بہتر جان گیا ہوں۔ الدجال کہے گا میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ (صحیح البخاری 1046/3، روایت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

ان احادیث کی روشنی میں دجال کی قوتوں کو ایک ایک کر کے دیکھتے ہیں

- (1) اس کا قبضہ تمام زندگی بخش وسائل مثلاً پانی، آگ اور غذا پر ہوگا۔
- (2) اس کے پاس بے تحاشا دولت اور زمین کے خزانے ہوں گے۔
- (3) اس کی دسترس تمام قدرتی وسائل پر ہوگی۔ مثلاً بارش، فصیص، قحط اور خشک سالی وغیرہ۔

(4) وہ زمین پر اس طرح چلے گا جیسے ہوا یا دلوں کو اڑالے جاتی ہے۔ اس کے گدھے (سواری) کے کانوں کے درمیان 40 ہاتھوں کا فاصلہ ہوگا۔

(5) وہ ایک نقلی جنت اور دوزخ اپنے ساتھ لائے گا۔

(6) اس کی اعانت و مدد شیاطین کریں گے۔ وہ مردہ آدمیوں کی جمل میں بھی ظاہر ہوں گے اور لوگوں سے ہتھکڑیں لے۔

(7) وہ زندگی اور موت پہ (ظاہری طور پر) قدرت رکھے گا۔

(8) زندگی اور موت پر اس کا اختیار محدود ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ زمین کو اور زمین

اب آئیے اس موضوع کی سب سے اہم بحث شروع کرتے ہیں یعنی حدیث شریف میں بیان کردہ دجال کی قوتوں کو عصر حاضر کے تناظر میں تطبیق کی پٹی سی کوشش۔ "ج سے پہلے حدیث شریف میں بیان کردہ اکثر حقائق پر ایمان بالغیب کے علاوہ چارہ نہ تھا۔ مگر جوں جوں ہم دجال کے دور کی طرف بڑھ رہے ہیں یہ حقائق عام غیب سے اتر کر عالم شہود کا حصہ بنتی جا رہی ہیں۔ دجال مادی قوتوں پر دسترس رکھتا ہوگا اور سائنس مادہ میں پوشیدہ قوتوں کو جاننے اور کام میں لانے کا دوسرا نام ہے لہذا یہودی سرمایہ داروں کے پیسے اور یہودی سائنس دانوں کی محنت سے سائنسی ایجادات جیسے جیسے آگے بڑھ رہی ہیں، دجال کی قوتوں کو سمجھنا آسان ہوتا جا رہا ہے۔" "یہ دجال کی قوتوں کو ایک ایک کر کے عصر حاضر کے تناظر میں دیکھتے ہیں

دولت اور خزانے

یہ تو بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کی معیشت کو دو دارے "ورلڈ بینک" اور "آئی ایم ایف" (انٹرنیشنل منیٹری فنڈ) چلا رہے ہیں۔ یہ بھی لوگوں کو معلوم ہے کہ ان کو عالمی معیشت کی نبض کہا جاتا ہے اور دنیا کی معیشت کا انحصار ان دونوں اداروں پر مانا جاتا ہے۔ یہ بھی سب جانتے ہیں کہ یہ ادارے کس طرح مقروض ملکوں پر دباؤ ڈال کر وسائل پر تصرف اور مقصد پر اپنی اجارہ داری قائم کرتے ہیں۔ لیکن یہ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کے چلانے والے ان اداروں کو کون چلاتا ہے؟ ان کو "انٹرنیشنل بینکرز" کا گروپ چلاتا ہے اور اس گروپ کو فری میسنری کے "بگ برادرز" چلاتے ہیں جو اہل عالمی اقتدار و راء مقرر کرنے کے لیے دنیا کی معیشت کو قابو میں رکھنے کے لیے سرگرم ہیں۔ کچھ عرصے پہلے ایک کتاب چھپی تھی "کارپوریٹ سٹریٹجی" یہ ایک امریکی جوڑے نے لکھی ہے جو دونوں امریکی بینکوں کی انسائیت سوز کارروائیوں کو قریب سے دیکھتے رہے اور

آخر کار اس بات پر مجبور ہوئے کہ نوکری چھوڑ چھاذ کر امریکا واپس جائیں اور اپنے ہم وطنوں کو "نادیدہ قوتوں" کی کارستانیوں سے آگاہ کریں۔ انہوں نے کرنسی نوٹ کے متعلق لکھا کہ آہستہ آہستہ یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اس کی جڈ کرڈٹ کارڈ نے لے لی ہے۔ پھر کرڈٹ کارڈ بھی ختم ہو جائے گا لوگ کمپیوٹر کے ذریعے اعداد و شمار پر دیرسراہ کریں گے اور بس! ہاتھ میں کچھ بھی نہ ہوگا۔ بندہ ایک عرصے تک اس جادوئی طلسم کے بارے میں سوچتا رہا کہ اگر نمبروں کا کھیل ہی اشیاء و خدمات کے حصول کا ذریعہ بن جائے گا تو پھر یہ دنیا آسان ہوگی یا مشکل؟ نیز اس سے یہود کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں جو کرکسی سے پیچھے سونے کے حاتمے سے لے کر اسٹاک ایکسچینج میں سود اور جوئے کی ترویج تک ہر چیز میں موٹ ہیں۔ "تکڑا اور مطالعہ جاری تھا کہ" "اسٹار" کا بنایا ہوا یہ منصوبہ ہاتھ لگا۔ آپ بھی سوچیے درغور کیجیے کہ سامنے کراس جب غیر شرعی معاملات سے خطرناک نتائج یا مسلم دشمن طاقتوں کی پالیسی سے آگاہ کریں اور اس کو نہ مانا جائے تو آتے والی دنیا کا منظر نامہ کیا ہوگا

"سینٹرل بینک، بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ اور ورلڈ بینک" کام کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے۔ پرایویٹ بینک غیر قانونی ہوں گے۔ بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ (BIS) منظر میں غالب ہیں۔ پرایویٹ بینک "بڑے دس بینکوں" کی تیارکی میں قہلیں ہو رہے ہیں۔ یہ بڑے بینک دنیا بھر میں بینکاری پر BIS اور "تی ایم ایف" کی رہنمائی میں کنٹرول کریں گے۔ اجرتوں کے تنازعات کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ نہ ہی انحراف کی اجازت دی جائے گی۔ جو بھی قانون توڑے گا اسے سزا موت دے دی جائے گی۔

ملقبہ اثر افی کے علاوہ کسی کے ہاتھوں میں نقدی یا سکہ نہیں دیے جائیں گے۔ تمام بین الاقوامی بین صراف اور صرافہ کرڈٹ کارڈ کے ذریعے ۵۰ اور ۱۰۰ ڈالروں سے مانگے و چپ پاسیشن ساریت یا بے کار قانون قرار دے دیے جائیں گے۔ ریڈ ہارڈ معطل کر دیے

جائیں گے۔ جب ایسے لوگ خریداری کے لیے جائیں گے تو انہیں پتا چلے گا کہ ان کا کارڈ بلیک لسٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ خریداری یا خدمات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ پرانے سکوں سے تجارت کو غیر معمولی جرم قرار دیا جائے گا اور اس کی سزا موت ہوگی۔ ایسے قانون شکن عناصر جو خود کو مخصوص مدت کے دوران پولیس کے حوالے کرنے میں ناکام رہیں ان کی جگہ سزائے قید شکننے کے لیے ان کے کسی گھر والے کو پکڑ لیا جائے گا۔"

اس دنوں پیر گرافوں کے آخر میں "قتل کی سزا" کا تذکرہ پوری تاکید اور اہتمام سے ہے۔ تو میرے بھائیو! جب یہود کے جنگل میں پھنس کر بھی آخر کار قتل ہونا یا غلام بن کر رہنا ہے تو مرنے سے پہلے مرنے کا اختیار خود کیوں نہ استعمال کر لیں ۱۹۴۴ اس اختیار کے استعمال کی ایک ہی صورت ہے یعنی پورے عزم اور حوصلہ کے ساتھ شریعت پر استقامت، غیر شرعی اور حرام چیزوں سے "کلی اجتناب" اور زبان و قلم، جان و مال کا احاطہ فی سبیل اللہ۔

پانی اور غذا:

آپ آج کل دیکھ رہے ہوں گے کہ کس قسم مصنوعی غذائیں قدرتی غذاؤں کی جگہ لے رہی ہیں۔ سکٹ چ کلیٹ، آئس کریم، مکھن، اچار پنشن اور جام و مرہ کی خیر تھی، کوڈ ڈرنک اور مصنوعی مشروبات نے تو ایسا میدان مارا ہے کہ گاؤں، یہاں توں میں لوگ دودھ، مٹی، سٹیمپیں، خضہ انی اور تخم ملنگا تک بھوں گئے ہیں۔ قدرتی دودھ دیہات میں بھی کسی قسمت والے کو ملتا ہے۔ البتہ مصنوعی دودھ بیسیوں اقسام اور اسٹے کا ہر وقت ہر جگہ دستیاب ہے۔ اب تو شہر اور دودھ کے بعد ہر قسم کے کھانے بھی ٹن پیک میں آنا شروع ہو گئے ہیں۔ یعنی جیسے شہروں میں تو قدرتی بیجہ پر ایک طرح کی پابندی لگ گئی ہے۔ تمام تر غذا میں مصنوعی اور کیمیاوی مواد سے مزین ہیں۔ ذرا تصور کیجئے ایسے شہر کے سہولت پسند باشندوں کا جاننا ایک آدھنی غذا کا بندہ سست نکس رہتا ہے اور تمام تر انحصار یہودی مٹی

نیشمل کمپنیوں پر کر رہے ہیں۔ جانور مصنوعی نسل کشی سے ذریعے پیدا کیے جا رہے ہیں۔ فصلیں مصنوعی بیجوں اور کھادوں سے اگائی جا رہی ہیں۔ جہاں امریکی بیج لگ جائے وہاں کوئی دوسرا بیج چل ہی نہیں سکتا۔ آپ کو ہر سب سے کچھ خریدنا پڑے گا ورنہ آپ کی زمین میں وصول اڑے گی۔ پانی کا تو کہا ہی کیا، دریاؤں اور چشموں کا معدنیات اور جزی بوٹیوں کی تاثیر و اسراف قدرتی پانی تو پیتا ہی وہ ہے جس کے پاس مرل و اثر خریدنے کی سکت نہیں۔ شہروں میں توفیش جو گیا ہے کہ لوگ کہیں ملے بھی جائیں تو منرل و ترکی بوتل ہاتھ میں اٹھاتے پھرتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ "اسٹینس" کی علامت ہے جبکہ یہ دجالی قوتوں کی سیاست اور طاقت کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ اس کا اندازہ دنیا کو اس وقت ہوگا جب انسان سے گلے سے پیٹ میں اترنے والی چیز مصنوعی ہو جائے گی ورنہ نیشمل کمپنیوں کے ہاتھ میں ہوگی جو بھاری رشوت، باور و شیطان جھٹکندوں سے ذریعے مقامی صنعتوں کو تباہ کرنے کے لیے قدرتی، ایسی خوراک کی فروخت پر پابندی لگوائیں گی اور پھر دجال اس کو پانی کا ایک قطرہ یا کچی پانی روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دے گا جو اس کے شیطان مطابقت نہیں مانے گا۔ پانی اور غذا کو مصنوعی بنانے کی دجانی مہم اس سے جا رہی ہے کہ مصنوعی چیز صانع کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ جس کو چاہے بیچے نہ بیچے، دے نہ دے، جبکہ قدرتی چیز قدرت کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو کہ پھول اور کانٹوں کا یکساں خیال رکھتی ہے۔ شہر تو شہر ہیں اب تو دیہاتوں میں بھی یہ حال ہے کہ وائر سپائی کی ایکس میس اور نیک، پامپ، پن چکیاں وغیرہ این جی اور لگا کر دے رہی ہیں جو آگے چل کر اس پر جارہہ وری قائم کریں گی۔ اور اس طرح شہروں میں تو پانی اور خوراک کے ذخیرے تو ہوں گے ہی "حاجی نظامی" کے ہاتھ میں، دیہات میں بھی قدرتی پانی کسی مادی کے بس میں نہ ہوگا۔ مستقبل میں پانی سے مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔ ان دنوں سے متعلق وہ آپ پڑھتے اور

سننے ہی رہتے ہیں، یہ دراصل آگے چل کر دجالی قوتوں کی طرف سے پیدا کیے جانے والے مصنوعی بحران کی مشق ہے۔

عرے کی بات یہ کہ قدرتی پانی کو معزز صحت جبکہ منرل وائر کو صحت کے لیے مفید بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ منرل وائر کے ذریعے اربوں ڈالر کمانے کے ساتھ ساتھ ہماری نسل کو ”زنخا“ بنایا جا رہا ہے۔ (اس لفظ کا مطلب کسی دنجابی بھائی سے پوچھ لیں، ہمارے ایک محترم دوست نے جب دیکھ کر لوگ غیر معیاری پانی پینے لگے ہیں تو انہوں نے منرل وائر بنانے کی کیمنی قائم کی۔ ان کا ارادہ تھا معیاری کام کریں گے، چاہے کم نفع ملے۔ جب وہ پلانٹ لگا چکے اور تمام تجربات مکمل کرنے کے بعد حکومتی نمائندہ اس کی منظوری دینے آیا تو ان کے کام اور لوگن کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا لیکن اس کا سواں تھا کہ ”پ اس میں“ وہ ”قطرے“ ملا دیتے ہیں یا نہیں؟ ان کو تعجب ہوا کہ کون سے قطرے پانی میں ملائے جاسکتے ہیں؟ کبائی کچھ یوں سامنے آئی کہ انسان کے تولیدی مادے میں دو طرح کے جراثیم ہوتے ہیں۔ ایک کو ”ایکس کروموسوم“ اور دوسرے کو ”وائی کروموسوم“ کا نام دیا گیا ہے۔ پہلا ریادہ ہو تو اللہ کے حکم سے مذکر اور دوسرا زیادہ ہو تو نوموسوموزائٹ پیدا ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے قطرے ملائے بغیر پانی کی فروخت کا لائسنس نہیں دیا جاتا۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے ڈاکٹر ز اور ماہرین اس بات کی تصدیق کریں گے یا ناواقفیت اور دباؤ ان کے آگے آئے گا لیکن بندہ اس کا کیا کرے کہ میں نے ان دوست کا چانت خود دیکھا اور ان کی بے بسی کی داستان ان کے دفتر میں بیٹھ کر خوانی۔ اس کو کیسے تھلاؤں؟ کیا محض مجھے یہ کہانی سننے کے لیے انہوں نے اپنا کالگیا پلانٹ منہپ کر دیا ہوگا؟

اس طرح کی کہانیاں دنیا کی محسوس میں جنم لے رہی ہیں۔ دنیا بھر کے انسان پینے کے پانی کے بحران سے ناخوشوار پسواؤں سے بھجھوٹے ہوئے ہیں۔ درمزد چیلک کی پشت

پنہی میں بین الاقوامی سطح پر غذا اور پانی فراہم کرنے والی مٹھی بھر کمپنیوں نے انسانی بھردری کے نام پر پانی کو اشیائے صرف میں شامل کر کے منافع خوری شروع کر دی ہے۔ یہ کمپنیاں کھلے عام ورلڈ بینک اور اقوام متحدہ میں اپنا غلبہ رکھتی ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال مارچ 2005ء میں ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ میں منعقدہ ورلڈ واٹر فورم کو اسپانسر کیا تھا۔ جس میں قدرتی پانی کے بارے میں مختلف بیماریاں پھیلنے کا منفی پروپیگنڈا اور مصنوعی پانی کو خریدنے کی اہمیت پیدا کرنے کے لیے نت نئے طریقے سوچے گئے اور برس ڈار کی مالیت پر مشتمل منصوبہ منظور کیا گئے جسے مختلف یہودی کمپنیاں مل کر اسپانسر کریں گی۔

قدرتی وسائل

یعنی بارش، فصلیں، موسم اور اس کے اثرات قحط، خشک سالی وغیرہ۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ کرۂ ارض کے موسم میں واضح تبدیلیاں آرہی ہیں اور موسم تعین بجای سے دو چار ہو رہے ہیں۔ دنیا بھر میں اس حوالے سے مضامین اور سائنسی فچر شائع ہو رہے ہیں۔ مجموعی درجہ حرارت میں اضافے سے طوفان، سیلاب اور بارشوں کی شرح غیر معمولی طور پر متغیر ہو گئی ہے۔ اگرچہ اس کو فطری عمل قرار دیا جا رہا ہے لیکن درحقیقت یہ تغیر کائنات کے بے کی جانے والی ان شیطانی سائنسی تجربات کا نتیجہ اور موسموں کو قابو میں رکھنے کی کوششوں کا شاہ حسانت ہے جو مغرب میں جگہ جگہ موجود یہودی سائنس دان حضرت دلائی کی نسل سے عالمی بادشاہ کے مالی غلبے کی خاطر کر رہے ہیں۔ کرہ ارض کا اہلادنی علی لکھ ہے جو اسے سورج کی مہلک شعاعوں اور مختلف ستاروں اور سیاروں سے آنے والی تابکار بہروں کو انسانوں تک نہیں پہنچنے دیتا۔ ان خط ناک شعاعوں کو "الٹرا وائیٹ ریڈ" کہتے ہیں۔ یہ لکھ قدرتی ہے اور سے ہمارے خالق و مالک اللہ رب العزیز نے وضع کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں 88-1886ء میں ایب امریکی دیوین سامسڈن مونیٹرسٹل نے اسے

Alternative Current پاور (بجلی) کا نظام اور اس کی ترسیل کا نظام ایجاد کیا۔ فی سیکنڈ 60 ارتعاشات (ہرٹز) کی اس بجلی نے پاور ٹرؤ زمین پر پھیل جائیں تو کروڑوں ارض اپنی معمول کی فریکوئنسی 8 7 ہرٹز کی بجائے ایک مختلف رفتار سے اچھٹے لگے گا اور اس سے خارج ہونے والی ریڈیائی لہریں آبیونی کرہ کی فضا اور موسم کو لازمی طور پر تبدیل کر دیں گی۔ آبیونی کرے کو گرم کرنے کے لیے ماروے میں قطب شمال کے نزدیک تجربات کیے جا رہے ہیں۔ اس سے موسموں میں حسب فضا تبدیل آجائے گی۔ اس منصوبے کا اظہار مختلف چیرایوں میں مختلف یہودی اتھارٹیوں کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً 1958ء میں وہائٹ ہاؤس کے مشیر موسمیات نے بتایا کہ محکمہ دفاع ایسے ذرائع کا جائزہ لے رہا ہے جو زمین اور باہمی فضا میں برقی درزات کو موسم پر اثر انداز کرنے کے لیے استعمال کیے جاسکیں۔

92 1987ء کے دوران ”ایسٹ لنڈ“ آرکوپاؤرنٹیکنالوجیز انکارپوریٹڈ (APT) کے سائنس دانوں نے ایک ایسا آلہ پیش کر دیا جو زمین کے آبیونی کرہ یا مٹھا طبعی کرہ کے کسی حصہ کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اگست 1987ء کو رجسٹر ہونے والے اس عسکری ہتھیار کو یہودی سائنس دان برنارڈ جے ایسٹ لنڈ نے ایجاد کیا تھا۔ بلا آخر 2001ء کو اس سسٹم کے مکمل طور پر زیر عمل لانے کا مجوزہ سال قرار دیا گیا۔

اس پروجیکٹ کے اہداف یہ ہیں

- (1) انسانی ذہن کا عمل دور ہم برہم کرنا۔
- (2) کروڑوں ارض کے تمام ذرائع مواصلات کو منجمد کرنا۔
- (3) ہر سہ صدی میں موسم تبدیل کرنا۔
- (4) والٹ ڈیزنی کی نقل مکانی کے انداز میں مداخلت کرنا (واٹ ڈیزنی)

ہر پروگرام میں انمل مائیر وچنگ واضح دیکھی جاتی ہے۔ یہ جنگی حیات کی تسخیر کے منصوبے کا ایک حصہ ہے۔)

(۶) انسانی صحت کو خطرات میں تبدیل کرنا۔ مختلف قسم کی دوائیں، قطرے، ویکسین وغیرہ کا جبری استعمال اس کی ایک شکل ہے۔

(۶) ریکی فنڈ کی مالی ٹیٹ پر یہ فطری اثرات مرتب کرنا۔

1958ء میں وہاٹ ہاوس کے مشیر موسیات، کیپٹن ہارڈنی ورویل نے کہا تھا کہ جنگی مواقع ہر ذلے ربات و طریقے تلاش کیے جائیں جن کے ذریعے زمین اور آسمان میں آنے والی تبدیلیوں کو استعمال کر کے موسموں پر اثر انداز ہوا جاسکے۔ مثلاً کسی مخصوص حصے میں فضا کو ایک ایکٹرائٹ نیم کے ذریعے آئوٹنارڈیائی یونائٹر کیا جاسکے۔

امریکی سائنس دانوں نے ایسا ارادہ قائم کیا ہے جو موسموں میں تبدیلی سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ یہ ادارہ نہ صرف موسموں میں تغیر کا ذمہ دار ہے بلکہ سکرپٹ ارض میں رٹوں اور طوفانوں کے اضافے کا بھی ذمہ دار ہے۔ اس پروجیکٹ کا نام Haarp یعنی ”ہائی فریکوئنسی آئوٹنارڈیائی ریسرچ پروجیکٹ“ ہے۔ اس کے تحت 1960ء کے عشرے سے یہ تجربات ہو رہے ہیں کہ راکٹوں اور مصنوعی سیاروں کے ذریعے ہواؤں پر کیوں کر اثر کر سکیں گے (ہیریم پاؤڈر وغیرہ) چمڑے کی جگہ سے مصنوعی بارش کی جاسکے۔ یہ ساری کوششیں قدرتی وسائل کو قبضے میں لینے کی ہیں تاکہ وہاں جسے چاہے بارش سے نوازے جسے چاہے قحط سالی میں مبتلا کر دے۔ جس سے وہ خوش ہو اس کی زمین میں بیانی لہرائے اور جس سے گھڑ جائے وہاں خاک اڑے۔ لہذا مسلمانوں کو قدرتی غذاؤں اور قدرتی دواؤں کا استعمال کرنا اور فروغ دینا چاہیے۔ یہ ہم سب کے لیے بیدار ہونے کا وقت ہے کہ ہم قدرتی خزانے (مستون اور فطرتی خزانے) استعمال کریں اور مصنوعی اشیاء سے خود

کو پی میں جو آگے چل کر دہلی خد میں بنے واں ہیں۔

دوا اور علاج:

پانی اور خوارک پر مکمل قابو پانے کا مرحلہ بھی پچھو اور بے نہیں ۱۰۰ تو مکمل طور پر مثلی نیشل کمپنیوں کے قابو میں آ چکی ہے۔ انہوں نے مختلف ممالک میں ایسے قوانین منظور کر دیا ہے کہ ایسی طریقہ حیات اگرچہ صحت اور سستا مہین منوع ہے۔ ان عالمی کمپنیوں کے کارندے مقامی طریقہ حیات (مثلی مقامی دوا ساز کمپنیوں) کے خلاف ایسا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ دنیا بھر آہستہ آہستہ ان کمپنیوں کے چنگل میں پھنس گئی ہے۔ قدرتی جزی بنیوں پر مشتمل علاج پر آہستہ آہستہ مکمل پابندی لگ جائے گی اور دنیا مکمل طور پر یہودی مثلی نیشل دوا ساز کمپنیوں کے رخنے میں آ جائے گی۔ یہ جب چاہیں کسی ملک کے مریضوں کو سسکتا شریچا چھوڑ کر ان کے مرنے کا تماشا دیتے ہیں گے۔ یہ دراصل اس عالمی حکومت کا نقشہ ہے جس کے مطابق

”تمام ضروری اور غیر ضروری ادویاتی مصنوعات، ڈائنروں، ڈسٹیکٹوں اور ہیلتھ کیئر ورکروں کو سینٹرل کمپیوٹرز پر کنٹرول کیا جائے گا اور کوئی دوا یا علاج اس وقت تک جوڑ نہیں لیا جائے گا جب تک ہر شہر، قصبہ یا گاؤں کا ذمہ دار ریجنل کنٹرولر اس کی تحریری اجازت نہیں دے گا۔“

دجال کی سواری:

وہ ایسی رفتار کے ساتھ کرے گا جو بادلوں کو اڑالے جانے والی ہوا کی ہوتی ہے۔ ایسے جہاز ایجاد ہو چکے ہیں جو ہوا سے کئی گنا تیز رفتاری کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ سواری ہوائی جہاز جیٹ یا ٹنکور یا سپر سائیک قسم کی سواری ہوگی۔ ایک خلائی شٹل جیٹائیس منٹ میں پوری زمین سے رو چکا جاتی ہے۔ یہ اہم راز ان طاقتوروں کا، برہمنی

معنی میں آثار بتا ہے۔ یہ سب دجال کی سواری کی ممکنہ شکلیں ہیں جو ہمیں بتا رہی ہیں کہ دجال کا وقت اب دور نہیں۔ اس کے گدھے کے کانوں کے درمیان 40 ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ کسی طیارے کے پروں کے درمیان تقریباً اتنا ہی فاصلہ ہوتا ہے۔ حال ہی میں اسرائیلی ماہرین نے ہیرون (Heron) نامی ایک طیارہ ایجاد کیا ہے جو اسرائیل کے Palimahim نامی ایئر پورٹ پر کھڑا ہے۔ یہ طیارہ سازی کی جدید ترین ٹیکنالوجی کے تحت تیار کیے گئے۔ اس طیارے کی پہلی پرواز 14 جولائی 2006ء کو کی گئی جبکہ اسے منظر عام پر ایک سال بعد جون 2007ء کو لایا گیا۔ اس کی بلند ترین پرواز 9 ہزار میٹر (30 ہزار فٹ) ہے جبکہ یہ 30 گھنٹے تک مسلسل 225 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔ اس کے دونوں پروں کے درمیان 16.6 میٹر کا فاصلہ ہے جو 85 فٹ بنتے ہیں۔ قارئین! حدیث شریف میں بیان کردہ مقدار ”چالیس ہاتھ“ اور اس طیارے کے پروں کے درمیان فاصلہ ”85 فٹ“ کے درمیان مناسبت کو ملحوظ نظر رکھیں۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ اس کی دم پر دو اُبھر بالکل گدھے کے کانوں کی طرح ابھرے ہوئے ہیں۔ انہیں جس زاویے سے بھی دیکھا جائے گدھے کے دوکانوں کی تشبیہ صاف دکھائی دیتی ہے۔ ممکن ہے اسرائیل کی یہ ٹیکنالوجی مزید ترقی کرے۔ اسی طیارے کی رفتار اور صلاحیت پرواز میں مزید اضافہ ہو اور اس کا آئندہ ماڈل حدیث شریف میں بیان کردہ نشانیوں کے عین مطابق ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جنت اور دوزخ

یورپ یا امریکا سے باہر بننے والوں سے مغرب کے بارے میں پوچھیے وہ اسے جنت قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنے ملکوں کو جہنم کہتے ہیں۔ دجال نے پاس کچھ اس طرح کی صورت ہوئی جن میں تمام سہولتیں اور آسائیاں ہوں گی اور وہ اسے جنت کہے گا۔ ایسے

علاقے جہاں دیوی عیش و آرام نہیں ہوں گے انہیں جہنم کہا جائے گا۔
شیطانوں کی اعانت:

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے بہتر و افضل تھے۔ کسی انسان کی تمام تر خوبیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جمع تھیں اور خوبیوں کی علامت "مہر نبوت" کی صورت میں ان کے کندھوں کے درمیان پائی جاتی تھی۔ بڑے انسانوں کی تمام خرابیاں دجال میں جمع ہوں گی اور اس کے چہرے سے عیوب ہوں گی۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھ دوگا۔ اس کی ایک آنکھ اس کی ناقص شخصیت کی علامت ہوگی۔ فرشتوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی، اس کے برعکس دجال کی مدد شیاطین کریں گے۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک عظیم آزمائش ہوگی کہ کیا وہ دلجوں پہ ایمان لے سکتے ہیں یا اللہ پر ایمان میں استقامت دکھاتے ہیں۔

انسانی آبادی پہ اختیار۔

جب سے انسان نے جھوٹ بونے کا مگنہ شروع کیا ہے، انسانی تاریخ میں خاندانی منصوبہ بندی کے فوائد بیان کرنے سے بڑا جھوٹ شاید نہیں بولا گیا۔ مغرب نے کروڑوں کے وسائل چوس لیے، ان پر سانپ بن کر بیٹھ گیا اور پھر اپنا جرم چھپانے کے لیے دنیا سے کہتا ہے وسائل کم ہیں، آبادی نہ بڑھاؤ، بچے کم پیدا کرو۔ حالانکہ آج بھی زمین کے خزانے اس قدر ہیں کہ کئی گن زیادہ انسانی آبادی کے لیے کافی ہیں۔ پاکستان کو لے لیجیے۔ صرف سندھ کے معدنی ذخائر اور صرف پنجاب کی زرخیز ترین اور مثالی نہری نظام پورے پاکستان کے لیے کافی ہیں اور صرف پاکستان و سعودی عرب کے وسائل پورے عالمِ اسلام کی کفالت کرتے ہیں۔ لیکن غصہ ہے کہ ان وسائل کو استعمال کرتے مفلوک مال دنیا کے کام آئے کے بجائے یورپی کمپنیاں ان پر قبضہ ہماری ہیں اور مسلمانوں کی نسل نو پیدائش سے پہلے

گلا گھونٹ کر مارنے کا ظلم عظیم کر رہی ہیں۔ جب انہارک، ہینڈ وغیرہ میں ذریعہ مصنوعات زیادہ ہوتی ہیں تو انہیں غریب غلوں کو سستا بیچنے یا قحط زدہ ملکوں کو بطور امداد سپینے کے بجائے سمندر میں ڈبو دیا جاتا ہے۔ اس سنگدلی کو کیا نام دیا جائے؟ دنیا میں فی ایکڑ پیداوار پہلے سے چار گنا زیادہ ہو رہی ہے، ماس ہی میں تین فیسیں بھی حاصل کی جا رہی ہیں، لیکن محض غیر یہودی آبادی کم کرنے کے لیے وسائل کی کمی کا ڈھنڈو راپٹا جا رہا ہے۔

اب وہابی قوتوں کے زندگی موت پر اختیار کی طرف واپس آتے ہیں۔ زندگی کا مطلب کسی جسم میں روح کی موجودی ہے۔ جب یہ روح نکال لی جاتی ہے جسم کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ ہم اس حالت کو "موت" کہتے ہیں۔ روح پہ غالب آنا ممکن نہیں کیونکہ روح کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے "اور یہ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ روح تو میرے رب کا حکم ہے اور تمہیں اس کے بارے میں بہت معمولی علم دیا گیا ہے۔" (الفرقان) وہاں کچھ مواقع پر (کچھ عرصہ کے لیے) اس قابل ہوگا کہ لوگوں کو ہلاک اور پھر زندہ کر سکے اور یہ اس معمولی علم کی بدولت ہوگا۔ وہ اسے کس طرح کرے گا؟ غالباً کلوننگ کے ذریعے۔ سائنس دانوں نے انسانی جینیاتی کوڈ پڑھ لیا ہے۔ فی الحال اس سائنسی پیش رفت کو جینیاتی امراض کے علاج کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے لیکن جب اسے باقاعدہ پلیٹ فارم مل گیا اور لوگوں نے اسے قبول کر لیا تو پھر "یومین جینوم" کا قانون بالجبر نافذ کر دیا جائے گا۔ اس کا مطلب ایک مکمل جینیاتی برتھ کنٹرول ہے۔ اس کے تحت شادی کرنا غیر قانونی قرار دے دیا جائے گا۔ اس طرح کی خاندانی زندگی نہیں ہوگی جس طرح آج کل ہے۔ بچوں کو ان سے ماں باپ سے چھوٹی عمر میں علیحدہ کر دیا جائے گا۔ ریاستی اعدائے بی طرفان وارانہ میں ان کی پرورش ہوگی۔ اس طرح کا ایک تجربہ مشرقی جرمنی میں کیا گیا تھا۔ بچوں کو والدین سے الگ کر دیا جاتا تھا جنہیں ریاست ہی دیکھتی تھی۔ خواہیں

کو آری سوئی تحریکوں کے ذریعہ ذلیل کر دیا جائے گا۔ جسکی ترویج اور مہم ہوں۔ خواتین کا جس سلسلے کی عمر تک ایک مرتبہ بھی جنسی میل سے نہ گزرنا سخت ترین سزا کا موجب ہوگا۔ خود اسقاطِ حمل سے گزرنا سنبھایا جائے گا اور دو بچوں کے بعد خواتین اس کو اپنی معمول بنالیں گی۔ ہر عورت کے بارے میں یہ معلومات مالی حکومت کے ملقاتی کمپیوٹر میں درج ہوں گی۔ اگر کوئی عورت دو بچوں کو جنم دینے کے بعد بھی میل سے گزرے تو اسے زبردستی اسقاطِ حمل کے کلینک میں لے جایا جائے گا اور اسے آئندہ کے لیے پانچھ کر دیا جائے گا۔

جب دہائی قومی برتھ کنٹرول پر مکمل عبور حاصل کر لیں گی تو دنیا کا نقشہ کچھ یوں کا
 "ایک عالمی حکومت اور ون یونٹ مانیٹری سسٹم، مستقل غیر منتخب ممبروں کی چند افراد
 کی حکومت کے تحت ہوگا جس کے ارکان قرون وسطی کے سرکاری نظام کی شکل میں اپنی
 محدود تعداد میں سے خود منتخب کریں گے۔ اس ایک عالمی وجود میں آبادی محدود ہوگی اور فی
 خاندان بچوں کی تعداد پانچ پابندی ہوگی۔ وباؤں، جنگوں اور قحط کے ذریعے آبادی پر کنٹرول
 کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ صرف ایک ارب نفوس رہ جائیں جو حکمران [یہ طبقہ] ہوا کے
 علاوہ کون ہو سکتا ہے؟ طبقہ کے بے کار آمد ہوں اور ان علاقوں میں ہوں گے جن کا تختی اور
 وضاحت سے تعین کیا جائے گا اور یہاں وہ دنیا کی مجموعی آبادی کی حیثیت سے رہیں گے۔"
 (ڈاکٹر جان ولیمسن کی کتاب Conspirators Hierarchy سے ماخوذ)

اسے میرے بھائیو! بیدار ہونے کا وقت ہے۔ شریعت کے احکام سمجھ میں نہ بھی
 آئیں انہیں ماننے کی بات ڈالو۔ مغربی پروپیگنڈا بازوں کی خلافِ شرع باتوں کا جواب
 سمجھ میں نہ بھی آئے پھر بھی ان پر یقین نہ کرو۔ مسلمانوں کی نسل نشی سے لیے خاندانی
 منصوبہ بندی جیسی نیک نیتی نہیں چل رہی ہیں۔ ایک ایک کو کیا بیان کریں۔ جو چیز
 خلافِ شریعت ہے اسے چھوڑو۔ اور نہ دنیا جرم میں چلیے۔ اور اور ماسٹر اپنی ہڈی

”عالمی دجاں صومت“ تک پہنچ جائیں گے اور ہم نجانے کس گروہ میں ہوں گے اور کس
انجام سے دوچار ہوں گے؟؟؟

دجال کہاں ہے؟

یہودیت کی ایک مذہبی دستاویز میں لکھا ہے، 'مسیح (جی الدجال) کی روح اس جگہ جہاں وہ قید ہے، درو یا سرتی ہے اور یہودیوں کے احوال پر غمگین رہتی ہے اور بار بار ان ملک سے جو اسے قید کیے ہوئے ہیں پوچھتی ہے کہ اسے کب نکلنے کی اجازت ملے گی؟'

یہودی "مسیح دجال" یعنی "دجال اکبر" کے جسے وہ مسیح اور کہتے ہیں، کے موجودہ مقام رہائش یا موجودہ پناہ گاہ کو طعنہ نہیں کرتے۔ یا تو اطمینان نہیں بھی اس کا علم واضح اور متعین نہیں دیا ہے یا اگر دیا ہے تو یہودی اکابر اسے بے حد خفیہ راز کی طرح رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نمبر ترین بحثوں میں اس تعلق سے جو بات کہی جاتی ہے وہ نہایت معنی خیز ہونے کے ساتھ ساتھ نہ اسرار بھی ہے۔ ان کی ایک مذہبی دستاویز مشنی (Mishnah) میں ایک نصیحت ہے

"ممنوع درجون" کی بات تمس نوگوں کے مابین بھی نہ کی جائے۔ براعیت (تکونین) کی بات، ولوگوں سے، رمیاں بھی نہ ہو، اور "مرپ" کی بات تو کوئی شخص تنہا بھی نہ کرے۔" یہ دونوں "شیئ" اور اسے اپنے علم کا علم ہے۔

یہ سراسر اہیت و رازداری کی کوششیں اپنی جگہ لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہود کو دجال کے مقدس کا صحیح علم ہے نہ اس تک اس کی حقیقت رسائی ہے۔ آج تک جتنے روحانی یہودی (جادوگر، سفلی عامل) نزرے ہیں مثلاً سہاتانی ریوی، اسرائیل بن ایلی زربعل شیم وغیرہ۔ نہ یہ اپنے جادو، شیطانی علم اور فضیلت جنات سے رابطے کے ذریعے دجال کا ٹھکانا معلوم کر سکے ہیں، نہ ان کے احبار و رہاں (علماء اور پیر) کو اس کا پتہ علم ہے اور نہ ہی ان کے سامنے دان اور خد نور اس کی کوئی خبر لا سکے ہیں۔ اللہ پاک نے اپنی سچی کتاب اور سچی نبوت کے ذریعے جو اور جتنا علم مسلمانوں کو دیا ہے، اس کے علاوہ سب غلط ہے۔ یہود کے خواص اس حوالے سے ایک دوسرے کو جس رازداری کی تلقین کرتے ہیں وہ یہودی عوام کے سامنے درحقیقت اپنی جمالت پر پروانہ لگانے کی کوشش ہے۔

جب یہودیوں کی بات سچنی طور پر غلط ہے تو صحیح بات کیا ہے؟

جن امور کا تعلق غیبات یا ماوراء الطبیعیات سے ہوتا ہے اس میں ہمارے پاس واحد ذریعہ معلومات وحی ہے۔ انسانیت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ جن چیزوں کو مشاہدہ اور حقیقی تحقیق سے دریافت نہیں کر سکتی ان کے بارے میں ایسے ذریعے پر اعتماد کرے جو مستند بھی ہو اور تسلی بخش بھی۔ اور یہ ذریعہ عقل نہیں، وحی ہے۔ وحی کے نور کے بغیر عقل گمراہ ہے اور گمراہی تک لے جانے والی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں جنہیں زمانہ جاہلیت کے شدید دشمن رکھنے والے مخالفین نے بھی "الصادق الامین" کا لقب دیا۔ آپ نے زندگی بھر کبھی بھی کسی طرح کا جھوٹ نہیں بولا۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی اطلاعات سے زیادہ مستند ذریعہ معلومات انسانوں کے پاس کوئی اور نہیں۔

یہ دنیا کی سب سے سچی اور سب سے زیادہ قابل اطمینان رہنما سے پوچھتے ہیں کہ "جہاں جہاں سے" یہ بات انجیلی سے خالی نہ ملے، نہ ای حدیث شریف میں جس میں

دجاں کے موجودہ مقام کا تذکرہ ہے، ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی تصدیق آپ کی حیات مبارکہ میں ہو گئی تھی جس پر آپ نے خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔

”جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا ”تم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں۔ پھر فرمایا جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟“ ”لوگوں نے کہا“ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی چیز کا شوق دلانے کے لیے جمع کیا ہے اور نہ کسی چیز سے ڈرانے دھمکانے کے لیے، کٹھا کیا ہے بلکہ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے جمع کیا ہے کہ تمہیں داری پہلے عیسائی تھا۔ وہ آیا۔ اس نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس نے مجھے ایسا واقعہ سنایا جو ان باتوں سے تعلق رکھتا ہے جو میں تمہیں دجاں کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔“

اس نے مجھے بتایا کہ وہ انجم اور جذام قبیلہ کے تھے آدیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ سمندر کی لہریں مہینہ بھر انہیں ادھر ادھر دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک جزیرے میں پہنچ گئے۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ وہ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ جب وہ جزیرے میں داخل ہوئے تو ان کو ایک جانور مداحس کے جسم پر بہت سے بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے انہیں اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتا نہ چل رہا تھا۔ انہوں نے کہا تیرا نام ہو تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں جیسا کہ ہوں۔ انہوں نے پوچھا ”جیسا کہ کیا چیز ہے؟“ اس نے کہا ”اے لوگو! خانقاہ میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ وہ تمہاری خبریں سننے کا بڑے تجسس سے انتظار کر رہا ہے۔“ بیان نے واثقاً ہے۔ جب اس نے آدمی کا ہم سے ذکر کیا تو ہمیں خوف و حق ہوا کہ یہ جانور شیطان نہ ہو۔ پھر ہم جیانی سے چلے اور خانقاہ میں داخل ہوئے۔ وہاں ہم نے بھاری

بھر کم قد کا ٹھہکا ایک آدمی دیکھ جس کے گھٹنوں سے نتھوں تک بندھی ایک سوہے کی رنجیر تھی اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے تھے۔ ہم نے پوچھا ”تیرا نام ہو تو کیا چیز ہے؟“ اس نے کہا ”میرا ہاتھیں جدھل جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟“ ہم نے کہا کہ ہم عرب سے آئے ہیں۔ ہم جہار میں سوار ہوئے۔ سمندر میں طوفاں آگیا، ہمیں بھرہریں ہمیں دھکیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ اس جزیرے کے کنارے لے آئیں۔ ہم کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ہمیں ایک جانور ملا جس کے بدن پر بہت بار تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا ”تیرا نام ہو تو کیا چیز ہے؟“ اس نے کہا ”میں جسا رہوں۔“ ہم نے پوچھا ”یہ جسا رہ کیا چیز ہے؟“ اس نے کہا ”خانقاہ میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ۔ وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق سے انتظار کر رہا ہے۔ ہم تیزی سے تمہاری طرف آئے۔ اس ڈر سے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔“

اس نے کہا ”مجھے یہاں کے نخلستان کا حال بتاؤ۔“ ہم نے کہا کہ اس نخلستان کے بارے میں کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا ”میں جانا چاہتا ہوں کہ کیا اس کے درختوں پر پھل آتے ہیں یا نہیں؟“ ہم نے کہا ”ہاں!“ اس نے کہا ”مجھے طریقہ کی جھیل کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے پوچھا ”اس کی کون سی بات جانا چاہتے ہو؟“ اس نے کہا ”کیا اس میں پانی ہے؟“ ہم نے کہا ”ہاں“ اس میں بہت پانی ہے۔“ وہ بولا ”اس کا پانی بہت جلد ختم ہو جائے گا۔“ پھر اس نے کہا ”مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ۔“ ہم نے پوچھا ”کون سی بات معلوم کرنا چاہتے ہو؟“ زنجیر میں جکڑے آدمی نے کہا ”کیا چشمہ میں پانی ہے اور لوگ اس پانی سے نہیتوں ویسا اب رستے ہیں؟“ ہم نے کہا ”اس میں بہت پانی ہے اور شہر کے رہنے والے اس سے نہیتوں کی تیاری رستے ہیں۔“ پھر اس نے

پوچھا "مجھے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کیا کیا ہے؟" ہم نے کہا "وہ مکہ سے نکل کر یثرب (مدینہ) میں آ گئے ہیں۔" اس نے پوچھا "کیا عربوں نے اس کے ساتھ جنگ کی؟" ہم نے کہا "ہاں" اس نے پوچھا "اس نے ان کے ساتھ کیا کیا؟" ہم نے بتایا کہ "وہ روگرد کے عربوں پر غاب آچکے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔" اس پر اس نے کہا "کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟" ہم نے کہا "ہاں" اس پر اس نے کہا "ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اس کی حاکمیت قبول کریں۔ اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں دجال ہوں۔ مجھے عنقریب خروج کی اجازت مل جائے گی۔" (صحیح مسلم حدیث 7208، روایت قاضی عیسیٰ بن علی رحمہ اللہ)

اس حدیث شریف سے متنازعہ ہو گیا کہ دجال کسی اور سیارے میں نہیں، نہ دور، نہ رخص کسی طبقے میں ہے، نہ مابوت نامکان میں ہے۔ وہ اسی زمین پر کسی جزیرے میں مقید ہے۔ اب قبل اس کے کہ ہم یہ سوالات پھینکیں کہ وہ جزیرہ کہاں ہے؟ مذکورہ بالا حدیث شریف میں مذکورہ دجال کے تین سوالات پر غور کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے آنے والے آدمی سے خصوصیت کے ساتھ ان تین سوالات کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کوئی خاص بات پوشیدہ ہے۔ ان سے دجال کا کوئی خاص تعلق ہے۔ وہ تین سوالات یہ ہیں

دجال کے تین سوالات

(1) بیسان میں واقع کھجوروں کے باغ میں پھل آتے ہیں یا نہیں؟

(2) طبریہ کی جھیل میں پانی ہے یا نہیں؟

(3) ذفر کے چشمہ کے لوگ کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں یا نہیں؟

ہم ان تین سوالات پر غور کرتے ہیں کہ تا کہ خروج دجال اور ان کے درمیان کے تعلق کو سمجھ سکیں۔ اس کے بعد حدیث شریف میں مذکور ایک خاص نکتے پر مدہمیں گئے۔ یعنی

جزیرے میں موجود اس شخصیت کے کردار پر جسے "احمد" کا نام دیا گیا ہے۔

(1) بیسان کا باغ:

بیسان فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اسے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مشہور رکازِ رسی بی حضرت شعیب بن حسہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ 1924ء میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد جب جزیرہٴ اعراب کے حصے غزے ہوئے تو یہ اردن کا حصہ بن گیا۔ 1948ء تک یہ اسلامی ملک اردن کا حصہ تھا۔ مئی 1948ء میں اسرائیل نے بیسان سمیت اردن کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور تاحاں یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے جو دجالی ریاست ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے میں کھجوروں کے باغات کے لیے مشہور تھا جس کی تصدیق صحابی رسول نے کی۔ لیکن اب یہاں پھل نہیں پیدا ہوتا۔ مشہور مؤرخ اور سیاح علامہ یاقوت حموی اپنی شہرہ آفاق کتاب "معجم البلدان" میں فرماتے ہیں کہ میں کئی مرتبہ بیسان گیا ہوں لیکن مجھے وہاں صرف دو پرانے کھجوروں کے باغ ہی نظر آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کے باغ پید پھل دیتے تھے۔ 626ھ تک جو علامہ حموی کی تاریخ وفات ہے، ان درختوں نے پھل دینا بند کر دیا تھا۔ اللہ اکبر! یہ وہاں کی اس بات کی تصدیق ہے کہ "وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے۔" گویا دجال کے خروج کی تین بڑی علامتوں میں سے ایک علامت پوری ہوئی ہے۔

(2) بحیرہ طبریہ کا پانی:

دجال کا دوسرا سوال یہ تھا کہ بحیرہ طبریہ کا پانی خشک ہو چکا ہے یا نہیں؟ گویا اس پانی کے خشک ہونے کا دجال کے خروج سے ضرورت کوئی تعلق ہے۔ بحیرہ طبریہ اسرائیل کے شمال مشرق میں اردن کی سرحد کے قریب واقع ہے۔ اس کی لمبائی 23 کلومیٹر اور زیادہ سے زیادہ چوڑائی 13 کلومیٹر ہے۔ اور انتہائی گہرائی 157 فٹ ہے۔ اس کا سطحِ رقبہ 1660 مربع کلومیٹر

ہے۔ اس پر اس وقت اسرائیل کا قبضہ ہے ورنہ پچھلے بات یہ ہے کہ اس کا پانی بھی جسے کسی ظالم ہی وجہ کے رفتہ رفتہ خشک ہوتا جا رہا ہے۔ اسرائیلی حکومت ظلیح عقیدہ سے پانی کی پائپ لائنوں کے ذریعے یہاں پانی پہنچاتی ہے۔ لیکن بحیرہ طبریا کا پانی میٹھا اور سمندر کا پانی کڑوا ہے۔ اس لیے اسے میٹھا کرنے کے لیے بڑے بڑے پلانٹ نصب کرنے پڑے ہیں جس سے بڑے پیمانے پر اخراجات آتے ہیں۔ بحیرہ طبریہ کے خشک ساحلوں کی تصویریں کئی سال پہلے ان کالموں کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔ اس کا خشک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دجہل کی زبانی اس کے خروج کی زبانی دوسری علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔

(3) زغر کا چشمہ۔

دجال کا تیسرا سواں جو درحقیقت اس کو خروج کی اجازت ملنے کا وقت قریب آنے کی تیسری علامت ہے زغر کے چشمے کے بارے میں تھا۔ زغر دراصل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صاحبزادی کا نام ہے۔ آپ کی اوصاف جبرائیلؑ تھیں۔ ”رہ“ ”زغر“۔ بڑی صاحبزادی کو انتقام کے بعد جس جگہ دفنایا گیا وہاں قریب ہی ایک چشمہ تھا جس کا نام ”عین رہ“ پڑ گیا۔ عربی میں چشمے کو ”عین“ کہتے ہیں۔ چھوٹی صاحبزادی کے انتقام پر نہیں بھی ایک چشمے کے قریب دفن کیا گیا تو اس کا نام ”عین زغر“ (زغر کا چشمہ) پڑ گیا۔ یہ جگہ بھی اسرائیل ہی میں بحر مردار (Dead Sea) کے مشرق میں ہے۔ دجال کی تعینش اور تحس کے عین مطابق یہ تیسری جگہ بھی اسرائیل میں واقع ہے اور اس کا پانی پوری طرح خشک ہونے ہی اسے خروج کی اجازت مل جائے گی۔

دجال کے جاسوس:

حدیث شریف میں دجال کے ان تین سواوں کے علاوہ ایک اور نکتہ قابل ذکر ہے۔ صحابی نے فرمایا ”حزیرے میں ہمیں ایک عجیب و غریب مخلوق ملی جس نے بدن پر

بہت بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا پتا نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا تیرا نام ہو۔ تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں جاسوس ہوں۔“

”جاسوس“ جاسوسی کرنے والے (جاسوس یا جاسوسہ) کو کہتے ہیں۔ اس سے معصوم ہوا کہ اس جزیرے پر دجال کے علاوہ جو واحد جاندار موجود تھا وہ جاسوسی پر متعین ایک عجیب و غریب مخلوق تھی۔ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ جاسوسی اور اطلاعات کا حصول دجال کا اہم ترین حربہ ہوگا۔ اطلاعات کا حصول نگرانی اور خفیہ اطلاعات کا حصول خفیہ نگرانی سے ہوتا ہے۔ دجال دنیا بھر میں اپنے کلی اقتدار کے قیام و استحکام کے لیے خفیہ نگرانی کا جال بچھائے گا اور زمین پر موجود کسی تنفس کو اپنی اکلوتی آنکھ کے دائرے سے باہر نہ جانے دے گا۔ اس کے لیے کچھ ایسی چیزیں ابھی سے شروع ہو گئی ہیں جو دجال کے اس ہمہ گیر رقت اور جاہلانہ جہنمندی کی راہ ہموار کر رہی ہیں۔ مثلاً

1 ڈیٹا انفارمیشن

کچھ عرصے سے پوری دنیا میں ہر ذی روح کے کوائف جمع کرنے کا ایک نظام متعارف ہو رہا ہے جو دھیرے دھیرے اپنا دائرہ کار بڑھا رہا ہے۔ بظاہر اس کا عنوان متاثر کن ہے۔ مثلاً ملکی سلامتی کے لیے وطن کے اصل باشندوں کے کوائف جمع کرنا۔ چنانچہ روئے زمین پر بسنے والے اکثریتی آدم کے نام، پتے، تصویروں، اہلیوں کے نشانات کسی نہ کسی عنوان سے کہیں نہ کہیں محفوظ کیے جا چکے ہیں۔ کسی فرد کے بارے میں مکمل معلومات انگلی کی ایک حرکت سے اسکرین پر لائی جاسکتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ملکی سلامتی کے لیے ضروری ہے۔ لیکن اس کا کیا جائے کہ ملکی سلامتی کے لیے اربوں روپے خرچ کر کے جمع کیا جانے والا یہ مواد بلیم کے دارالحکومت برسلز بھیج دیا جاتا ہے اور بربرہ فریکونیو کی زیر نگرانی کام کرنے والے ایک ماسٹر کمپیوٹری ٹیکس: ال وی جاتی تے۔ تاہم ایسے ادارے اسی سے وجود

میں رائے گئے ہیں کہ کچھ سالوں بعد تک کوئی بھی فرد خفیہ نگران کاروں سے چھپتا رہ سکے۔ وہ جہاں جائے تاویدہ آنکھوں کی خفیہ نگرانی کے حصار میں رہے۔ مختلف افراد کے بارے میں معلومات اور اطلاعات مہیا کرنے کے لیے ڈیٹا کمپنیاں وجود میں آگئی ہیں جو مختلف اشیا کے گاہکوں یا استعمال کنندگان کے نام پتے، فون نمبر، می میل ایڈریس فراہم کرتی ہیں۔ اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے خواہشمند بزنس مین ان سروے کمپنیوں کی جانب سے مہیا کی گئی معلومات پر انحصار کرتے ہیں۔ اسے "کنزیومر سرائے" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ہیلتھ سروے اور دیگر سروے ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے نتیجے میں حاصل ہونے والی معلومات بھی براہ راست برسرِ پہنچ جاتی ہیں۔ آپ کی نظروں سے کئی مرتبہ اس قسم کے سروے فارم گذرے ہوں گے جنہیں آپ نے معمول کی کارروائی سمجھ کر نظر انداز کر لیا ہوگا۔ "بروری" بھی چاہتی ہے۔ عوام کو استعمال کرنے کا جدید طریقہ یہی ہے۔ انہیں یہ چیز مائل اور معمول کے مطابق محسوس ہو۔

جب ایک فرد کسی بڑے اسٹور مثلاً ایسڈا، ٹیسکو یا سیزبری میں شاپنگ کے لیے جاتا ہے تو اسے لاپٹی کارڈ پیش کیا جاتا ہے جو آپ کو ڈسکاؤنٹ داتا ہے۔ اس لاپٹی کارڈ میں خریدار کے بارے میں معلومات درج ہوتی ہیں۔ مثلاً اس کا ایڈریس، فون نمبر، وہ شاپنگ جو اس نے کر رکھی ہے اور وہ برائڈز جو اسے پسند ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسٹور میں نصب کیمرے خریدار کی ہر حرکت محفوظ کرتے رہتے ہیں۔ ان کیمروں کے ذریعے خریدار کی نقل و حرکت اور دلچسپی کا بھی پتا چلتا رہتا ہے۔ کون سی مصنوعات اس نے فوراً اٹھالیں اور کن مصنوعات کے بارے میں وہ متذہب رہا؟ اور کن کوس نے ما پسند کر کے متبادل کی طرف ہاتھ بڑھایا؟ آخر ان کارڈز میں درج معلومات بھی یہ کمپیوٹر میں محفوظ کرنے کے لیے روانہ کر دی جاتی ہیں۔ مغرب نے نگران کاروں کے پاس شوق کے ہاسیوں کا وسیع رعبے کا

ایک اور چیز "این جی اور" ہیں۔ یقین نہ آئے تو شاہد حمید کی کہانی سن لیجیے۔

"شاہد حمید" جذبہ حب الوطنی سے سرشار ایک نوجوان تھا جو پاکستان کے لیے ہر کام کرنا چاہتا تھا۔ اس شوق کی تکمیل کے لیے وہ اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے اپنی طویل ملازمت کو خیر باد کہہ کے ایک این جی او میں شامل ہو گیا۔ اس کا کام شہروں سے مصافحات میں رہنے والے سینے ہر فرد کے بارے میں معلومات انسی کرنا تھا جو ماس انفرامس افراد پر اثر انداز ہو سکے۔ یہ معلومات متعلقہ فرد کے مرتبہ تعلیم، مذہب، اولاد اور دلچسپیوں پر مشتمل تھیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ مذکورہ معلومات غریب لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لیے ضروری ہیں وہ ان رات جوش و جذبہ کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اسے قطعاً علم نہیں تھا کہ وہ ایک ایسا Data اکٹھا کرنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے جو ایک عالمی حکومت کے TSP کے لیے یہ کمپیوٹر کو فیڈ کیا جائے گا۔ TSP سے مراد Total Surveillance Program (مکمل نگرانی) ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ جتنی معلومات اس کا گروہ ہے اسے این جی او کے ڈائریکٹر خاموشی سے وصول کیے جا رہے ہیں جبکہ عملدرآمد کے لیے کچھ نہیں کیا جا رہا۔ یہ صورت حال جاری رہی، یہاں تک کہ اس نے بار بار استفسار کیا کہ ان معلومات کا استعمال کیا ہوگا؟ اس اسرار کو سمجھنے کے لیے بار بار کوشش کے باوجود ناکام ہونے پر وہ دل برداشتہ ہو کر واپس اپنی پرانی ملازمت میں آ گیا۔ خوش قسمتی سے اس کا پاس ان معاملات کو اچھی طرح سمجھنا تھا۔ چنانچہ اس نے خندہ پیشانی کے ساتھ اسے واپس ملازمت میں لے لیا۔ اسے معلوم ہوا کہ "بردری" کے ٹکڑے صرف این جی او کے ذریعے ضروری معلومات انسی کرتے ہیں بلکہ پرنٹل ڈیٹا سٹک چوری کر کے بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کی ایک مثال نرسوں کے ریکارڈ کی چوری جسے روزنامہ جسٹس نے رپورٹ کرنے میں رپورٹ میں آشکار کیا لیکن کسی فائل پر جون تک نہ رہی۔

”اسلام آباد (جنگ رپورٹر) باوثوق ذرائع کے مطابق پاکستان نرسنگ کونسل ہینڈ وارنرز سے ایک ہارڈ اسک اور میونسورم چوری ہوئی ہے جس میں ہزاروں رسوں کا ڈیٹا موجود ہے۔ بتایا گیا ہے کہ پاکستان نرسنگ کونسل کی انٹریکنو کمپنی کا ایک اجلاس مسز فیض عام کی سربراہی میں ہوا۔ جس نے اسلام آباد پولیس اس چوری کی مزید تفتیش کرنے سے روک دیا ہے۔“ حیرت ہے۔ پولیس کو اس چوری کی تفتیش سے آخریوں روک دیا گیا؟

(روزنامہ جنگ لندن، منگل، 29 اگست، 2000ء)

یہ کام عورتوں میں، نیچپی رکھنے والے کسی جنونی کا نہیں۔ یہ مکمل سارٹش ہے 99-1998ء میں ایک امریکی کمپنی پاکستان کی سڑکوں، گلیوں کی پیمائش ایک ایچ کے حساب لے رہی تھی۔ اس مٹی سے اپنا کام مکمل کیا۔ اپنا سامان باندھا اور پروگرامری یا سٹال میں کی سرکاری یا غیر سرکاری فرم نے اس سے یہ پوچھنے کی زحمت کورائیں کی۔ اتنی بار ایک پیمائش کا مقصد کیا ہے؟

”سینڈ ہارٹی ایک اور دام ہے جسے تیسری دنیا سے ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے فری میسری استعمال کرتی ہے۔ ملکہ طور پر فنگر پرنٹس بھی حاصل کیے جاتے ہیں۔ ہر سال اس اٹری میں تین ملین ڈالرز مل جاتے ہیں۔ صرف 70 ڈالر (ان میں سے کسی ایک کا بھی نام منظر عام پر نہیں آتا۔ لیکن یہ وہ خوش نصیب ہیں جنہیں اپنی اڑب مودودہ، مواقع کی سرزمین، فری میسوں کی سرزمین، سینڈ آف امریکا کی شہرت ملے۔“

2۔ مگر اس سیرے

دنیا بھر میں مگرانی کا ”فرینڈ“ انجام دینے والے سیرے جا بجا نصب ہو گئے ہیں اور تیزی سے ہر جگہ پھیل رہے ہیں۔ اپنی میں بڑی شاہ اسوں نے، وہ حبیب پورگی جیسی جگہ میں بھی سیروں سے لدا ہوا بلند بالا اور نصب ہے جسے، کیو براپے ملک کی

”تیز رفتاری“ پر شک آتا ہے۔

عام طور پر سمروں کی موجودگی کا جوار یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس طرح جرائم سے تحفظ، لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور شاہراہوں پر تیز رفتار ڈرائیج تک روکتے ہیں۔ مگر حقیقت ہے لیکن اصل مقصد ”نگرانی“ ہے اور اس مقصد کے لیے کرہ ارض کے ارد گرد درجنوں سیٹلائٹس (مصنوعی سیارے) ہیں۔ یہ سیٹلائٹ اپنے سمروں کے ذریعے زمین کے ایک ایک مربع کمرے کی واضح ترین تصویر حاصل کر کے کوئی ہوئی سوئی بھی تلاش کریتے ہیں لیکن وہ ابھی تک گھروں کے اندر ہونے والی سرگرمیاں نہیں دیکھ سکتے۔ چھتوں کے نیچے ہونے والی سرگرمیوں کے بارے میں جاننے کے لیے انہیں سروے انٹرمیشن پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ جن کا ذکر ابھی گزرا۔ آپ کے گھر سے نکلنے اور واپس آنے تک آپ پر نظر رکھی جاتی ہے۔ کلیوں میں نصب سمروں، کانوں، بسوں، ریل گاڑیوں میں نصب سمروں کے ذریعے آپ کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جاتی ہے۔ ٹرانسپورٹ کمرے تو نہایت حساسہ اور امن کے سائیکل کے ہوتے ہیں۔ برابری کے ”جگہ“ آپ کو ہر جگہ دیکھ رہے ہیں۔

3۔ چینل اور کمپیوٹر:

جب آپ واپس گھر آ جاتے ہیں تو سیٹلائٹ چینل سسٹم پرشن اور Pay as you watch کے ذریعے ”انہیں“ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کون سے چینل میں دلچسپی رکھتے ہیں؟ آپ کے ٹیلی فون ریکارڈ کے ذریعے ”وہ“ آپ کے خاندان اور دوستوں کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ آپ کے کمپیوٹر کے ذریعے انہیں علم ہے کہ آپ کون سی ویب سائٹس ورت کر رہے ہیں۔ کون سی ای میل آپ کو ملتی ہے اور آپ کے کمپیوٹر انٹرنس کیا ہیں؟ کچھ کلیدی لفظ Key Words ہیں جو مشنوں میں۔ انہیں مہ فی شیٹ سسٹم (مواصلاتی نظام) میں فیڈ کیا جاتا ہے۔ اس سے ان دن۔ آپ انہیں سن سکتے ہیں۔

خصوصی نگرانی از خود آپ کو اپنے فوکس میں لے سکتی ہے۔ آپ چاہے فون پر ہوں، ای میل کریں یا کوئی ویب سائٹ وزٹ کر لیں۔ آپ کی جاسوسی شروع ہو جائے گی۔ یہ ہے جہاں۔

4- سفری ٹکٹ:

آج کل ٹکٹ ہونے کے لیے ذاتی معلومات دینی پڑتی ہیں۔ فون نمبر لکھواتا پڑتا ہے۔ اندرون ملک پروازوں کے لیے بھی شناختی کارڈ لازمی ہوتا جا رہا ہے۔ عمرہ یا حج پر جانا اور بیرون ملک سفر کرنا تو اپنے آپ کو ہر لمحے ناویہ کھوتی آنکھ کے آلہ کاروں کی نگرانی میں دینے کا مترادف ہے۔ یہ دراصل باشندگان کرۃ ارض کے گرد ہر وقت نگرانی کا حصار سخت کرنے کی طرف پیش رفت ہے۔

5- رقوم کی منتقلی:

دجالی قوتوں نے سرمایہ کی منتقلی پر کس قدر گہری نظر رکھی ہوئی ہے، اس کا اندازہ اس سے کریں کہ بیرون ملک سے کوئی شخص کسی فرد یا ادارے کو رقم بھیجنا چاہے تو یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک نیویارک سے اس کی کلیئرنس نہ ہو جائے۔ اندرون ملک رقوم بھجوانے کے لیے بھی بیسیوں سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نہ صرف عوام کی زندگی تنگ ہوتی جا رہی ہے بلکہ اس کے گرد دجال کی جاسوس طاقتوں کا گھیرا بھی تنگ ہو رہا ہے۔

دجال کا مقام

اب اہم اصل سوال کی طرف لوٹتے ہیں۔ دجال اکبر کہاں ہے؟ کس جگہ روپوش ہے؟ اگر اسی زمین پر ہے جس کا چپہ چپہ چھان مارا جا چکا ہے، جس کا ذرہ ذرہ سیٹلائٹ کی مگر فی میں ہے، تو اس کا انکشاف کیوں نہیں ہوتا؟ اس تک پہنچ کیوں نہیں جا سکتا؟

یہودی علماء (احبار و رہبان) "دجال اکبر" کے موجودہ مسکن کے حوالے سے نہایت تضاد بیانی کا شکار ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ دجال اکبر "قن" یا "قنم" میں ہے۔ "قنم" کے معنی کبھی چڑیا کا گھونسلہ کرتے ہیں۔ کبھی لکڑی کا تابوت اور کبھی پہاڑ کا غار۔ کبھی اس کا قید خانہ، ماوراء الارض طبقات میں بتاتے ہیں، کبھی زمین کے قریب سیاروں میں، کبھی خلا کے نامعلوم مقام میں۔ اسے وہ "جبل" یا "رمل" کہتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ مسیح الدجال کی موجودہ رہائش گاہ ہے۔ جہاں ان کا نجات دہندہ اس وقت رہتا ہے۔ یہی رہائش گاہ اس کے ظہور کے وقت روئے ارض پر آ کر یروشلم میں قائم ہو جائے گی۔ یہود کے مدعیات علماء کے مطابق اصل بیگل اور قبائلی گاہ بھی وہیں ہے جہاں اس کے روپوش ہے۔ مسیح کا آنا اصل اس پیش اور وہ زمین پر قائم کرنے کے لیے ہوگا۔ یہ

سب اپنی جہات پر پردہ ڈالنے کی کوشش ورنہ ٹک ٹوئیاں ہیں۔ سچی بات وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی ہے کہ وہ اسی زمیں پر ہے۔ مشرق کی جانب میں ہے۔ یک جزیرے میں ہے۔ فرشتوں کی قید میں ہے اور وقت سے پہلے ساری دنیا کے سیلائٹ مل کر اسے تلاش کر سکتے ہیں نہ پوری دنیا کے یہودی مل کر اسے چھڑوا سکتے ہیں۔

یہ بات مکمل طور پر صحیح نہیں کہ سیلائٹ کے ذریعے زمین کے چپے کو چھان مارا گیا ہے اور فنگلی و سمندر کی مکمل سلیٹنگ ہو چکی ہے۔ ابھی حال ہی میں خبر آئی تھی کہ برازیل کے جنگلوں میں ایسے وحشی قبیلے کا انکشاف ہوا ہے جہاں جدید دور کے انسان کے قدم آج تک نہیں پہنچے۔ لہذا یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ دنیا میں اب بھی بہت دشوار گزار جگہیں ہیں جہاں "نا پیدہ آنکھ" اب تک نہیں پہنچ سکی۔

ابلیسی سمندر اور شیطانی ملکوں

حدیث شریف میں آتا ہے

(یہ واقعہ سنانے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد منبر پر مار کر فرمایا "یہ ہے طیبہ۔ یہ ہے طیبہ [یعنی مدینہ منورہ]۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تم کو یہی بتایا کرتا تھا۔ جان لو کہ وہاں شام کے سمندر (بحیرہ روم) میں ہے یا یمن کے سمندر (بحر عرب) میں ہے۔ نہیں ادھر مشرق میں ہے" مشرق میں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔" (صحیح مسلم حدیث 7208)

اب جزیرۃ العرب سے مشرق کی جانب دیکھا جائے تو دو جگہیں ایسی ہیں جنہیں مغرب کے عیسائیوں کے ہاں بھی "شیطانی سمندر" "شیطانی جزیرے" یا "جہنم کا دروازہ" کہا جاتا ہے اور مرے کی بات یہ ہے کہ انہوں کا آخری سرا میرکا سے جاتا ہے۔

(۱) مشرق دید میں بحر الکاہل ہے۔ ایران اور غیب آباد جزائر آتے ہیں اس کے

ارد گرد کے گہرے اور خوفناک پانیوں کا نام سی "شیطان سمندر" (Devils Sea) ہے۔ یہ جنوب مشرقی جاپان، آویجیاتی یونین اور جزائر مار یانہ کے قریب ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہاں کوئی بھی انسانی ملک نہیں پھرا ہے "شیطان سمندر" کا عالمی نام کس نے دیا؟ مسلمان ایسی نکتہ طرازی کریں تو سمجھ میں آتی ہے، غیر مسلموں نے اسے کیوں ایسی ٹھکانہ قرار دیا؟

یہاں یہ بات بھی مد نظر رہے کہ مشرق کی جانب واقع سمندر میں امریکا کی ایک سمندری ریاست بھی موجود ہے۔ امریکا کی پچاس ریاستیں ہیں جب کہ اس کے پرچم پر موجود پچاس ستاروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں سے اڑتالیس تو انٹکشی ہیں۔ دو ذرا فاصلے سے ہیں

(۱) لاسکا۔ اس کے اور امریکا کے بیچ میں کینیڈا شامل ہے۔ یہ 1867ء تک روس کے پاس تھی۔ اس کے اور روس کے بیچ میں صرف دریا بیرنگ نامی تنگ سمندری گذرگاہ ہے۔ جو 170 ڈگری شمالاً جنوباً واقع ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے یہ شمالی امریکا کی حدود میں آتی تھی اور امریکی براعظم میں ایشیائی روس کی موجودگی امریکیوں کو نہایت کھلتی تھی۔

امریکا کے سترہویں صدی میں ریو جانسن کی زندگی میں سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ انہوں نے 18 اکتوبر 1867ء کو 56 لاکھ 86 ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا برطانیہ روس الیکٹریٹڈ روم (1881ء - 1855ء) سے سات ملین ڈالر کی مالیت کے برابر ہونے کے بدلے خرید کر امریکی وجود کو روسی داغ سے پاک کر لیا۔ اس طرح اس کا اپنے وسیع رقبے اور قیمتی معدنیات کے ساتھ انچا سوین ریاست کی حیثیت سے شرف پایا گیا ہوا۔

(۲) جزیرہ ہوائی جس کا صدر مقام "ہونولولو" ہے۔ اس کا رقبہ گیارہ ہزار مربع میل ہے۔ یہ 1898ء میں پچاسویں ریاست کے طور پر امریکا میں شامل ہوا۔ بحر الکاہل کے بیچ میں ہے اور بحر الکاہل وہی سمندر ہے جس کا ایک مقام "مار یانہ" ہے۔ نیو کی گہری ترین جگہ

ہے۔ جس کی تہہ میں خوفناک آتش فشاں ہیں، جس میں زیرِ آب زلزلے آتے رہتے ہیں اور... جس کا ایک حصہ "شیطانی سمندر" کے نام سے مشہور ہے۔

(2) اور پھر بحرِ اکاہل کے پار امریکا ہے۔ امریکا کے قریب سمندر میں ایسا نکوئی خطہ ہے جس کے متعلق عجیب و غریب قصے کہانیاں مشہور ہیں۔ ان میں حقیقت کم اور افسانہ زیادہ ہے۔ حقیقت اتنی ہے کہ یہ "شیطانی نکون" ہے۔ "نکون" سے آپ کے ذہن میں کیا بات آتی ہے۔ نکون کہاں استعمال ہوتی ہے؟ کس فرقے کا مخصوص نشان ہے؟

کس ملک کے نوٹ پر اہرام نما نکون چھپی ہوئی ہے؟ "برمودا ٹرائی اینگل" آج کی ترقی یافتہ سائنس کے لیے بھی ایک معمہ ہے۔ جدید ترین طیاروں اور بحری جہازوں کے آلات اس خطے میں داخل ہوتے ہی بے کار ہو جاتے ہیں۔ قریب پہنچتے ہی متاثر ہونے لگتے ہیں۔ اس کے اندر اللہ پاک کسی کو اپنی قدرت سے بے جائے تاکہ وہ دنیا و اہل کو آگاہ کر سکے تو اس کی خصوصیت ہے۔ عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ زمین چونکہ گول ہے اس لیے اگر دجال کے مقام کو ہم رکھنے کے لیے مشرق کی طرف اشارہ کیا جائے جو کہ آگے جا کر بہر حال (زمین کے گول ہونے کی وجہ سے) مغرب تک پہنچے گا تو یہ درج بال حدیث شریف کی ایک مکتبہ تاویل ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس سے زیادہ قوی تاویل وہ ہے جو ایک مصری محقق عیسیٰ داؤد نے اپنی کتاب "مسلک برمودا" میں کی ہے کہ پہلے دجال بحرِ اکاہل کے ان ویران جہاز میں قید تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اسے یزیوں سے تو رہائی مل گئی۔ وہ زنجیروں سے آزاد ہو گیا ہے اور اپنے خروج کی راہ ہموار کر رہا ہے، لیکن اسے ابھی خروج کی اجازت نہیں ملی لہذا وہ "شیطانی سمندر" سے "شیطانی نکون" تک رابطے میں ہے جس کے قریب شیطانی تمندیب پروان چڑھ کر نکتہ عروج کو پہنچنے ہی والی ہے۔

یہ شیطان سے مسلک شیطان تک بحرِ اکاہل کے شیطانی سمندر اور بحرِ اوقیانوس کی

”شیطان ٹکون“ میں کئی خصوصیات کے اعتبار سے مماثلت پائی جاتی ہے جو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ ان دونوں میں کوئی ایسا تعلق ضرور ہے جو ایسا کی نظر سے پوشیدہ ہے اور یہ تعلق لازماً شیطانی ہے، روحانی یا انسانی نہیں۔ مثلاً

(1) دنیا میں یہ دونوں ایسی جگہیں ہیں جہاں قطب کا کام نہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ دونوں میں متعدد ہوائی اور بحری جہاز غائب ہو چکے ہیں۔ بحر شیطان میں کم اور مثلث شیطان (برمودا) میں زیادہ۔ انتہائی تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان ایسے جہازوں کو سفر کرتے دیکھ لیا گیا ہے جو بہت پہلے غائب ہو چکے تھے۔

(2) دونوں کے اندر ایسی متماطمی کشش یا برقی لہریں یا لیزر شعاعیں قسم کی چیز موجود ہے جو ہماری بجلی سے ہزار گنا طاقتور ہے۔ یہ انتہائی طاقتور لہریں ہوائی یا بحری جہازوں کو توڑ مروڑ کر ٹکڑ ٹکڑ کرنا کا نام و نشان مٹا دیتی ہیں۔

(3) دونوں کے درمیان اڑن طشتریاں اُڑتی دیکھی گئی ہیں جنہیں امریکی میڈیا کی مخصوص ”نادیدہ طاقتیں“ خلائی مخلوق کی سواری قرار دیتی ہیں جبکہ وہ دجال کی تیز رفتار سواری بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے ”دجال کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا اور اس گدھے کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا اور وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر سمندر میں ایسے ٹھس جائے گا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چھوٹی نال میں ٹھس جاتے ہو۔“ (کتاب السنن، نعیم بن حماد۔ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تین دن کی مسافت ایک قدم پر تقسیم کی جائے تو تقریباً ۸۲ کلومیٹر فی سیکنڈ بنتے ہیں۔ زل طشتریاں جہاں انتہائی تیز رفتار ہوتی ہیں وہاں وہ نصفی طرح سمندر کی گہرائی میں ٹھس ٹھس رہتی ہیں یہ اپنے ٹھس چھوڑ دیتے ہیں اور پھر ٹھس ٹھس جاتے یا زمین میں

کہیں بھی اتر جانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ امریکا کا یہودی میڈیا ان کے متعلق سامنے آنے والے حقائق چھپاتا رہتا ہے۔ چھ ماہرین نے انہیں منظر عام پر لانے کی کوشش کی تو انہیں قتل کر دیا گیا۔ یہ موضوع تفصیل چاہتا ہے۔ اس پر ان شاء اللہ الگ سے لکھا جائے گا۔

(4) دونوں جگہوں کو خواص و عوام قدیم زمانے سے شیطان کی طرف نسبت کرتے ہیں اور یہاں ایسی قوتوں کی کارستانیوں کے قائل ہیں جو انسانیت کی ہمدرد نہیں، خوفناک، مذہر اور جان بوجھ کر لیکن ان کے گرد اسرار کے ایسے پردے آویزاں کر دیے گئے ہیں کہ ہر کی کھل اُٹارنے والے مغربی میڈیا اور چیونٹی کے جوں میں گہرے فٹ کر کے ان کی طرز زندگی پر تحقیق کرنے والے مغربی سائنس دان مہرباب ہیں بلکہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان سفر کرتی نظر آنے والی اژدہا عظیمیوں کی حقیقت تک پہنچنے والے دو سائنس دانوں ڈائلز مورلیس صبیح اور ڈائلز جیمس ای میکڈونلڈ کو ہلاک کر دیا گیا اور ان کی ہلاکت کو خود کشی کا نام دے کر اس راز کو دنیا سے چھپانے اور دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔

حضور مدیہ الصلوٰۃ والسلام نے دجال کی قید گاہ کے بارے میں تین جگہوں کا نام لیا۔ دو کی غبی کی اور ایک کی تاید کی کہ جال وہاں مقید ہے۔ ان تینوں میں سمندر کا نام آتا ہے۔ اس کی تشریح ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے کہ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”ابلیس اپنا تخت سمندر پر رکھتا ہے۔ لوگوں کو فتنے میں ڈالنے کے لیے اپنا لشکر روانہ کرتا ہے۔ جو اس کے لشکر میں سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے وہ ابلیس کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔“ مسلم شریف کے شارح علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابلیس کا مرکز ہے یعنی ابلیس کا مرکز سمندر میں ہے۔

اس سے ہمیں دجال کے مقام کو سمجھنے میں کچھ مدد ملتی ہے۔ وہ اس طرح کہ دجال ابلیس کے ترکش کا سب سے کارآمد اور زہر میں بھرا ہوا تیر ہے۔ اللہ کی جی خدائی کے مقابلے میں جموئی خدائی قائم کرنے کے لیے ابلیس کا سب سے اہم ہتھیار اور کارآمد حربہ دجال ہے۔ ان دونوں کی باہمی ملاقات اور شیطانی قوتوں کی دجال کے ساتھ بھرپور امداد احادیث سے ثابت ہے۔ کیا عجیب کہ ابلیس کے مرکز میں ہی دجال مقید ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے شیطانی سمندر اور شیطانی جزائر میں مقناطیسی کشش پیدا کر کے عام انسانوں سے مخفی کر رکھا ہو۔

دجالی شعبدوں کی دو تشریحات

احادیث میں دجال کو دیے گئے جن بحیرہ مقبول شعبدوں کا ذکر آتا ہے۔ یہ لگتا ہے کہ ان کا تعلق بھی انہی مقناطیسی لہروں یا لیزر شعاعوں سے ہے۔ ان شعاعوں کے ذریعے وہ کام کیے جاسکتے ہیں جن کو دیکھ کر کتر و ایمان اور ناقص علم والے تو جموئے خدا کو سچا ماننے میں دیر نہیں کریں گے۔ یہ کام دو طرح کے ہو سکتے ہیں

(1) بعض میں تو حقیقت وہ ہوگی جو دکھائی دے رہی ہے۔ یعنی ان شعاعوں کو کسی انسان یا انسانوں کے مجمع پر ڈالا جائے تو وہ مکمل کر غائب ہو جائے گا۔ کھیتوں پر ڈالا جائے تو سرسبز کھیت جل کر راکھ ہو جائے گی اور پھر کھیت ٹہلنا نہ لگیں۔ مادرزاد اندھے کی بینائی لوٹا دینا، امراض کا علاج کر دینا، چنڈا کو مار ڈالنا یا غائب کر دینا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ ان شعاعوں کے ذریعے چلک جھپکتے میں ممکن ہوگا۔

(2) دوسری قسم وہ ہے جس میں نظر بندی ہے۔ حقیقت وہ نہیں ہوگی جو نظر آ رہی ہے۔ مثلاً کثیر الخمر لہ عمارتوں، دیوید کل جہازوں کو غائب کر دینا۔ سمندر کی تہ میں یا زمین کی گہرائی میں موجود پلیٹینوں کو ہلا کر زئیر۔ پیدا کرنا۔ زندہ انسان کو دو ٹکڑے کرنا اور پھر زندہ

کر دیتا۔

یہودی سائنس دانوں نے ان شعاعوں کو جو ان دو شیعائی جزائر میں پائی جاتی ہیں، محفوظ کرنے اور حسب فضا استعمال کرنے میں ابتدائی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ یہ اس قدر طاقتور ذریعہ توانائی ہے کہ موجودہ سائنس کی تمام ایجادات اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتیں۔

ہوئی جہاز کو تو چھوڑیں، اگر اس کو کار میں استعمال کیا جائے تو وہ مرد و چہرہ و اپنی توانائی سے چلنے والی کاروں سے لاکھوں گنا ہزاروں گنا تیز رفتاری سے چلے گی۔ دجال جس قسم کی آٹس ٹشٹریوں پر سواری کرے گا اس میں یہی توانائی استعمال ہوگی۔ اس کی حیرت انگیز شعبہ بازیوں کی پشت پر یہی توانائی کار فرما ہوگی اور کٹر درمیان والوں کو مگر اوکر چھوڑے گی۔ آج کل یہود آخری معرکے کی تیاری کر رہے ہیں اور دنیا کا ذہن بنا رہے ہیں کہ ”نجات دہندہ“ کی آمد قریب ہے۔ فقیر یہ جیسے ہی وہ اس پر حسب فضا کنٹروں حاصل کریں گے، انسانیت کے خلاف فیصلہ کن جنگ کا پانچمہ دہل اعلان کر دیں گے۔ اس کے خیال میں یہ ناقابل شکست نیکٹائوجی ہے جو دجال کی ”عالمی حکومت“ کے قیام میں حائل ہر رکاوٹ کو بہالے جائے گی۔ بلکہ وہ تو اس سے بھی آگے کی سوچ رہے ہیں کہ یہ لیزر ٹیکنالوجی کو موت پر قابو دے دیں تاکہ موت ان کے لیے یقینی طور پر جہنم کا دروازہ بنے اور نیچے حقیقت یہ ہے کہ وہ اس سے بھی آگے کی سوچ رہے ہیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اندر بہ احزمت کو قتل کر کے زمین و آسمان کی بادشاہت اپنے نام کر لیں۔ لیکن ان کی غلطی یہ ہے کہ وہ اس موقع پر بھول جاتے ہیں کہ سب طاقتوں کے اوپر ایک طاقت موجود ہے۔ شیطانی مادی طاقتوں کی جہاں انتہا ہوتی ہے، وہاں رحمانی روحانی طاقت کی بندہ ہوتی ہے۔ اللہ و اپنی مخلوق سے محبت سے خصوصاً اسے سجدہ کرنے اور اس کی خاطر جان دینے اور اس کے ساتھ بشارتوں سے اسے مشتاق بنانے اور اس کی قیادت میں اسے لایا گیا ہے۔

اور ان کے اپنے سواے دست ورسولی کے چہ نہ چھوڑے گی۔ جب تمام دنیا نے اس پر اسے شکست کھائی تھی تو طوبان نے جہاد کی بدست اسے اس کی وقایہ یاد دلا دی۔ طوبان نے جب تمام روشن خیال دنیا و جاہل و خدہ تسلیم کر چکی ہوگی کہ خراسان کے کائے حسدے والے اس کی بھوٹی خدائی کا پردہ چاہ کر ڈالیں گے۔ کاش مسلمان اس دن کی تیاری ابھی سے کریں۔ تقویٰ و جہاد۔ تقویٰ اور جہاد۔ تقویٰ اور جہاد۔ اہل اسلام اتقویٰ اور جہاد۔ نہ وہ چیزوں کو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

بات یہ ہے

دعائیں کہاں ہے؟ یہ سواں اسرار و رموز کے دہیز پر ہے کے پیچھے چھپا تھا۔ اب جیسے جیسے اس کے ظہور کا وقت قریب رہا ہے، ایسا لگتا ہے اللہ تعالیٰ بیسی اور جان تو قوتوں کے ٹھکانے کو کچھ نہ کچھ شکار کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال اس کا معلوم ہو یا نامعلوم، واضح ہو یا مبہم، معلوم ہو کر بھی نامعلوم رہے یا بالکل مجہول رہے، بات یہ ہے جس چیز کو حدیث شریف میں جتنا بتایا گیا ہے، اس سے زیادہ جاننے میں یقیناً ہمارا فائدہ نہ تھا اس لیے اسے مبہم رکھا گیا۔ ہمیں اس بہم کی تشریح کے پیچھے پڑنے کے بجائے اس مقصد پر نظر رکھنی چاہیے جو ابہام کا منشا تھا۔ جیسا کہ اس کے مسکن کی تحسین کے بجائے وہاں فتنے کے مقابلے کی تیاری۔ سن کر ہمیں اس کا مسکن معلوم بھی ہو جائے تو نہ کوئی قبل از وقت اسے قتل کر سکتا ہے نہ اس کے جزیروں تک پہنچ سکتا ہے، البتہ جب اس کا اور پوری دنیا میں وندناے کا تو جس نے اس کے مقابلے کے لیے دنیا کی محبت سے جان چھڑا کر موت کی تیاری نہ کی ہوگی، حرام چھوڑ کر حال کی پابندی نہ کی ہوگی، سورہ کہف و رد کر و تہج کی بدست نہ ڈالی ہوگی، اللہ کی طاقت کا شوق دل میں پیدا نہ کیا ہوگا اور جہاد سے غافل رہا ہوگا، وہ اس کے فتنے کا شکار ہونے سے نہ بچ سکتا گا۔ فتنے کا سر نہ معلوم ہوتا تھا، ہم نہیں جانتے فتنے کا شکار ہونے سے پہلے

کی تیاری کرنا اور فتنے سے بچنا اتنا قابلِ قدر نہیں جتنا اس کے خاتمے کے لیے فیصلہ کن
 جدوجہد کا عزم کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان و استقامت کا اعلیٰ درجہ اور جدوجہد و جہاد کا
 لازوال جذبہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

دجال کب برآمد ہوگا؟

اس بحث کا تیسرا اور آخری سولہ جو پہلے دو سوالوں سے زیادہ نازک، تحقیق طلب اور حتمی جواب سے بعید ترین ہے یہ ہے کہ جال کب نکلے گا؟ اسے رنجیروں سے آزادی تو شاید مل چکی ہے، قید سے رہائی کب ملے گی؟ اور دجال کا راستہ، ہموار ہونے، اسٹج تیار ہونے اور دجالی قوتوں کی مدد ترقی کے نکتہء عروج پر پہنچنے کے بعد وہ کون سا ہے جب وہ خروج کر کے دنیا کو تاریخِ انسانی کی سب سے بڑی آزمائش سے دوچار کرے گا؟ ہمیں قرآن مجید سے اس طرح کے سوالات کے دو جواب ملتے ہیں چنانچہ پہلا جواب تو وہی ہے جو سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 51 میں وارد ہوا ہے "فَلْ عَسَىٰ دَٰ جَلُکُمْ فَرِیدٌ"۔

ترجمہ "اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے کہ عین ممکن ہے کہ وہ (نکلے موعود) بالکل ہی قریب آ گیا ہو۔"

بالکل اسی طرح یہ ایک بات سورۃ معارج میں بھی وارد ہوئی ہے "ثُمَّ بَرَزَ مِنْهُ

یعنی "یہ لوگ اسے دور سمجھ رہے ہیں، جبکہ ہم اسے، اقل قریب دیکھ رہے ہیں۔"

(آیات 6-7)

اور دوسرا دعویٰ جواب ہے جو قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے یعنی "اور دوری

فریب م بعد ذلک عذبوا"

یعنی "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم سے

وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب آپ کی ہے یا ابھی دور ہے۔" (سورۃ الزیہ، 109)

"فمن ربی فریب منکم عذبوا م یجعل لہ رنی مد"

یعنی اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا وعدہ تم

سے کیا جا رہا ہے وہ غریب پیش آنے والی ہے یا ابھی میرے رب اس کے ضمن میں کچھ تاخیر

فرمائے گا۔" (سورۃ النجم 25)

خدا صمدیہ کہ اللہ رب العزت نے جن خاص حکمتوں کے تحت قیامت کا علم کسی کو نہیں

دیا، اسے سو فیصد مبہم رکھا ہے، اسی طرح علامات قیامت کے ظہور کے وقت کی حتمی تعیین بھی

ناممکن ہی جیسی ہے۔ البتہ بعض قرآن و شواہد کی بنا پر ہمارے اکابر یا اس موضوع سے دلچسپی

رکھنے والے اہل علم نے اب تک جو چھ فرمایا ہے، اہل میں ہم اسے باجمہر نقل کرتے ہیں

(1) برصغیر کے مشہور عالم دین اور وجہیات سے خصوصی دلچسپی رکھنے والے

اور س پر مفصل کتاب کے مولف حضرت مولانا سید مناظر احسن میاں اپنی معرکہ آرا

کتاب "دوران فتنہ کے نمایاں خدا و خال" کے مقدمے میں لکھتے ہیں

"مغرب کا جدید تمدن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "امسح الدجال" کے خروج کی

زمین تیار کر رہا ہے، کیونکہ اپنی اقتدار کی قوتوں سے اسی نام عرپ کی اس نشاۃ جدیدہ میں

بھی یا جرمات، جس میں "امسح الدجال" اپنی اقتدار کی قوتوں کو استعمال کرے گا۔ خدا

بیزاری یا خدا کے انکار کو ہر دھڑ بڑ بنانے کی راہ یورپ صاف کر رہا ہے یا کر چکا ہے لیکن
 بچے خدا کے خود اپنی خدائی کے اعلان کی جرأت اس میں ابھی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ مسیح
 الدجال اسی قصے کی تکمیل کرے گا۔ کچھ بھی ہو، مسیح اور صاف چمکی تلی بات جس میں خواہ مخواہ
 نبوت کے الفاظ میں سمجھنا جان اور ریب تاویلوں کی ضرورت نہیں ہوتی یہی ہے کہ "المسیح
 الدجال" کے غرور کا دعویٰ تو قبل از وقت ہے، مگر "المسیح الدجال" جس فتنے میں دنیا کو جکڑ
 کرے گا، اس فتنے کے ظہور کی ابتدا کسی نہ کسی رنگ میں مان لینا چاہیے کہ ہو چکی ہے۔
 دوسرے الفاظوں میں چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ دجال آیا ہو نہ آیا ہو، لیکن "وجاہت" کی آگ
 یقیناً بھڑک چکی۔ آخر حدیثوں میں یہ بھی تو آیا ہے کہ "المسیح الدجال" سے پہلے "دجالہ" کا
 ظہور ہوگا۔ بعض روایتوں میں ان کی تعداد میں اربعہ ہزاروں میں ستر چھتر تک بتائی گئی ہے۔
 "دجال" سے پہلے اس "دجالہ" کی طرف "وجاہت" کا انتساب بلاوجہ نہیں کیا گیا ہے۔
 بظاہر یہی معصوم ہوتا ہے کہ "المسیح الدجال" جس فتنے کا پیدائے گا کچھ سی قسم کے فتنوں
 میں اس سے پہلے ہونے والے "وجاہل" دنیا کو جکڑائیں گے۔" (ص 24، 25)

(2) منکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
 سورہ ہنظ اور دجال سے اس کے خصوصی تعلق پر بھی کئی کتاب "معرفت ایمان و مادیت"
 میں رقم طراز ہیں

"عمدہ غر میں یہودیوں نے (مختلف اسباب کی بنا پر جن میں بعض ان کے نسلی
 خصائص سے تعلق رکھتے ہیں، بعض تعلیم و تربیت سے، بعض سیاسی مقتصد اور قومی منصوبوں
 سے) علم و فن اور ایجابات و انتہامات کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہوں نے
 یہ طریقے تہذیب جدید پر پورا کھنڈوں کر لیا اور اب تعلیم، سیاست و فلسفہ و تاریخ و
 سائنس اور قومی و مذہبی کے بارے میں سالہا سال ہاتھ میں لے لے کر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

انہوں نے مغربی تہذیب (جو مغربی ماحول میں پیدا ہوئی) کے ایک اہم ترین عنصر کی حیثیت حاصل کر لی۔ جدید تغیرات کا جائزہ لینے سے ہمیں اندازہ ہوگا کہ بین الاقوامی یہودیت کا اثر و رسوخ مغربی معاشرہ میں کس قدر بڑھ چکا ہے؟ اب یہ تہذیب اپنے تمام سرمایہ علم و فن کے ساتھ اپنے مغربی انجام کی طرف بڑھ رہی ہے اور تخریب و فساد اور تلخس و دجل کے آحری نقطہ پر ہے اور یہ سب ان یہودیوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے جن کو اہل مغرب نے سر آنگھوں پر بٹھایا اور ان کے دور رس خفیہ مقصد، انتقامی طبیعت اور تخریبی عزائم سے غافل و سب پر دہو کر ان کی جڑوں کو اپنے ملکوں میں خوب پھیلنے اور گہرا ہونے کا موقع دیا اور ان کے لیے ایسی سہولتیں اور مواقع فراہم کیے جو طویل صدیوں سے ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آسکے ہوں گے۔ یہ انسانیت کا سب سے بڑا انتہی ہے اور نہ صرف عربوں کے لیے (جو ان کو بھگت رہے ہیں اور نہ صرف اس محدود رقبہ کے لیے جہاں موت و ذلت کی یہ کشمکش برپا ہے) بلکہ ساری دنیا کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔“ (ص 10، 11)

(3) عالم عرب کے مشہور عالم، داعی اور محقق شیخ سفر عبدالرحمن الحوالی اپنی

کتاب ”ایوم الغضب“ میں کہتے ہیں

”رہا آحری مشکل سوال کہ غضب والا دن کب مارل ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ”ویرانے کی گندگی“ کو کب تباہ کرے گا؟ بیت المقدس کی زنجیریں کب کنٹیں گی؟ اس کا جواب ہم نے ضمناً پہچان لیا ہے، دیا ہے۔ پہلے مزرچکا ہے کہ ”انیل نے کرب اور کشائش کے درمیان 45 برس کا تعین کیا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ”انیل کی نشاندہی کے مطابق چلید ریاست 1967ء میں قائم ہوئی (یعنی اسرائیل کا بیت المقدس پر قبضہ 1967ء میں ہوا۔ راقم [تو اس صورت میں اس کا خاتمہ یا اس کے خاتمہ کا آغاز 1967+45=2012ء میں ہوگا۔ ان سب اس کے وقوع کی توقع ہے، لیکن جب تک واقعات تصدیق نہیں کرتے ہم

کوئی قطعی بات نہیں کہہ سکتے۔" (ص 122)

(4) جامعہ ازہر کے استاد، اور مہدیات کے مشہور مصری محقق، الاستاذ امین محمد

جہاں الدین اپنی معرکہ آرا کتاب "برمہدون" (آرمیگاڈون) کے صفحہ 33 پر رقم طراز ہیں
"نصیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ کعب نے کہا "ظہور مہدی کی علامت مغرب

سے آنے والے جھنڈے ہیں جن کی قیادت کندہ (کینڈا) کا ایک نکلڑا آدمی کرے گا۔"

مجھے گمان تک نہ تھا کہ امریکی ایک نکلڑے کا انتخاب کر کے اسے کمانڈر انچیف کے

منصب پر فائز کریں گے بلکہ میں اپنے دل ہی دل میں سمجھتا تھا کہ، عسکر کے لفظ سے مراد

ایک کمزور شخص ہے جس کی رائے میں کوئی وزن نہ ہوگا۔ میرے تو وہم و گمن میں بھی نہ تھا کہ

وہ دنیا کی فوج کا سپہ سالار ایک نکلڑے کو بنانا روا سمجھیں گے۔ بد شگونی کے طور پر کہا جاسکتا ہے

کہ یہ فوج اپنے قائد کی طرح عاجز و درماندہ ہوگی۔ جب میں نے دیکھا کہ کینڈا سے تعلق

رکھنے والا جنرل رچرڈ مائرز جیسا کھیلوں پر چل کر آ رہا ہے تاکہ وہ امریکی عوام کے سامنے

افغانستان کے خلاف بری، بحری اور فضائی آپریشن کا اعلان کرے تو میرے منہ سے نکل گیا۔

اللہ اکبر! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔

اتحادی فوج کے جھنڈوں (سیلیبی جھنڈوں) کا کینڈا کے نکلڑے جرنیل کی زیر

قیادت خروج کشت و خون کے آغاز کی علامت ہے اور جی و قیوم کی قسم! یہی ظہور مہدی کی

علامت ہے۔ اگر ہم نکلڑے امریکی کمانڈر انچیف پر حیران ہو رہے ہیں تو ہمیں ایک اور

عبارت پر بھی حیران ہونا چاہیے جس کو نصیم بن حماد نے ہی روایت کیا ہے۔ اس میں اسی

نکلڑے کا وصف بیان ہوا کہ پھر نکلڑا کینڈین خوبصورت بیچ لگا کر ظاہر ہوگا۔ جب تو نکلڑے

کو خوبصورت فوجی دور، بی تمغوں اور بیچوں میں دیکھے گا تو بے ساختہ حیرے منہ سے نکلے گا

سبحان اللہ! واقعی مہدی کا ظہور قریب تر ہے کیونکہ کینڈین نکلڑا جرنیل عام ہو چکا ہے۔"

گے وراپنے کا جواز عہد و پیمان کے مطابق ان کی امداد کریں گے۔

پھر ماہ محرم میں مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار آجائے گی۔ اس وقت مسلمان جا رحانہ اقدام شروع کر دیں گے۔ اس سے بعد پورے ملک ہندوستان میں شورش برپا ہو جائے گی۔ اس وقت مسلمان جہاد کا معمم راہ کرے گا۔

- ساتھ ہی ساتھ اللہ کا ایک حبیب جو اللہ کی طرف سے صاحب قرآن کا درجہ رکھے گا، اللہ کی مدد سے اپنی تلوار نیام سے نکال کر اقدام کرے گا۔

- سرحد کے بہادر غازیوں سے زمین مرقد کی طرف بٹنے لگے گی جو اپنے مقصد میں کامیابی کے لیے پروندہ دار آئیں گے۔ یہ بیرونوں کو زوں کی طرح رتوں رات غلبہ کریں گے اور حق بات یہ ہے کہ قوم افغان برابر فتح یاب ہو جائے گی۔

- افغانی دہکی اور ایرانی مل کر ہندوستان، مردانہ وار فتح کریں گے۔

دین - عدم کے تمام بد خواہ مارے جائیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا عطف نازل فرمائے گا۔

حد کے فضل و کرم سے قوم مسلمان خوش ہو جائے گی اور پورا ہندوستان ہندوانہ رسوم سے پاک ہو جائے گا۔

- ہندوستان کی طرح یورپ کی قسمت خراب ہو جائے گی اور تیسری جنگ عظیم پھر پھڑپھڑ جائے گی۔

- جن افغانوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک الف (مریکا) بد کام گھنڈے کی طرح الف یقی سیدھا ورثہ یہ جنگ ہوگا اور روس الف مضر ہانہ یعنی نکات پر حملہ کرے گا۔

شہادت جہاد میں بڑی رات سے ساتھ یہ سارے امریکی سیدے شمشیر

تیار کر کے ہمراہ لائے گا

- افس یعنی انگلستان ایسے مٹیں گے کہ ان کا ایک لفظ بھی صلیبی ہستی پر بجز تاریخوں میں ان کی یاد کے اور ان کے کچھ باقی نہ رہے گا۔

- غیب سے سزا ملے گی، گنہگار نام پائے گا اور پھر بھی عیسائی طرز سر نہ اٹھائے گا۔

- بے ایمان ساری دنیا کو خراب کر دیں گے۔ آخر کار ہمیشہ کے لیے جہنمی آگ کا نذرانہ ہو جائیں گے۔ وہ راز بست ہیں جو میں نے کہا ہے اور موتیوں کی طرح پرویا ہے۔ تیری نصرت و کامیابی کے لیے ایک اسناد بھی کا کام دے گا۔

اگر تو جدی چاہتا ہے اور فتح چاہتا ہے تو خدا کے لیے احکام الہی کی پیروی کر۔ جب آئندہ کسان رھو فدا کا سال شروع ہوگا تو حضرت مہدی اپنے مہدویانہ عہدہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔

”نعت خاموش ہو جاؤ“ اور خدا کے رازوں کو آشکارا مت کر۔ ”کسب کسب“ (745 ہجری) میں نے یہ اشعار لکھے ہیں۔“

(6) صدر دارالعلوم کراچی حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم وہماتہ ”ابلاغ“ میں شائع شدہ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل کے بارے میں بشارتیں اور ان کی تطبیقی صورت حال کے بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب اس سلسلہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی خبریں دی ہیں ان کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ پوری دنیا کی سیاست، جغرافیہ اور حالات میں جو تبدیلیاں بڑی تیزی سے رونما ہوئی ہیں اور ہورہی ہیں، یہ سب اس دور کی طرف دنیا کو لے جا رہی ہیں جو حضرت مہدیؑ کے ظہور سے سامنے آنے والا ہے اور یہ سارا

میدان اس کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ اور روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مہدی کے زمانے میں مسلمانوں میں اختلاف عروج پر پہنچا ہوا ہوگا تو اختلاف کا خاتمہ ہی کریں گے اور دوبارہ خلافت اسلامیہ قائم ہوگی۔ جس کے سربراہ حضرت مہدی ہوں گے بظاہر وہ وقت اب زیادہ دور نظر نہیں آتا۔

سوال حضرت مہدی کے ظہور کے پہلو بہ پہلو وہاں کا ظاہر ہونا بھی آتا ہے؟
جواب وہ پوری امت کے لیے آزمائش کا وقت ہوگا۔ بس اتنی بات ہے کہ اسلام کی ذلت کا وقت نہیں ہوگا اس لیے کہ مسلمان ایک امیر کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوں گے اور حق ان کے سامنے کھڑا ہوا ہوگا۔ حضرت مہدی کا قول حق ہوگا اور ان کے خلاف جو ہوگا وہ باطل ہوگا۔ اس مشکل میں وہ دوچار نہیں ہوں گے جس مشکل میں اب ہم رہتے ہیں کہ کس بات کو ہم صحیح کہیں کس کو غلط کہیں۔ ٹھیک ہے، جانیں بہت جائیں گی، قربانیاں بہت دی جائیں گی لیکن کش مکش نہیں ہوگی، ذلت نہیں ہوگی، مسلمان کی موت ہوگی تو عزت کی موت ہوگی۔ (ابلاغ، ج 6، شمارہ 11، جنوری 2004ء)

یہ تو اس سلسلہ میں حضرت کا انٹرویو تھا۔ آپ کا ایک مضمون ”انبیاء کی سرزمین میں چند روز“ بھی ”ابلاغ“ میں قسط وار شائع ہوا ہے، اس کی پانچویں قسط میں آپ تحریر فرماتے ہیں ”اردن میں جن جن تاریخی مقامات پر جانا ہوا اکثر جگہ اسرائیل کے مقبوضات بھی ساتھ ہی نظر آئے جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ہماری شامہ اعمال کا نتیجہ ہے۔ دل جو شامہ اعمال سے پہلے ہی زخمی ہے، ان منظر کو چشم خود دیکھ کر اور بھی چوٹ پر چوٹ کھاتا رہا، لیکن پوری دنیا جس تیزی سے بدل رہی ہے اور جس طرح بدل رہی ہے، خصوصاً شرق وسط (Middle East) میں تقریباً ساٹھ سال سے جو نقائص رہنما ہو رہے ہیں، انہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ علامات کی

روشنی میں دیکھا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیا اب بہت تیزی سے قیمت کی طرف رواں دواں ہے۔

اردن اور شام کے اس سفر میں قدم قدم پر نظر آتا رہا کہ یہ حضرت مہدی کے ظہور اور دجال سے ان کی بونے والی جنگ کا میدان تیار ہو رہا ہے۔ اور اسی جنگ کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے فوراً بعد ان کے ہاتھوں دجاں کے قتل اور ساتھ ہی یہودیوں کے قتل عام کا جو واقعہ ہونے والا ہے اس کی تیاری میں خود یہودی ناواستہ ہی لگی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کافی پہلے ”بجنت نصر“ بادشاہ نے جب یہودیوں پر ضرب کاری لگائی تو یہ تتر بتر ہو کر پوری دنیا میں ذلت کے ساتھ پھرنے لگے تھے۔ اب سے تقریباً ساٹھ سال پہلے تک ان کا یہی حال تھا۔ اب ہزاروں سال بعد ان کا پوری دنیا سے کھینچ کھینچ کر فلسطین میں آ کر دوسرے لفظوں میں اپنے مقتل میں آ کر جمع ہو جانا یہی ظہور کرتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کا کام آسان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ورنہ بقول حضرت والد ماجد (مفتی محمد شفیع صاحب) رحمہ اللہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو پوری دنیا میں کہاں کہاں تلاش کرتے پھرتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دجال کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کی آمد کے اسی مقام پر منتظر ہیں جہاں پہنچ کر اس کا قتل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگی خبر کے مطابق مقدس ہو چکا ہے۔

ہمارے ایک میاں حسن یوسف جن کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔ یہ اصل بادشاہ فلسطین کے ہیں۔ وہاں سے ہجرت کر کے ۱۹۳۰ء سے عمان ہی میں مقیم ہیں۔ انہوں نے تیار کیا اب سے سیڑھی سے سیڑھی فلسطین کے وہاں

کے ایک شہر "لُد" بھی جانا ہوا، جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ وہاں ایک بڑا ایٹ دیکھا جو "ب۔ خند" (لُد کا دروازہ) کہلاتا ہے۔ اس پر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہے "ہا۔ یحزق مصلح السلام" "سلاستکی کا پوشہ (وچال) یہاں ظاہر ہوگا۔"

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث دیکھیے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں حضرت یحییٰ بن حذافہؓ کے تازیانے کی تفصیلات ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اسے جس حدیث پر کرام اور ایک نام المؤمنین حضرت ماسرہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا وغنم) نے روایت کیا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "فیظنہ حنی یندرکہ باب لہ، عبقثہ" (صحیح مسلم، ابواب و درتہ فی ما بن علیہ و مسند احمد)

ترجمہ ”جس جیسی (طیہ اسلام) دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اُسے ”باب
 اللہ“ (د کے دروازے) پر چلیں گے اور قتل کر دیں گے۔“

ہمارے ایک اور میزبان جناب علی حسن احمد البیاری جو "اربد (Irbid)" کے معروف تاجر ہیں اور تبلیغی کام سے بھی وابستہ ہیں۔ ہمارا "عثمان" سے "اربد" کا سفر ان ہی کی گاڑی میں ہوا تھا۔ ان کے والد بھی اصل باشندے فلسطین کے تھے، بلکہ خاص شہر "لدن" ہی کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے یہاں آ گئے تھے۔ یہیں ۱۹۵۱ء میں علی حسن احمد البیاری صاحب پیدا ہوئے۔ انہوں نے آٹھ سیاحت سے واپسی پر اپنی عالی شان کوٹھی میں ضیافت کا اہتمام کیا تھا۔ اس پر لطف مجلس میں انہوں نے پناہ واقعہ سنایا کہ ۱۹۸۰ء میں یہ دس روز اپنے آبائی وطن "لدن" میں جا کر رہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں "....." ایسے متادم پر ایک نواسے۔ یہودی شیعہ انتظامیہ نے وہاں سے یہ مذکورہ سببت لیے لی تھیں۔ آخر کار ہندوؤں اور مسیحیوں نے

سے بھی اس کنویں کو ختم نہ کیا جاسکا۔ مجبوراً سڑک وہاں سے ہٹا کر گذار لی پڑی۔ وہاں اب یہ لکھا ہوا تھا کہ ”ہذا مکان تاریخی“ (یعنی ایک تاریخی مقام ہے)۔

ان ہی علی حسن بیماری صاحب نے بتایا کہ ان کے ایک ماموں زاد بھائی بھی جو ”علامت قیامت“ کی تحقیق و جستجو میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں، لڈ گئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک محل دیکھا جو اسرائیلی انتظامیہ نے اپنے ”ملک السلام“ (دجال) کے لیے بنایا ہے۔“

(7) علامت قیامت، آخری زمانے کے فتنوں اور ان کی عصری تطبیق رکھنے والے ایک اور صاحب بصیرت عالم حضرت مولانا عاصم عمر فاضل دارالعلوم دیوبند اپنی مقبول عام کتاب ”تیسری جنگ عظیم اور دجال“ میں فرماتے ہیں

”جہاں تک تعلق وسائل پر قبضے کا ہے تو اگر آج سے پچاس سال پہلے جنگوں کے بارے میں یہ کہا جاتا کہ یہ دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے ہیں، تو کسی حد تک درست تھا لیکن اس دور میں ان جنگوں کو تیل اور معدنی وسائل کی جنگ کہنا، اس لیے درست نہیں کہ امریکا پر ہکمرانی کرنے والی اصل قوتیں اب تیل اور دیگر دولت کے مرحلے سے بہت آگے جا چکی ہیں۔ اب ان کے سامنے آخری ہدف ہے اور وہ اپنی چودہ سو سالہ جنگ کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہیں۔“ (ص 23)

مولانا موصوف ”صدائے امت“ میں ”ظلم کشائی“ کے نام سے برمودا ٹکون پر لکھے گئے کالم میں فرماتے ہیں

”یہ فتنہ دجال ہے جس کو یاد کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم رونے لگتے تھے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے فکر مند رہے کہ یہ منورہ میں ایک لڑکے (ابن مباد) کی پیدائش کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی جس میں دجال کی نشانیاں پائی جاتی تھیں تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم خود اس کے گھر تشریف لے جاتے اور چھپ چھپ کر اس کے بارے میں تحقیقات کرتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سچا ماننے والی امت اپنے گرد و پیش کے تمام فطرات سے بے نیاز، نامعلوم سمتوں میں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ انٹرنیشنل مشنریوں اور برمودا کنون کے واقعات کی بھٹک نکتے ہی سنجیدگی سے اس موضوع کی طرف توجہ کرتے، لیکن یوں ہے کہ دجال کے نکلنے کا وقت قریب ہے کہ علماء نے بھی اس کا تذکرہ منبر و محراب سے کرنا چھوڑ دیا ہے۔

(8) دجالیات کے مشہور محقق ڈاکٹر اسرار عالم نے اپنی کتاب دجال کی تینوں

جدوں پر تقریباً ایک جیسا حاشیہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں

”یسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے

لگا ہے کہ یہ امت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جس کی خبر دیتے ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ”عقرب قریب قوم پر نوت پڑنے کے لیے بلاوا دیں

گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر نوت پڑنے کے لیے بلاوا دیتے ہیں۔“ (ابوداؤد و ترمذی)

اس اندوہناک صورتحال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ جو دنیا

کی وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم (مساکن، مہاہوکنس) دیا

گیا۔ آٹھ ہزار سالوں اور نادائق راہ بھٹک رہی ہے اور انسانی تاریکیوں سے روشنی کی بھٹک

مانگ رہی ہے۔ چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہوتی ہوئی

محسوس ہوتی ہے گویا کوئی بارنوت چاہے اور یکے بعد دیگرے اسے ترے نکلیں۔“ (دیکھیے

دجال نامی کتاب کی جلد اول، دوم و سوم کا مقدمہ)

مصنف کی کتاب ”فتح دجال اکبر“ کے مقدمے میں بھی بیحد ہی الفاظ درج

ہیں۔ واضح ہو۔ مصنف اپنی کتابوں میں ہی حد جمو۔ مسند احمد اس سے بہت

ہیں۔ لیکن ان کے در بدل اور موضوع پر نظر اور گرفت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اصلاح اور امت کی فلاح کے لیے بہترین کامیابی و فلاح دے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی ایک اور کتاب ”معرہ دجال اکبر“ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

”صورتحال کی نزاکت بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امت کی ذمہ داریاں بھی۔ صورت حال کی نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ اس کتاب کے محققات سے امت کا ہر خاص و عام زیادہ سے زیادہ اور جدت جہد و وقف ہو جائے، لہذا امید کی جاتی ہے کہ قارئین اور بالخصوص اہل ہم حسب استطاعت اسے عام کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔“ (ص 16)

(9) کامران بعد اپنی کتاب ”فری میسنری اور دجال“ کے مقدمے میں لکھتے ہیں: ”میں نے یہ تحقیقی کام اخلاص نیت کے ساتھ اس سازش کو مسلمانوں کے سامنے لانے کے مقصد سے کیا ہے جو 1095ء میں شروع ہوئی۔ اس سازش نے انسانی زندگی کے ہر اس شعبے کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے جس پر خدائی قوانین کا اطلاق ہونا چاہیے۔ یہ منصوبہ ایک مہلک زہریلے سروے تیار کیا جو تائیس کے روپ میں ابھر اور اپنے منصوبہ پر اس طرح عمل چرایا جس طرح ”خاک کی وردی والے لوگ“ مستعد ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد لوگوں کو خدا کے راستے سے منحرف کر کے شیطان کے غیر انسانی راستے پر کاٹن کرنا ہے تاکہ انہیں ٹھیک و موزوں حالات میں آجائیں جن میں امت اللہ اب دجال کی آمد تکس ہو سکے۔ وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے کہ جب ہم آجہا کر سنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ ہم نو ورلڈ آرڈر کے شکنجے میں نئی طرح خنجرے جا میں لے جو ہماری طرفہ عیاری اور حاشی سے مسلسل برحقا چلا آ رہا ہے۔“ (ص 8، 7)

(10) مولوی محمد، بن مولانا سلیمان بارڈولی مدرس جامع اسلامیہ ڈابھیل،

بھارت اپنی کتاب "ظہور مہدی" سب؟ کہاں؟ کیسے؟ میں فرماتے ہیں

"احادیث میں بہت سی تائید کے ساتھ حضرت مہدی کی تشریف آوری اور اس کے بعد امت مسلمہ کے عروج و ترقی کی یقینی خبریں دی گئی ہیں لیکن ساتھ ہی کس وقت، کس سال، کس دن میں آپ کا ظہور ہوگا اس کی تعیین نہیں کی گئی۔ ہاں احادیث سے جس زمانہ میں آپ کا ظہور ہونے والا ہے اس وقت کے امت مسلمہ کے احوال کا کافی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے، جس سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ اب ظہور کا زمانہ قریب ہے۔" (ص 73)

(11) آخر زمانہ کے فقہوں کے حوالے سے امت کو مسلسل دعوت دینے والے ایک اور درومند اور صاحب دہن مسلمان دکن اندین شرفی مشہور امریکی معتمد گریس ہل ہل کی کتاب سے ترجمے میں دیا چاہیے جیسے لکھتے ہیں

"اب ہاتھ بندھیں، اسلوں یا دہانیوں کی نہیں، نبیوں اور پیغمبروں کی رہ گئی ہے۔ اللہ کے لیے چاہیے اور آنکھیں کھول کر حالات کو دیکھیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی رہنمائی فرمائے اور عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کا حامی و ناصر ہو۔" (ص ۶)

(12) ڈاکٹر اسرار احمد اپنے بیانات پر مشتمل کتاب "سابقہ در موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری" کے مقدمے میں لکھتے ہیں

"بین الاقوامی حالات جس تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں اور تاریخ جس برق رفتاری سے گردش کر رہی ہے اس نے مجھے غور و فکر کا ارادہ رکھنے والے ہر شخص پر سوچنے پر مجبور کیا ہے۔ امت مسلمہ اور اسلام کا مستقبل کیا ہوگا؟ بڑی نظر میں تو یہی دیکھائی دیتا ہے کہ اسلام کا مستقبل بہت روشن ہے۔ اور یہ پورا امر یہاں تک کہ اعتبار سے "سپریم پاور"

کہنا بھی غلط نہ ہوگا، کے جھنڈے تلے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف متحد ہو چکی ہیں اور ہم ظریفی یہ کہ قوت و طاقت کے نشے میں سرشار اس سپر پاور کے سر پر ”یہودی“ سوار ہے جس کی مسلمان دشمنی محتاج بیان نہیں۔ اس تناظر میں صاف نظر آتا ہے کہ امت کا مستقبل نہایت تاریک ہے اور شدید اندیشہ ہے کہ وہ جالی فتنے کا یہ سیلاب مسلمانوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔“ (ص 3)

اسی کتاب میں آگے چل کر اپنے تاثرات کا خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں

”حال ہی میں ایک اور کامیابی انہیں فتح کی جنگ کے بعد حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ کہ فلسطینیوں سمیت تمام عرب ممالک نے اسرائیل کو اس حد تک تو تسلیم کر لی لیا کہ اس کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اب ظاہر ہے کہ ان کی آخری منزل مقصود ”دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا“ کی مصداق کامل بن چکی ہے اور وہ ہے عظیم تر اسرائیل کا قیام اور یہ مکمل سلیمانی کی تعمیر نو۔ اس آخری منزل تک پہنچنے کے لیے یہودی کا سارشی ذہن ایسی تدبیر اختیار کرے گا کہ ”مسلم فئذ منظر“ کاہنہ ادا کیا کر مغرب کی عیسائی دنیا کو مسلمانوں خصوصاً عربوں سے ٹروادے۔ چنانچہ یہی سلسلہ ”حاجم“ کا اصل پس منظر ہوگا اور اس کے ضمن میں جب اسرائیلی یہودی دیکھیں گے کہ حضرت مہدی کی قیادت میں مسلمانوں کا پلازمہ جاری ہونے لگا ہے تو کوئی اسرائیلی لیڈر ”اسا المسیح“ کا سروکار کر میدان میں کود جائے گا۔ چنانچہ یہی ”المسیح الذخال“ ہوگا جس کے ہاتھوں مسلمانوں کو شدید ہزیمت اٹھانی پڑے گی اور ایک بار تو عظیم تر اسرائیل قائم ہو ہی جائے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اصل حضرت مسیح علیہ السلام کو بھیج کر یہودیوں کا قلع قمع کرے گا اور عیسیٰ عظیم تر اسرائیل ان کا عظیم تر قبرستان بن جائے گا۔ وما ذلت علی اللہ

ن درجن بھر حوالوں میں جو بات مشترک ہے وہ یہ کہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے عرب و عجم کے اہل علم ب اس وقت کو کچھ زیادہ دور نہیں سمجھتے۔ ان سب کا وجدان، شعور اور ادراک یہ کہتا ہے کہ مت کو اس مشکل وقت کے لیے خود کو تیار کر لینا چاہیے جو انتہائی خوفناک فتنوں کو اپنے چہرے میں لے کر غریب ان پر پڑنے والا ہے۔ ایک آفت کا حتمی وقت معلوم ہو تو اس کی تیاری اتنی مشکل نہیں جتنا کہ اس چیز کی جو قریب آ کر دور چلی جائے اور پھر دور رہ کر قریب دکھائی دے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے قلوب کو خیر کی قبولیت کی صداقت دے اور اسے حق کے دفاع و غلبے کے لیے جاں و مالانے کی توفیق عام عطا کرے۔ و حر دعوہ - الحمد للہ رب العالمین

کرنا کیا چاہیے؟

یہاں پہنچ کر انسان کا ایمان اور ضمیر اس سے پوچھتا ہے ”اب کرنا کیا چاہیے؟“
 ہمارے سب سے بڑے اور سچے خیر خواہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
 چنگی احادیث میں ہمیں اس خطرناک دور کے حوالے سے کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں۔
 ہمارے لیے ان سے بڑھ کر تو کوئی چیز بحال یا حصار نہیں ہو سکتی۔ ہم پہلے ان روحانی تدابیر
 کو یاد کر لیں گے۔ اس کے بعد ان کی معصر حاضر پر تطبیق کرتے ہوئے کچھ تزویریاتی تدابیر
 پیش کریں گے۔ فقہ و جال سے ان دو قسم کی تدابیر کے بغیر نہیں بچا سکتے۔ لیکن ان تدابیر کے
 تذکرے سے پہلے ان کا خلاصہ سمجھ لیجیے تو بہتر ہوگا۔ فقہ و جال اکبر کے تین مختلف مرحلے
 ہیں شدید، اھذ اور ناقابل قتل اھذ۔ امت مسلمہ اس وقت پہلے مرحلے (شدید) میں داخل
 ہو چکی ہے۔ دوسرے و تیسرے مرحلے (اھذ اور ناقابل قتل اھذ) کا سے فقہیب سامنا
 ہے۔ ان تمام مراحل سے سرخروئی کے ساتھ نکلنے اور پوری بنی نوع آدم و نجات و کامیابی
 سے مستفاد کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ”جہاد فی سبیل اللہ“۔ جہاد سے مراد
 اعلیٰ علامت اللہ ہے۔ یہ قتل فی سبیل اللہ ہے۔ اب سے علامہ مہدی مدظلہ العالی کی منسوبہ، ولی

حیدر نہیں ہو سکتا۔ باقی سب چیزیں تعلیم و تبلیغ سیاست تحریک علم و نیک لوگوں اس کے تابع اور ماتحت ہوں تو خیر ہی خیر ہیں۔ لیکن اس سے لائق اور ستارہ نشی کی قیمت پر تو یہ سب غیر مؤثر ہیں۔ آج تک مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کارنامہ یہی رہا ہے اور آئندہ بھی اللہ کا قانون تبدیل نہیں ہو سکتا۔ مصر مصر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مغرب کی حیران کن مادی ترقی کا مقابلہ اتنی ہی مادی طاقت حاصل نہ کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس میدان میں مغرب ہم سے اتنا آگے ہے کہ اس کا تقابلیوں میں ممکن نہیں، زندگی کی عملی حقیقتوں میں ایسا کہاں ممکن ہوگا؟ پچھلے اوپنک جیمز (پچنگ، جیمز) میں پاکستان زور لگا کر بھی ایک تہہ نہیں جیت سکا۔ پورا عالم اسلام مل کر بھی لاطینی امریکا کے ایک چھوٹے سے ملک ”بریڈا“ جیتنے میں جیت نہ سکا۔ وہی کی ایک شہر ہی کو جوڑو کرانے کا شوق پرایا نہیں جب پہلی مقابلہ بولی کی ٹیمیں سے پڑا دیہ شوق مہنگا پڑا۔ تو جب کھیلوں میں یہ حال ہے حضور! تو آپ رہتے کس دنیا میں ہیں؟ مغرب سے متاثرینے چلے ہیں۔ البتہ میدان میں پچھلے انے کا مقابلہ تو مغرب ہم سے نہیں نکل سکتا۔ جس طرح عالم اسلام کے تیس چالیس ملک مل کر ایک چھوٹے سے امریکن ملک سے نہیں جیت سکتے، اسی طرح ”عظیم ترین امریکا“ آپس میں ملو، ساتھ لڑتے طاقتور کے آگے بے بس ہے۔ اسے مسلمانوں اللہ کے لیے سوچو، غلوں سے دیکھنے کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے۔ اب تو سمجھو! اب تو ان لوگوں کے ترقی یافتہ غلوں میں سے تعلیم و نیک لوگوں کے مل بوتے پر کسی ایک کا مقابلہ تم نہ کر سکتے لیکن جمہور کے مبارک عمل کی بدولت دنیا کے سب سے بدترین ملک کے غیر منظم مومنین نے یہ کام تمام پورا پورا اور ترقی پورا پورا وقت لگا دیا ہے۔ یہ کیا برسرہ ہے؟ ترقی کا یہ کیا نامہ آ رہا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھائے ہیں۔ ذیل میں دیکھ جائے، وہی ساری تاریخ یہی اسی ایک نکتہ ہے۔

روحانی تدابیر

اللہ تعالیٰ جو بیماری نازل کرتا ہے، اس کا علاج بھی جانتا ہے۔ احادیث میں جس طرح آخر زمانے کے فتنوں اور خوزیر معرکوں کی تفصیل بیان ہوئی ہے اسی طرح ان سے نجات کی راہوں کی بھی اتنی دقیق تفصیل ہے کہ کوئی چیز کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے ہر آنے والے فتنے اور واقعے کے بارے میں معلومات چھوڑی ہیں۔ لیکن جس طرح آخری زمانے کے فتنوں اور ان میں ہونے والی ہلاکتوں کے بارے میں احادیث اور آثار غیبیہ معروف ہیں، اسی طرح وہ آثار جن میں یہی نبوی ہدایت اور قیمتی نصیحتیں ہیں جو نجات کی راہوں پر روشنی ڈالتی ہیں، غیبیہ معروف ہیں اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ ہمیں اس موقع پر اکابر علمائے اہل حق کا شکر گزار ہوتا چاہیے کہ وہ ہمیں ان سے آگاہ کرتے اور مطلع رکھتے ہیں۔ ان کی یہ کوشش نہ ہو تو ہماری جہالت اور بے حسی ہمیں لے ڈوب۔

راہ نجات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت رستے کے روشن نشانات ہیں جن کی روشنی میں انسان آنے والے فتنوں کی تاریکیوں میں منزل تلاش کر سکتا اور مہلک و خون ریز معرکوں میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔ ذیل میں احادیث سے مستنبط شدہ وہ ہدایات درج کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان پر عمل کی توفیق دے اور ہمیں چھوٹے بڑے ظاہری اور باطنی ہر طرح کے فتنوں سے بچائے۔ آمین۔

پہلی ہدایت

”حری زمانے کے فتنوں اور حادثات کے بارے میں جاننا اور ان سے بچنے کے لیے نبوی ہدایت سیکھنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ نہ ناسخ نہ تبدیلی ہے۔“

یقین کو مضبوط کیا جائے، اپنے رب کے ساتھ مضبوط بنیادوں پر تعلقات استوار کیے جائیں، دین کے لیے فدایت اور فنائیت کا جذبہ پیدا کیا جائے اور فتنوں کے حوالے سے حدیث شریف میں بیان کی جانے والی نصیحتوں اور آخری تدبیر سمجھ کر ان پر سختی سے عمل کیا جائے۔ کیونکہ فتنے کسی کو بھی متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ جو ان کو پہلے سے جانتا ہو گائیج جائے گا اور جس کا ایمان قوی ہوگا اور اللہ پر یقین پختہ ہوگا وہ کامیاب ہو جائے گا۔

دوسری ہدایت:

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ سے فتنوں کا شکار ہونے سے بچائے اور حق کی مدد کے وقت باطل والوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ففتنوں کے درمیان سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہوگا جو چھپرے پر پاک و صاف رہے۔ اگر سامنے آئے تو کوئی اسے پہچان نہ سکے اور اگر سامنے نہ ہو تو کوئی اس کا حال حوال نہ پوچھے۔ دروگوں میں سب سے زیادہ بد نصیب وہ خطیب ہوگا جو بلند آواز سے فصیح و بلیغ خطبہ دے گا، دروہ سوار ہوگا جو سواری کو تیز دوڑنے پر مجبور کرے گا۔ ان فتنوں کے شر سے وہی بات پائے گا جو سمندر میں ڈوبنے والے کی طرح خلوص سے دھانگے گا۔“

لہذا اس صاحب ایمان پر وا تو یہ نرم ہے کہ اس کو مٹنی گندیوں سے پاک کرے اور اسے ریاکاری، غرور و تکبر اور حسد جیسے امراض سے صاف کرے۔ یہ بیماریں دلوں کو مرادہ کرتی ہیں اور یہ لوگ فتنوں سے اور ان استقامت نہیں دکھاتے۔ عموماً ہمائش کی چاستہ در شرف و پادشاهی یہ ہمہ اس بد نصیبی و ارتداد کا باعث ہے۔ چہ اس کے بعد سے چاہیے کہ اس شخص سے ساتھ ہیں اس سے جدا ہونے چاہئے اور ان سے دور رہنا چاہئے۔

سمندر میں ڈوبنے والا مانگتا ہے۔ یہ دعا اس نے دل و جان سے بلکہ اس کے ہر ہر عضو اور ہر ہاں کی جڑ سے نکل رہی ہو۔ یہی دعا وہ ڈھال ہے جو فتنوں میں کام آئے گی۔ یہ دعائیں پابندی کے ساتھ مانگنا چاہیے جیسا کہ خواص و عوام علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کو سکھانے کے لیے مختلف فتنوں سے بچنے کے لیے ان کا نام لے کر دعا مانگا کرتے تھے۔

تیسری ہدایت۔

اس تمام گروہوں اور نئی پیدا شدہ جماعتوں سے علیحدہ رہنا جو ملے حق اور مشرک عظام کے متفقہ اور معروف طریقے کے خلاف ہیں اور اپنی جہالت یا خود پسندی کی وجہ سے کسی نہ کسی طرح کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے "ایک وقت آگے گا کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بھیڑ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی اور بارش کے مقامات پر چلا جائے گا تاکہ وہ اپنے سین کو لے کر فتنوں سے بھاگ جائے۔" اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر نے اپنی مشہور تصنیف "فتح الباری" میں لکھا ہے "سلف صالحین میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ فتنوں کے زمانے میں صاحب ایمان آدمی عام لوگوں سے کس روکش ہو کر علیحدگی اختیار کرے یا نہ؟ بعض حضرات ایمان بچانے کے لیے کوششیں یا پہاڑوں میں نکل جانے کی اجازت دیتے ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ شہروں میں رہ کر فتنوں سے خلاف ذات جانا چاہیے۔ لیکن یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب فتنہ عام ہو، لیکن اگر فتنہ عام ہو جائے تو چر فتنہ زدہ لوگوں سے علیحدگی اور تہائی کو ترجیح دینی ہے۔" حق قابلِ محبت حالات میں تو انسان و معاشرے کے درمیان ہی سماجی مسائل کے خلاف وار بلڈ رہنی چاہیے۔ فتنوں کا یہاں رہنا۔ پناہ چاہیے۔ قابلِ محبت ہے تو یہ ہے کہ ان کے لیے راستے ہوں گے۔

الگ ہو جانا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عبداللہ بن عمرو! اگر تو اپنی درجہ کے لوگوں کے درمیان رہ گیا تو پھر کیا کرے گا؟ یہ وہ لوگ ہوں گے (اس کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے سنئے) جنہوں نے اپنے عہد و بیان اور امانتوں کو ضائع کر دیا، پھر وہ ایسے ہو گئے۔" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو آپس میں پیوست کر دیا۔ انہوں نے پوچھا "ایسے وقت میرے لیے کیا حکم ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عام لوگوں کو چھوڑ کر خاص لوگوں کے ساتھ مل جانا۔"

ہمارے زمانہ میں مہدی بیان کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ لوگ وعدے کر کے صاف کر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ ولی قرآن وحدیث تھوڑا ہی ہے۔ امانتوں کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ خیانت اور کرپشن عام ہے اور سوائے ان کے جن پر اللہ کی رحمت ہے، سب کے ضمیر گمراہ ہیں۔ یہ خرابیاں مزید بڑھتی جائیں گی اور فقر و غریب ایک ہی وقت کے گا کہ عوام میں رہنا اپنی آخرت کو برباد کرنے کے مترادف ہوگا۔ اللہ والے خواص (علماء و مشائخ، اصلاحی طبقے، مدارس و خانقاہ) کی صحبت سے علاوہ کوئی جگہ پناؤ نہ ہوگی۔

چوتھی ہدایت:

جب حضرت مہدی کا ظہور ہو تو اس کے خلاف تلک والے لشکر میں ولی صاحب ایمان بہتر شامل نہ ہو، بلکہ حضرت مہدی کی بیعت میں (جب ان واحادیث میں بیایا براہ احادیث کے مطابق پابندی ہے۔)

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مہدی سے اللہ حضرت مہدی سے مانجور کرنے سے یہ پہلے پہلے جیسا ہے کہ وہ ہر تائیں میں ہر تائیں میں سے جتنا یہ میں سے

کو لڑائی پر مجبور کی ہوگا لیکن کچھ ارادنا سوچ سمجھ کر لڑنے کے لیے آئیں گے۔ یہ وہ نام نہاد مسلمان ہوں گے جو "فکری ارتداد" کا شکار ہو چکے ہوں گے اور ان کو حضرت مہدی کے رفقاء و بہشت گرد، شدت پسند، بنیاد پرست وغیرہ نظر آ رہے ہوں گے۔ ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر ان کا حشر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ ہر مسلمان اس کی احتیاط کرے کہ اس کا خاتمہ اس مخصوص طریقے سے نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "بناء لیئنے والا" یعنی حضرت مہدی ابیت اللہ میں پناہ لے گا، اس کی طرف فوج بھیجی جائے گی۔ جب دو بیابان (کھلے میدان) میں پہنچے گی تو زمین میں جھنس جائے گی۔"

حضرت مہدی کی مخالفت کے بجائے جب ان کے ظہور کا اعلان ہو اور ان میں سچے مہدی کی علامات پائی جائیں جو صحیح بیان و یحییٰ ہیں تو ان سے ہاتھ پر جہاد ہی بیعت میں سبقت لے جانے کی کوشش کی جائے۔ اس زمانے میں ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ حضرت مہدی کے صدقہ مجددین میں شامل ہو کر اعلا کلمۃ اللہ کے لیے اللہ کے راستے میں اپنی جان و مال پیش کرے۔ حضرت مہدی کی پیروی کا ایک ذریعہ تو وہ علامات ہیں جو احادیث میں بیان ہوئیں۔ دوسرا ذریعہ امیر جہاد کی تہی طلب ہے۔ اس کی برکت سے بھی اللہ مدد دے گا، اس میں خیر کا القاء کرے گا اور سچے مہدی اور ان کے احوال و انصاری پیچوں سوچنے کی دیر نہ من کو طلب نہ ہوگی وہ علامات، کیونکہ بھی اس کا ساتھ نہ دیں گے۔ ان میں بیٹھے علماء، طبایع اور مجاہدین پر تہہ سے رتے رہیں گے۔ اسلام کی سر بلندی کے لیے امیر جہاد کی تہی طلب اور جہاد آخری زمانے کے لوگوں سے یہ دعوت کی ملامت اور آخرت کا سرمایہ جیت لیں۔

آپ سنی مدعیہ، عرفا، ماتے ہیں۔ سب مائے جمعہ ان کی بیعت لیں۔

تھیں برف پر سے گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔“
پانچویں ہدایت:

امریکا اور مغربی ممالک نے گناہوں بھرے شہروں کے بجائے حرمیں، ارضِ شام، بیت المقدس وغیرہ میں رہنے کی امکانی حد تک کوشش کرتا۔ خونی معرکوں میں زمین کے یہ ٹھکے اہل ایمان کی جائے پناہ ہیں۔ وہاں ان میں داخل نہ ہو سکے گا۔

نعیم بن حمار نے کتاب الفتن میں روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ب شک و جال پا رسیدوں، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد طور مینا اور مسجد اقصیٰ کے سوا ہر گھٹ پر پہنچے گا۔“
چھٹی ہدایت:

پابندی سے تسبیح و تحمید اور قلیل و کثیر کی عادت ڈالی جائے۔ جس روز مرنے لڑتے سے آئینی دگی، اس کو ذکر کرے اسی تلاوت بھی ب۔ دگی کہ کھانے پینے سے ب نیاز ہو جائیں گے۔ وہاں کے فتنے کے عروج کے دنوں میں جب وہی نصیحت پر خدائی پابندیوں گائے گا، ان دنوں ذکر و تسبیح خدا کا کام دے گی ہذا ہر مسلمان صبح شام مسنون تسبیحات (درود شریف، تیسر یا چوتھا کلمہ اور استغفار) کی عادت ڈالے اور سورہ ہنغ و ابتدائی یا آخری دس آیتیں یاد کرے ان کے ورد کا معمول بنائے۔ وہاں کے فتنوں کے دنوں میں یہ چیز نہایت برکت والی اور روحانی ہوائے ساتھ جسمانی فتنہ بھی ثابت ہوگی۔

یہ غلیظہ اشان حدیث میں جسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے یہ روایت کیا ہے اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سکھاتے ہیں کہ وہاں کے زمانہ میں ہم جمعہ اور پیر کا یہ منہ رات کو ہی نکالتے ہیں یا ”اسے حد کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس دن ہی نہیں دے سکتے ہیں۔“ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سبکی حدیث یہ منہ

نے فرمایا ”تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تحمید (الحمد کہنا) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) کھانے پینے کی جگہ ان کے اندر سرایت کر جائے گی۔“

یہ حدیث لوگوں کو ذہن نشین کر لینی چاہیے اور اسے اپنے عمل کی بنیاد بنانا چاہیے۔
دجال کے زمانہ میں اس حدیث سے بھوک اور پیاس کے فتنے کا سامنا کیا جاسکتا ہے۔ پس اللہ کے اکر اور قرآن مجید کی تلاوت میں لگے رہیں۔ ابھی سے ”قیام الیل“ (رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے اور ذکر و وظائف) کی عادت ڈالیں۔ دجال کے زمانہ میں یہ حالت اپنے خوش نصیبوں کے لیے آب حیات ثابت ہوگی۔

ساقیوں ہدایت۔

سورہ کہف کی تلاوت۔

ایک مشہور حدیث جو ابو داؤد، ترمذی، نسائی، احمد، نسائی، میرہ جیسے عظیم محدثین کی کتابوں میں پائی جاتی ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال کے فتنے سے جو محفوظ رہتا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ سورہ کہف کی ابتدائی یا آخری آیتوں کی تلاوت کرے۔ اس کی تلاوت دجال کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچا دیتی ہے۔ اس میں چند ایسی تاثیر اور برکت ہے کہ جب ساری دنیا دجالی دھوکا بازیوں اور شعبہ طرازیوں سے متاثر ہو کر اس کی خدائی تک تسلیم کر چکی ہو، اس سورہ کی تلاوت کرنے والا اللہ کی طرف سے خصوصی حصار میں ہوگا اور یہ دجالی فتنہ اس سے الگ رہے گا۔ مستند راویوں میں یہ بھی ہے کہ جو بندہ جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے وہ اگلے جمعہ تک نور اور برکت میں رہتا ہے۔ بعض راویوں میں ہے کہ اس بعد سے آئندہ جمعہ تک اس کے تمام بخش دیے جائیں گے۔ یہ بھی ہے کہ سورہ کہف میں یہ بھی جاتی ہے کہ میں شیطان اخل میں رہتا۔ آیات کے محققین اور علمائے دین میں اس حدیث کی تائید ہے۔ یہاں سے نمایاں خدائوں میں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کا عام عقیدہ ہے کہ میں تقی۔

پر بیڑ گاڑ لوں۔ ہر جمعہ کو سورہ کہف ضرور تلاوت کرتے ہیں۔ مسجدوں میں اسی ہے اس سورت کے متعدد نسخوں کے رکھنے کا عام رواج ہے۔ صاحب خیر لوگوں کو یہ بھی کرنا چاہیے۔ سورہ عین کی طرح سورہ کہف کے مستند نسخے بھی چھپو، کمرساجد میں رکھوائے جائیں۔“ (ص ۱۶)

مفسر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب سورہ کہف اور وہاں کے تعلق پر لکھی جانے والی اپنی تحقیقی کتاب ”معرکہ ایمان و مادیت“ میں فرماتے ہیں ”جمعہ کے روز جن سورتوں کے پڑھنے کا شروع سے میرا معمول ہے، ان میں سورہ کہف بھی شامل ہے۔ حدیث نبوی کے مطالعہ کے دوران مجھے علم ہوا کہ اس روز سورہ کہف پڑھنے اور اس کو یاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کو دجال سے حفاظت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کیا اس سورہ میں واقعی ایسے معانی و خفائق اور ایسی تفسیروں یا تدبیریں ہیں جو اس فتنے سے بچ سکتی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پارہ پارہ ہو گئی ہے اور اپنی امت کو بھی اس سے پناہ مانگنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، اور جو وہ سب سے بڑا آخری فتنہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے ”میں خنق آدمی“ اسی ھیم الساعہ امر کبر من الذخاں“ (آدم کی پیدائش سے قیامت تک وہاں سے بڑا بونی واقعہ نہیں ہے۔) میں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو کتاب اللہ اور اس کے امر و معلوم سے سب سے زیادہ واقف تھے) قرآن کی ساری سورتوں میں ”خراہی“ سورہ کا انتخاب کیوں فرمایا ہے؟ مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل اس راز تک پہنچنے کے لیے سب تاباں ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس خصوصیت کا سبب کیا ہے اور اس حفاظت اور پیکار کا جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ سورہ نے یہ معنوی تعلق ہے قرآن مجید میں یہودی (یہی) (قصصہ فصل اول، فصل دوم، ح ۱۰) اور عیسائی (یہودی) (یہودی) کے لیے۔ سب سے زیادہ اس سورہ کا انتخاب یہ کیا اور یہ راز کون سا ہے؟ ایسا کہ میں لکھی۔

محمدؐ مجھے اس کا یقین ہو گیا کہ یہ سورہ قرآن کی ضد و راہی منفرد سورہ ہے جس میں عہد آخر کے ان تمام فتنوں سے بچاؤ کا سب سے زیادہ سامان ہے جس کا سب سے بڑا علمبردار دجال ہوگا۔ اس میں اس تریاق کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے جو دجال کے پیدا کردہ زہریلے اثرات کا تودہ کر سکتا ہے اور اس کے بیمار کو مکمل طور پر شفا یاب کر سکتا ہے۔ اگر کوئی اس سورہ سے پورا تعلق پیدا کر لے اور اس کے معانی کو اپنے دل و جان میں اتار لے (جس کا راستہ اس سورہ کا حفظ اور کثرت تلاوت ہے) تو وہ اس عظیم اور قیمتی خزانہ فتنہ سے محفوظ رہے گا اور اس کے جہاں میں ہرگز گرفتار نہ ہوگا۔

اس سورہ میں ایسی رہنمائی، واضح اشارے، بلکہ ایسی مثالیں اور تصویریں موجود ہیں جو ہر عہد میں اور ہر جگہ دجال کو تاحذر کر سکتی ہیں اور اس دنیا سے آگاہ کر سکتی ہیں جس پر اس فتنہ اور اس نوحوت و تحریک قائم ہے۔ مزید برآں یہ کہ یہ سورہ ذہن و دماغ کو اس فتنہ کے مقابلہ کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس کے خلاف بغاوت پر اکساتی ہے۔ اس میں ایک ایسی روح اور اسپرٹ ہے جو جہالت اور اس کے علمبرداروں کے طرز فکر اور طریقہ زندگی کی بڑی وضاحت و رقوت کے ساتھ نفی کرتی ہے اور اس پر سخت ضرب لگاتی ہے۔

لہذا اہل ایمان و پیغمبر کہ یہ تو پوری سورہ ہفت حفظ کر لیں یہ کم از کم اس کی پہلی دس یا آخری دس آیات یاد کر لیں تاکہ دجال کے خروج کے وقت ان کی تلاوت ہر ایک کے لیے ممکن ہو۔ ان آیات میں ایسی قدرتی تاثیر ہے کہ ایسے لوگوں کو دجال کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور دجالی فتنے سے ظہور سے پہلے ان آیات کے ورد کا فائدہ یہ ہوگا کہ دجالی قوتوں کے منفی پروپیگنڈے کا اثر انسان کے دل و دماغ اور ایمان و عمل پر کم سے کم ہوگا۔ ابن خزیمہ کا قول ہے ”میں نے ابو الحسن الطائفی سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے، میں نے صدائے منیٰ میں سنا ہے کہ ”اس حدیث میں اس میں بعد کے ان سورہ ہفت

پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے، ابراہیمؑ کے تربیتی نصاب میں شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ مکتب کے تمام بچوں کو سکھا دے۔“ اندازہ کیجیے اتنے زمانہ پہلے ہمارے اکابر کو قتلوں سے بچنے کا اس قدر اہتمام تھا۔ آج ہم قتلوں کے تصور میں بھٹنے باتھ پاؤں مار رہے ہیں اور عظیم فتنے ہمارے سر پر کھڑے ہیں۔ ہمیں تو ان چیزوں کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ بالفرض اگر حقیقی عظیم فتنے ہمارے دور میں ظہور نہ ہوئے تو چھوٹے دجالوں کے جھوٹے پروپیگنڈے اور میڈیا وار سے تو ان آیات کی برکت ہمیں ضرور محفوظ رکھے گی۔

آٹھویں ہدایت:

عراق میں دریاے فرات کا پانی رکنے سے اس کی تہہ سے جو سانپ آئندہ ہوگا، اس کی انچ کوئی مسلمان نہ کرے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرما ہے: ”قریب ہے کہ فرات سونے کے پہاڑ بن جائے۔ چنانچہ جو بھی اس وقت موجود ہو اس میں سے کچھ بھی نہ۔۔۔“ ایک اور روایت میں ہے: ”اس پہاڑ پر مسلمان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوں گے تو سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کے کاہن ہو سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں۔“

لہذا ہر مسلمان حرم و ہوس اور طمع و اچھے کے بجائے اللہ کا سبیل اللہ کا حراج بنائے اور لینے اور لوٹنے کے بجائے دینے اور نانے کی عادت ڈالے۔ ورنہ دنیاوی حرم کہیں کا نہ چھوڑے گی۔

تزویریاتی تدابیر

روحانی تدابیر کے بعد اب ہم ظاہری اسباب کے تحت کی جانے والی عملی تدابیر کی طرف آتے ہیں۔ فتنہ دجال آج اور دجالی بھی مکالمہ کر رہے ہیں تدابیر اور حضرت مہدیؑ

و حضرت یحییٰ علیہ السلام کا استقبال کرنے کے لیے ن جانے والی تیار کی کے بنیادی خطوط کار
درج ذیل ہوں گے

- (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے ملکوتی احلاق پھیلانا
- (۲) جہاد کو نقطہ کمال پر لے جانا یعنی جہاد کو محلی و ملی، اعلیٰ و خارجی اعتبار سے عمیق
تر اور وسیع تر کرنا۔

(۳) مال اور ادا دے فتنہ میں پڑنے سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنا

(۴) محض بے راہ روی کو تکہ حد تک کم سے کم کرنے کے لیے پوری کوشش صرف کرنا

(۵) غدا، بائیس اور ربائش کو قدرتی فطری اور مستحسن سطح پر لے جانا

ان پانچ تہا یہ کہ اختیار کیے بغیر تہ و جالی میکانزم سے چلا جاسکتا ہے نہ اس کو توڑا
جاسکتا ہے اور نہ اس کا متا بد کیا جاسکتا ہے۔ جو شخص اس پانچ میں سے کسی ایک چیز پر عمل سے
محروم ہے وہ اتنا ہی و جالی میکانزم کا شکار یا شریک کار ہے اور جو مومن فرد، معاشرہ، تنظیم،
تحریک اور حکومت و جالی میکانزم کا جتنا شکار یا شریک کار ہے، اس کی بحیثیت مومن ختم
ہو جانے کے اندیشے اسی قدر زیادہ ہیں۔ سورۃ البقرہ میں مذکور حضرت طاوت کی جاہلیت کے
ساتھ جنگ کے واقعہ میں عمداً مثال سامنے رکھ لیجیے۔ بنی اسرائیل کے لشکر نے تم کو صلہ اور سب
صبر سے سابیوں کی طرح و جالی نظام کے بچے دریا سے جو جتنا پانی پیے گا اس کے اندر و جالی
سے نرنے کی طاقت اسی قدر کم ہو جائے گی اور جو جتنا تقویٰ و طہارت اختیار کرے بیش پرستی
سے دور رہے گا اس پر و جالی حربہ اتنے ہی کم اثر انداز ہوں گے۔

پہلی تدبیر اتباع صحابہ

نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب الارض پر ایک عظیم شان
قدری، پہنی، ملی اور تخلیقی اسراج پر مشتمل ہے جس میں اللہ، پاپا، اور وہ نقاب تھا

”سنتِ اہلہ“ کو ”سنتِ نبوی“ کی شکل میں روئے ارض پر عمل جاری، ساری ورتاندہ کردینا۔
 حضراتِ صحابہ کرام رضوا اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روئے ارض کے وہ اعلیٰ ترین،
 ارفع ترین ورجامع ترین اشخاص ہیں جو روئے ارض پر برپا ہونے والے اس عظیم الشان
 فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی رحمانی انقلاب کے شاہکار نمونہ، اس کے دست و بازو وروس کی سبے
 مثال نشانیاں تھے۔ روئے ارض پر برپا اس عظیم الشان انقلاب کا جو نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ
 تعالیٰ علیہم اجمعین نے پیش کیا وہ یہود اور اس کے برپا کردہ دہائی نظام کے مقابلہ اور اس پر فتح
 پانے کے لیے ہمارے پاس موجود ”واحد صل“ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تین صفات اسکی
 ہیں جنہیں اپنانے والے ہی مستقبل قریب میں برپا ہونے والے عظیم رحمانی انقلاب کے
 لیے کارآمد عنصر ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ تینوں صفات ایک روایت میں بیان کی گئی ہیں۔ ان
 سے مطابقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دوس کی پاکیزگی، علم کی حقیقت اور تکلف سے
 اجتناب میں تمام امت سے زیادہ ہمدستام پر تھے۔ ان تینوں صفات کی تفصیل کچھ یوں ہے
 (۱) اسرہا فساد (صحابہ کرام کے دل) کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ گئے تھے
 ”سر“ سے مراد ہے انسانی دل کا خاص وخالص حالت و صورت میں جانا، باطنی بیماریوں و
 روحانی آماراتوں سے بالکل پاک صاف ہو جانا۔ ”آدمیت“ کا ایسی حالت کو بازیافت
 کر لینا جو ہر طرح کی آلودگی اور خرابی سے پاک ہو۔

(۲) اسفہ عباد (وہ علم کے اعتبار سے اس عالم امکان میں علمیت و حقیقت

شناسی کی آخری گہرائیوں تک پہنچ گئے تھے۔) علم کی حقیقت حاصل کرنے، اور کائنات یعنی
 ”فاق والس کی حقیقت کو جان لینے کے اعتبار سے عام ممکنات میں جو آخری درجہ ہو سکتا
 ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس تک پہنچ گئے تھے۔ وہ اس علمی مقام ورجامع روحانی مرتبے
 تک پہنچ گئے تھے جہاں ہم ان سے پہلے انبیاء کو چھوڑ کر نہ جاسکتے تھے۔ اس تک پہنچنے کا اور نہ آئندہ پہنچ

سکتا ہے۔ یاد رکھیے اصل علم اشیاء کی حقیقت کا علم ہے۔ یہ علم سائنسی لیبارٹریوں میں پیشاب اور خون کے تجزیے، چوہے اور مینڈک پر تجربات سے نہیں، نور معرفت سے حاصل ہوتا ہے اور یہ چیز صاف کے چوہے پر پختی تھی۔ لہذا جو مزاج نبوی سے جتن قریب ہوگا اسے کائنات اور اس میں موجود اشیاء و عناصر کی حقیقت کا علم اتنا ہی زیادہ صائب ہوگا۔ مغرب کے وہ پرست سائنس دانوں کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔

(3) اَمْلُہ سَکُنَا (وہ روئے ارض پر کم ترین تکلف کے حامل بننے میں کامیاب ہو گئے۔) اس سے مراد ہے کہ صحابہ کرام اس نکتہ کو پامائے نہ کر دئے ارض پر مقصد رہائی کی تکمیل کرنے، نہایت آسانی سے یہاں کی آزمائشوں اور اجلاسے گزرنے اور اطمینان اور دجال کبر کے ٹکڑکید کو ناکام کرنے کے لیے ”بہترین راہ“ یہ ہے کہ انسان حلال میں تکلف نہ کرے۔ اور حرام میں طوٹ نہ ہو۔ ایسا اس وقت ہوگا جب وہ اپنی انفرادی و اجتماعی سہولیات و تعیشات کو کم سے کم سطح پر لے آئے۔ سہولیات کا مادی نہ بنے، جفاکشی اختیار کرے۔ عیش پرست نہ ہو، سخت جان اور ایثار و قربانی کا عالمی ہو۔

فرض نقتہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کی اہل ایک ایسی ”صاع امت“ بننے کے لیے جو ایک جانب اپنی توانائیوں کو یسولر کے غلبہ اسلام کی ایسی طلب گار اور سراپا طلب بن جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام جیسی قیادت پیدا کریں اور اس کی حضرت عیسیٰ ابن مریم سے نصرت کریں اور دوسری جانب وہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو اپنے قادم کی طرح قبول اور جذب کر سکے۔ لازم ہے کہ امت مسلمہ ان تین صفات کو پھر سے زندہ کر کے صحابہ - اہل بیت فکری، دینی، علمی اور تخلیقی اصناف و ارتقا و پھر سے حاصل کرے۔ اس نے بغیر نہ مومن، چنگی ہوئی مغربی مادیت کا مقابلہ، ملتان نہ اس کے کھانگینے ستم کی مرہمیت سے کانا سکتا۔

لہذا فقہ دجال کبر کا مقابلہ کرنے کے لیے لازم ہے کہ اہل ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کی مبارک سنت پر عمل کرتے ہوں۔

☆ اپنے دس دماغ اور زبان و لسان کی مکمل اصلاح کی فکر کریں۔ ظاہر کو سنت کے مطابق بنانے اور باطن کو نفس کی خواہشوں سے پاک کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ یہ دوست مدارس اور خانقاہوں میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی صحبت کی برکت سے ملتی ہے۔ کسی سچے اللہ والے واقعی سنت بزرگ کی خدمت میں اپنے آپ کو پامال کیے بغیر انسان کے اندر کا اندھیرا ختم نہیں ہوتا اور مرتے دم تک اسے نفس کی گندگیوں اور باطن کی آفاتوں سے نجات نصیب نہیں ہوتی۔

☆ روحانی و دنیائی علم کی جستجو کریں۔ یہ علم سچے اللہ والوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور اس علم کے بغیر کائنات اور اس میں موجود اشیاء کی حقیقت سمجھ نہیں آتی۔
☆ سب تکلفی، سودی اور جہانگشی اختیار کریں۔ مغرب کی ایسی ذکر و طرح طرح کی سہولیات و تفریبات سے سختی کے ساتھ بچیں۔ صبح، پہاڑ، دو دو، پنج بستہ عداق اور تپتے صحراؤں میں ہر طرح کے حادثات میں رہنے، کھانے، پینے اور پسنے کی عادت ڈالیں۔ تیرنے، گھڑ سواری کرنے، پہاڑوں پر چڑھنے اور درویشوں کے ذریعے خود کو لاپرواہ و چوندا رکھنے کا ہنر سیکھیں۔ تہہ خانوں و درباروں میں رہنے سے نہ کترا میں۔

مغرب کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو صحابیانہ صفات سے عاری کر کے گناہوں، سہوت پسندی اور عیش پرستی میں مبتلا کیا جائے۔ ملکی ہسپتال کینیڈا ہمیں طرح طرح کی راتوں، اندازوں اور تفریبات میں مبتلا کرنے کے لیے نئی ایجادات کی تشبیہ کرتی ہیں۔ دیکھنا پیہر بھی کماتی ہیں اور دجال کے خادش زہر مٹو تیار کرنے کے مرحلے پر بھی تیزی سے عمل کر رہی ہیں۔ لہذا اپنے جسم و راحت پہچاننے سے یہاں تک جا سکتا ہے؟ اللہ عزوجل سے ملتی

فصلوں جرحی کر سکتا ہے؟ روح سے توجہ بن کر نفس۔ یہودوں میں کتنا گرفتار ہو سکتا ہے؟ ان چیزوں کا ہتنا تصور کیا جاسکتا ہے، مٹی پختل مہنیوں نے اس سے آگے کی لذت پرستیوں کو باقاعدہ مصوبے کے تحت حقیقت کی شکل دے رکھی ہے اور وہ، نیا کو بالخصوص اہل اسلام کو کاہل، مست، آرام پسند اور ہمیش پرست اور اتنا لذت کو شہ بنانا چاہتے ہیں کہ وہ فارسی مرغیوں کی طرح کسی کام کے نہ رہیں۔ دجال اور دجالی فتنوں کا مقابلہ نہ کر سکیں اور یہودی منوں آسان ہو جائے۔ آپ سڑکوں کے کنارے لگے بڑے بڑے اشتہارات پر نظر ڈالیں، اشیائے تعیش نے بھرے ہوئے شاہنگ مالز میں چمکدار دکانیں اور چمچمتے شوکیس ملاحظہ کیجیے۔ مراعات یافتہ طبقوں کی لدوٹاں، شہوتوں اور نوابی خروں چوٹیوں کو کھسی دیکھیے۔ دجال فتنے میں موٹ ہونے سے آثار ہر جگہ واضح نظر آئیں گے۔ ان سے بچ کر سادہ، خفاکش اور بے تعلق زندگی گزارنے والی اپنی صحت، ایمان اور آخرت بڑی سکے گا۔

دوسری تدبیر، جہاد:

جہاد اسلام کو چونی پر لے جانے والی واحد سبیل اور مسلمانوں کی ترقی کا واحد ضامن ہے۔ یہود اس حقیقت کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہودی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے اندر از خود پیدا شدہ عزم جہاد کا رُج پھیر کر انہیں غیر حقیقی میدان کارفرما کر دیا جائے۔ یہ میدان کارِ اظہارِ حقیقی اور مفید لیکن درحقیقت فرضی اور قطعاً غیر مفید ہو۔ ریکور ہو، سیور قطعاً نہ ہو۔ یہ Megalothymia مغربی اصطلاح میں تعمیری ہوتنخری ہے۔ یعنی اس کے نتیجے میں قسمت مسلمہ اپنی مرضی سے غسی خوشی ظہری اور غسی بحث و مباحثہ و تہاہ خیال کرنے لگے۔ اس کو عظیم کارِ خیر تصور کرے۔ مغربی تعلیمی ترقی سے بے کوشاں ہو جائے۔ مسنون اہلکار زندگی کا جہز بنانے کے بجائے اسلام و مغربی تہذیب سے زیادہ سو مند اور کار آمد ثابت کرنے کی کوشش میں لگی رہے۔ جی اواروں، تحقیقی، صنعتی اور فنی اداروں کے قیام کی

طرف متوجہ ہو جائے اور علمی، تحقیقی، مصححی، فنی اور مالی مصداقیتوں کے بڑھانے میں ایسی مشغول ہو جائے اور ان میدانوں میں مغرب کی ترقی تک پہنچنے اور اس سے آگے نکلنے میں اتنی مستغرق ہو جائے کہ اسے جہاد کے ذریعے حاصل ہونے والی بے مثال، تیز رفتاری اور ہوش ربا ترقی کا خیال ہی نہ رہے۔ وہ مغرب کا پیچھا کرتے کرتے سرگرداں پھرے اور اللہ رب العالمین نے اس کو مغرب کی ہوش ربا ترقی اور حیران کن مادی طاقت پر مبنی کا جو بے بہا نسخہ دیا ہے اس سے غافل رہے، اس کی تقلیدیں کرے، ترقی کا ارتکاب کرے حتیٰ کہ "تہرر من الرجف" یا "سوئی الاذہر" [جہاد سے چھٹھ بھگے کر دوسری چیزوں میں فلاح و نجات تلاش کرنا] کی مرکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے غضب و انتقام کا شکار ہو جائے۔

یاد رکھیے اب مقصد اور سطح علمی تحقیق، سائنس و ٹیکنالوجی میں پیش رفت وغیرہ یہ سارے امور یہودیت کی اصطلاح میں "قیمری" ہیں۔ ان سے بلا واسطہ اور بالواسطہ یہودیت کا انتظام نصیب ہوتا ہے اور اس کے خطے تم ہوتے ہیں یا خطرے پیدا ہوں گے تو یہودیت اس کے کٹھنوں پر چوری طرح قادر ہے۔ لہذا وہ اس کے لیے عالم اسلام کو مشاورت، تکنیکی معاونت اور فنڈ فراہم کرنے پر بھی تیار ہوں گے۔ نام نہاد اسلام آباد انسٹیٹیوٹ اور ریسرچ سینٹر کا قیام ان کے لیے بہت اطمینان کا باعث ہے۔ البتہ جہاد کا نام لینے والے کا وہ ذات پاتی بند کرنے سے کسی چیز پر اتنا نہیں کریں گے۔ یہودیت کے نزدیک "قہری امور" سے مراد جہاد ہے۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے یہودیت بدحواس ہو جاتی ہے۔ قوم یہود کے حواس اس سے حائل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قہری امور کو کٹھنوں کرنے کے لیے ان کے پاس میکانزم ہے۔ جہاد کو طے کرنے کے لیے ان کے پاس دینی میکانزم نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ "over kill" کریں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ یہ ایسا نہیں کر سکتے دیکھیں اس کی چیز نہیں، یہودیوں ان کے لیے ہمیشہ مہل ہے۔

ناممکن ہدف ثابت ہوئے ہیں۔ نیز جب تھا شایان یتیم ان کے مسائل میں اضافہ کرتا ہے تو نہیں۔ جبکہ مسلمانوں کو جدید تین لوہی کے حصوں میں مصروف کر کے خود اونچی چوٹی پر کھڑے ہو کر ان کی بے بسی کا تماشا دیکھنا ان کے لیے نہایت فرست بخش عمل ہے۔ ان کو ہوتا ہے کہ وہ اس میدان میں آتے آگے ہیں کہ ساری مسلمان حکومتیں مل کر بھی ان کے پائے کا ایک تقیمی ادارہ بناسکی ہیں نہ ان کے تیار کردہ سامنے انوں جیسے سامنے دس تیار کر سکتی ہیں۔ لہذا اس میدان میں ہماری کچھوے کی چال والی ترقی سے انہیں کوئی خطہ نہیں۔ امت یہود اور یہودیت زدہ مغربی دنیا جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا کوئی متباہ نہیں رکھتی۔ یہ چیز رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو بخشی ہے۔ اور اس کا کوئی توڑ یہودی سامنے داتوں اور مغربی تھک ٹھکس کے پاس نہیں۔ لہذا مسلمانوں کی حفاظت اس میں ہے کہ اپنی نئی نسل میں جذبہ جہاد کی روح پھونک کر اس دنیا سے جا میں۔ فلسفہ جہاد وان کے اندر روٹ بوٹ کر بھریں اور اس کا ایسا فکس بنائیں کہ وہ اس پر کسی قسم کے کچھوے کو خارج از مکان قرار دیں، نیز ہر مسلمان اپنے متعلقین اور اپنے نوجوانوں کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ کر دے کہ جہاد سے علاوہ کسی اور چیز چاہے وہ جدید تعلیم ہو یا نین لوہی کیپیوٹر سامنے ہو یا خدائی تسخیر گلے میں نالی باندھنا ہو یا کمر میں چنٹ لٹا کسی چیز کو اپنی ترقی و کامیابی کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ جذبہ جہاد اور شوق شہادت میں نفاذیت کے بغیر مسلمانوں کی بقا و ترقی کا تصور پسیدہ تھا نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔

تیسری تدبیر فقہ مال و اولاد سے حفاظت

فقہ وہاں آج کے پانچ ستونوں میں سے ایک ستون "فقہ مال و اولاد" ہے بلکہ فقہ وہاں مواصلہ ہی مال اور مادیت کا فقہ۔ اس فقہ سے فقہ میں پہلے پہل "فقہ رزق حلال" منبہم داتا ہے چہ "فقہ زکوٰۃ" کا امداد شروع ہو جاتا ہے اور آخر میں

”نظام غرق فی سبیل اللہ“ ہی کلی طور پر منہدم ہو جاتا ہے۔ انسان نظاموں کے انہدام سے مال اور رزق طیب نہیں رہتا، خبیث ہو جاتا ہے اور خبیث رزق سے پنے والے اجسام و جالی فتنہ کا آسان ہدف اور مرغوب شکار ہوں گے۔

”فتنہ ماں و اباؤ“ سے خواہ کون کائے بغیر مل ایمان کا فتنہ و جال اکبر سے اٹکنا محال ہے۔ فتنہ و جال اکبر سے نکلنے یا اس سے بچنے کی اولین شرط ہے ”نظام انفاق کا قیام“ اور ”نظام ربا (سود) کا انہدام“ اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان حلال و حرام کا علم حاصل کریں۔ ہر طرح کے حرام سے کلی اجتناب کا اہتمام کریں۔ صرف و صرف حلال مال کمائیں اور پھر اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں اور بچوں کو اس کی عادت ڈالنے کے لیے ان کے ہاتھ سے بھی فی سبیل اللہ خرچ کروا کر دیں۔ بچوں کے دس میں حلال کی اہمیت اور حرام سے نفرت پیدا کریں۔ رزق ملائے کے دوران چاہے بد زمت ہو یا کاروبار شریعت کے احکام پر سختی سے عمل کیا جائے تاکہ حلال طیب حاصل ہو اور جسم و جان میں جو کچھ جائے، خیر اور نیکی کی رغبت اور توفیق کا سبب بنے۔ کسب حلال کے شرعی احکام اصولی ہوں یا فروعی، داخلی ہوں یا خارجی، ان کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔ مثلاً ایک فرعی یا خارجی حکم یہ ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان سے بے کر جمعہ کی نماز سے ختم ہونے تک تمام مسلمان خرید و فروخت موقوف کر دیں اور اللہ کی یاد کے لیے مسجد چل پڑیں۔ ایسا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آباؤ اباؤں میں جمعہ کا دن (جو میں گھنٹے) پوری طرح چھٹی کا ہو۔ جمعہ کے دن پہلی اذان تک سارا شہر مسجد میں داخل ہو جائے تاکہ دوسری اذان سے لے کر نماز ختم ہونے تک مسلمان سب کچھ چھوڑ چھوڑ کر بارگاہ الہی میں حاضر ہوں۔ اس طرح وہ اللہ کی نظر میں مقبول ہو جائیں گے اور ان سے کاموں میں شغف و مراقبہ کر کے بن پر غالب ہو سکیں گے جو یہودیوں سے متقدمان یافتہ ہیں۔ دنیاوی کاموں میں شغف و مراقبہ کا شکار نہ ہوں۔

چوتھی تدبیر فتنہ جنس سے حفاظت

فتنہ دجانبوں آسبر کے پانچ عناصر میں سے ایک اہم عنصر "فتنہ جنس" ہے۔ دجانبوں نظام کو دنیا پر غالب کرنے والوں کی کوشش ہے کہ پورے روئے ارض پر جنس کے فطری اور بابرکت نظام یعنی "نظام ازدواج" کو درہم برہم کر دیا جائے۔ اس کے بعد روئے ارض پر فطری تولید کے نظام کو درہم برہم کر دینا آسان ہو جائے گا۔

فتنہ دجانبوں اکبر کا مقابلہ کرنے کی اہم ترین تدبیر "سنت نکاح" کا قیام اور اکمل ہے۔ یعنی نکاح کی سنت کو درجہ اکمل تک پہنچانا۔ مرد و عورت کے عدل ملاپ کو رواج دینا اور آسان بنانا۔ حرام پر سزا دینا اور اسے مشکل تر بنانا۔ آج کل تقریباً نکاح کے حوالے سے کی جانے والی رسومات کی بنا پر حلال مشکل ہے اور حرام آسان۔ ہم جسے مسنون نکاح کہتے ہیں، وہ نکاح تو ہے لیکن "مسنون" نہیں۔ اس میں اتنی رسومات، اسراف اور ریہ کاری شامل ہو گئی ہے کہ نام تو "نکاح مسنون" اور "ولیمہ مسنونہ" کا ہوتا ہے لیکن ان تقریبات میں اکثر کام غیر شرعی اور خلاف سنت ہوتے ہیں جس سے نکاح مشکل اور فحاشی (زنا) آسان ہوتی جا رہی ہے۔

"استعمال سنت نکاح" کی کوشش کے اہم نکات درج ذیل ہیں

(۱) ہمہ جہت جنسی تعلیم کی یعنی مرد و عورت کا مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ ماحول میں رہنا جو شرعی پردے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

(۲) عورتوں کو زیادہ سے زیادہ شرعی مراعات دینا اور ان کی مخصوص مداریوں کے علاوہ دیگر مداریوں سے انہیں سبکدوش کرنا جو ان کی لطافت اور شہیت کے خلاف ہے۔

(۳) نکاح کو زیادہ سے زیادہ آسان اور مستحکم بنانا اور زیادہ سے زیادہ منضبط

بنانا۔

(4) کسی بھی عمر میں جنسی و نفسیاتی محرومی کو کم سے کم واقع ہونے، یا لہذا بڑی عمروں کے مردوں اور عورتوں کو بھی پاکیزہ کمرہ یلو زندگی گزارنے کے لیے نکاح ثانی کی آسانی فراہم کرنا۔

(5) کثرت نکاح اور کثرت اولاد کو رواج دینا۔ ایک سے زیادہ نکاح اور دو سے زیادہ بچوں کو خوبی اور قابل تعریف بات بنانا۔ ایک نکاح اور دو بچوں پر اکتفا کی ہمت شکنی کرنا۔ ورنہ 'مت سکرتے سکرتے دجانی فتنے کے آگے سرنگوں ہو جائے گی۔' "تامل سنت نکاح" کے یہ وہ عنوانات تھے جن کو Saddam نے قائم کیا۔ دجال کے زمانے کی قرب کی ایک علامت یہ ہے کہ ان میں سے بیشتر آج ورہم برہم ہو چکے ہیں۔ اس کی تاثر ضرورت ہے کہ ان تمام مور کو از سر نو نافذ العمل بنایا جائے۔

فتنہ دجال اکبر سے بچنے کے اقدامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر قسم کے حرام جنسی عمل اور حرام توہید سے معاشرے کو پاک کیا جائے۔ حرام جنس اور حرام توہید سے فتنہ دجال اکبر کے زمانے میں فرد در معاشرے کو بچا تا تقریباً محال ہوتا جائے گا۔ اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ حلال جنس اور حلال توہید کی صورتوں اور بہتوں کو آسان سے آسان تر بنانا اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا۔ اس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں جن کو صالح مرد اور خواتین کو زیادہ سے زیادہ قبول اور رنج کرنا ہوگا

☆ باغ ہونے کے بعد مردوں اور عورتوں کی شادی میں دیر نہ کرنا

☆ مردوں کی ایک سے زیادہ شادی

☆ بیوگان، یتیم، یتیم، یتیم کی ذریعہ شادی

☆ مردوں اور عورتوں کی شادی کی توجہ سے آسان تر بنانا اور ہر

طرح کی معاشرتی پابندیوں کا خاتمہ کرنا

ہذا معاشرے میں آسان نکاح کی ہمت افزائی کرنا اور مشکل نکاح سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا حتیٰ کہ اس کا بایکٹ کرنا۔

جو لوگ بہت دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رائج غیر شرعی شادی کی رسوم کو جاری رکھیں یا محض نمائش کے لیے آسان اور مستون نکاح کریں اور پراہی رائج الوقت رسومات اور فضول خرچی سے بھرپور شادی کو جاری رکھیں، اس کا سخت بایکٹ یا جائے۔ ایسے لوگوں کی مجلس نکاح میں شرکت کرنا اور راہ و رسم رکھنا ایسا ہی ہوگا جیسے ”مسجد ضرار“ میں نماز پڑھنا۔ فقہ و جال اکبر کے مقابلے اور جنسی بے راہ روی کے خاتمے کے لیے، لازم ہے کہ شرعی طور پر سنت نکاح کی اہلی کا اہتمام کیا جائے اور یہ اسی وقت ہوگا جب عقد نکاح کی تقریب کو رسومات مسرات اور غویات سے باطل پا لیا جائے۔ اس سے نتیجہ میں یہ وہ رسوم کا خاتمہ ہوگا، نکاح پر کم سے کم خرچ ہوگا، حرام جنسی لحاظ کا سد باب ہوگا اور مستون نکاح سے عمل کو زندہ کرنے سے پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا۔

فقہ و جال اکبر سے مقابلہ کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ زچگی یا توان اداروں اور ہاسٹلوں میں کرائی جائے جہاں اللہ کے دین کے مطابق زچگی ہوتی ہے۔ مسیح کے روپ میں منڈلاتے بھیڑیے نما ڈانٹ اور ڈانٹنیاں فیس اور کمیشن کی لالچ میں فطری تولید کو روک کر غیر ضروری آپریشن پر زور دیتے اور امت مسلمہ کی ماؤں کو تولیدی صلاحیت سے بدتر توجہ محروم کرتے ہیں۔ چونکہ اندیشہ اسی بات کا ہے کہ اکثر جھوٹوں میں یہی ہوتا ہے، اس لیے امت میں اس کا اہتمام ہو کہ زچگی ماہ اور تجربہ کار روایتوں کی زیر نگرانی گھروں میں رہے۔ زچگی کے لیے Caesarian آپریشن سے حتیٰ الوسع اجتناب کیا جائے۔ اولاد کے مسائل سے ایسے فیصلے غلط سے تمام راستوں سے کلی اجتناب لیا جائے۔ اولاد کے

حصول کے لیے غیر فطری طریقوں کا استعمال قطعاً نہ کیا جائے مثلاً مادہ منویہ کو بجمہ طور پر محفوظ رکھنا، مصنوعی طور پر مٹی کا رحم میں ڈالنا، میٹ نیوب کے ذریعہ افزائش کرنا، رحم کا خارجہ استعمال کرنا اور کرانا۔

فتنہ دجاں اکبر کے مقابلے کے لیے لازمی ہے کہ اہل ایمان خاص اور مخلص نہیں۔ حدال نسب اور حدال رزق کے علاوہ کسی چیز کو روانہ نہ پانے دیں اور روئے ارض پر ہر سر پیکار دجاں افواج کے مقابلے میں اللہ کا پانی بننے کی تیاری کریں۔ پانچویں تدبیر فتنہ غذا سے حفاظت:

فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے والی موثر تدابیر میں سے غذائی تدابیر بہت اہمیت کی حامل ہیں اور اس کے برخلاف فتنہ دجال اکبر کے رور پروردہ جتنے طوفان کے مقابلے میں اہل ایمان کو کمزور سے کمزور تر بنی کہ باطل سب جس کر دینے بدلتے کار بنادینے کی چیز غذائی سطح پر حرام سے چشم پوشی اور حدال سے انحراف ہے۔

فتنہ دجال اکبر سے بچنے اور اپنے اہل و عیال کو بچانے کی سب سے موثر تدبیر طیب و حلال طریقے سے حاصل کردہ غذا سے جسم کی پرورش ہے۔ فتنہ دجال اکبر کے سامنے سب سے زیادہ اور آسان شکار (Soft Target) حدال و طیب کے بجائے حرام و خبیث مال اور غذا سے پروردہ جسم ہوتا ہے۔ لہذا وہ چیزیں جنہیں قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے ان سے اپنے آپ کو سختی سے بچایا جائے۔ اپنے جسم میں حرام لقمہ یا حرام گھونٹ داخل نہ ہونے دیا جائے۔ نہ حرام لباس سے خواہ کو "او" دیکھا جائے۔ نیز مصنوعی طور پر "Cross Pollination" اور "Hybridization" کے ذریعہ پیدا کردہ غذاؤں سے بچا جائے۔ مصنوعی غذا میں تیار کرتے کی یو وی نیلیاں بہتہ آستہ پورن دنیا کی حرام لودجاں نے قسے میں

دینے کے لیے رفتہ رفتہ آگے بڑھ رہی ہیں۔ یہ راسل، جال کی مصنوعی غذائی کومنوائے کے لیے ذخیرہ، خوراک کے دار و ذخا کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ ذہبہ بند غذائی اشیاء اب قدرتی غذاؤں سے زیادہ قابل اطمینان سمجھی جاتی ہیں اور منفرد مقام میں حاصل ہیں۔ کچھ اسد می شہروں مثلاً دہلی، دوحہ وغیرہ کا تو انحصار ہی ان پر ہے۔ یہ قابل اطمینان نہیں، انتہائی تشویش ناک امر ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو دشمن کے ہاتھ میں گرو دی رکھنے کے مترادف ہے۔ مصنوعی طور پر پیدا کردہ غذاؤں سے زیادہ فساد آلودہ وہ غذا میں ہیں جو جینیاتی طور پر پیدا کردہ ہیں۔ اس کے علاوہ کیمیائی طور پر تیار کردہ غذاؤں سے بھی بچا جائے۔ فتنہ و جال اکبر سے بچنے کے لیے ان سب طرح کی غذاؤں سے کلی اجتناب لازمی ہے۔

امت مسلمہ اپنے علاقوں میں فطری اور قدرتی غذائے حصول کے لیے زراعت و شجر کاری پر توجہ دے۔ بیڑ پلوں، بالخصوص پھل دار بیڑوں کے لگانے، گھاس کی افزائش پر خصوصی دھیان دے۔ اسی طرح جنگلات کی کٹائی کو حتی الوسع روکا جائے بلکہ جنگلات بگائے جائیں۔ امت مسلمہ مصنوعی طریقہ تولید سے جانور پیدا کرنے کے بجائے قدرتی افزائشی نسل پر توجہ دے۔ اونٹوں، گایوں، بھیتروں اور بکریوں کی افزائش پر خصوصی دھیان دے۔ مصنوعی طریقے سے پیدا شدہ مویشی اور ان کے بیج غریب ان یورپی کمپنیوں کی مرضی کے کلی طور پر تابع ہوں گے جو باتاات کی طرح حیوانات کو بھی اپنے قبضے میں لینے کے لیے نت نئے تجربات کر رہی ہیں۔

☆ ☆ ☆

یہ وہ تدابیر ہیں جو فتنہ و جال سے حفاظت اور اس سے خلاف جدوجہد کے لیے جاری شدہ تدابیر ہیں۔ ان کی فہم و استقامت قرآن و حدیث میں ہے۔ نور و فکر سے تربیت و تربیت ہی

گئی ہے۔ جو مسلمان چاہتا ہے کہ اس عظیم فتنہ کے خلاف برسرِ پیکار عظیم المرتبت لوگوں کی صف میں شامل ہو جائے، اسے چاہیے کہ ان کو اپالے۔ اپنی زندگی میں داخل کر لے اور ن پرستی سے کار بند ہو کر اپنے اہل و عیال سے بھی ان کی پابندی کروائے۔ دوسرے مسلمانوں میں بھی اس کی دعوت چھاتا رہے۔ فتنہ دجال سے خدا تعالیٰ کو جتنی نفرت ہے، اس فتنے کے خلاف کسی طرح کی جدوجہد کرنے والے اللہ رب العالمین کے ہاں اتنے ہی مقبول، اس کی رحمت کے مستحق اور قابلِ جزا و ثواب ہیں۔

آخری بات

یہاں چونکہ کتاب کا بھی اختتام ہے اور کتاب کے پیغام کا بھی۔ سزا یہاں ہم اپنی بات کا پھر سے خلاصہ کرنا چاہیں گے۔ فتنہ و جہال سے مردانہ وار دفاع اور اس کے خلاف چار حقائق اقدام کے لیے کی جانے والی تدابیر کے آغاز میں عرض کیا تھا کہ یہ ساری تدابیر صرف ایک نکتے کے گرد گھومتی ہیں اور وہ ہے جہاد جہاد جہاد مالی جہاد، زبانی جہاد، قلمی جہاد اور عسکری جہاد۔ یعنی اطالعہ کلمۃ اللہ کے لیے قرآن فی سبیل اللہ! اللہ کے راستے میں قتل ہونا اور قتل کرنا۔ زبانی اور قلمی جہاد اس وقت جہاد ہوگا جب قتال کے موضوع پر تبصرا اور بوجا جائے۔ محسروں بھرے جوہر پردہ والی چمڑے کی ترغیب کو قلمی جہاد کہنا حماقت کی چوٹی پر چڑھ کر اونڈھے منہ لڑھکنے والی بات ہے۔ اب آخر میں ہم فتنہ و جہال سے بچنے کے دو طریقے اٹھا دیے ہیں۔ بیٹھی بیٹھی میں بیان کر کے اپنے پیغام کا خلاصہ کرنے میں قارئین کی مدد کرتے ہیں۔

فتنہ و جہال سے بچنے کے دو طریقے

فتنہ و جہال سے زمانہ میں جو مسلمان رہے وہ ان سے اور تاریخ انسانی سے اس عظیم

اور وہ تک فتنے کا سامن کریں گے۔ اس کو ہمارے اور آپ کے، ساری انسانیت کے محسن عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہدایت دی ہیں۔ یہ حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو اچانک سے علانیہ بغاوت کرتے ہوئے اس کے خلاف پٹی تمام طاقت صرف کرنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہے ”تم میں سے جس کسی کے سامنے دجال آجائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے منہ پر تھوک دے اور سورہ کہف کی ابتدائی آیت پڑھے۔“ (طبرانی، حاتم)

دجال جیسی عظیم طاقت کے منہ پر تھوکنا کتنے مضبوط ایمان اور جرأت کا تقاضا ہے ہوگا؟ اس کا موازنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کس کو ہو سکتا ہے؟ اس لیے آپ نے اس کے انتقام سے بچنے کی ڈھال و در حصہ اپنے امتی کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیت پڑھنے میں ایسی تاثیر ہے کہ دجال کا کوئی وار اس صاحب یمان پر کاربند نہ ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے جو کوئی دجال سے آنے کی خبر سے تو اس سے دور بھاگ جائے۔ اس کی قسم ایک شخص اس سے پاس سے گا وہ خود کو مسکن سمجھ رہا ہوگا۔ لیکن اس نے من گھڑت دلائل اور شہدوں سے متاثر ہو کر اس کی پیروی شروع کر دے گا۔“ (ابوداؤد، طبرانی)

نہ دو احادیث کو ملاحظہ کر پڑھنے سے معلوم ہوا کہ فتنہ دجال سے بچنے کے دو طریقے ہیں (۱) ایک یہ کہ اللہ پر توکل کر کے پورے عزم اور حوصلے کے ساتھ دجال سے کھل کر ورنہ ایہ بغاوت کی جائے۔ اس کے سامنے اس کے منہ پر تھوک دیا جائے اور کمر کس کر اس فتنہ کے خلاف میدان میں اتر دیا جائے۔ جنت اللہ تعالیٰ نے یہی ہی دو گوں سے یہی بنائی ہے۔

نعمتیں ہماری روایت سے ’جو دجال دجال سے یا اس کے لوگوں کے ہاتھوں سے

ہوں گے ان کی قبریں تاریک اندھیری راتوں میں چمک رہی ہوں گی۔" آئیہ اور روایت ہے ان کا شمار افضل ترین شہداء میں کیا جائے گا۔

(2) جو ایہ نہیں سرسکا وہ دجال کے زیر قبضہ ملکوں اور جالی حکومتوں کے زیر اثر علاقوں سے ہجرت کر جائے۔ ایہاتوں، پہاڑوں اور جدید دنیا کی شیطانی سہولتوں سے ہٹ کر ان حدوتوں کی طرف نکل جائے جہاں دجاں کی جھوٹی خدائی کا بول بالا نہ ہو۔ اپنے گھر، وطن، کاروبار اور پیش و تراک کو اللہ کی خاطر چھوڑنے والا ہی اللہ کی رحمت اور مغفرت کا مستحق ہوگا۔ ان چیزوں کی محبت میں اس شہروں میں پڑا رہنے والا جہاں دجاں کی خدائی تسلیم کی جاتی ہو، اپنے ایمان کی حفاظت نہ کر سکے گا۔

اغرض جہاد یا ہجرت جہاد یا جہاد یہ دو ہی چیزیں ہیں جو اس فتنہ آخر الزماں سے حفاظت کی ضمانت ہیں۔ اس نے بغیر تو مغربی میڈیا کے روندتے ہوئے بنا پتی لوگ جو پہلے سے ارتدادی فکر کا شکار ہوں گے، اس فتنے کے ساتھ کار یا اس کے شکار تو بن سکتے ہیں، اس سے بچ نہیں سکتے۔

کتابیات

حضرت مہدی، حضرت یحییٰ علیہما السلام کی جدوجہد اور فتنہ، اوجاں کو بچھنے کے لیے کارآمد کتابیں

مہدویات:

کتاب الفکر - صلاحیہ	علامہ محمد علی شہ
کتاب الفکر	علامہ محمد بن مبارک
الاساعۃ لا سرور الا بعد الساعة	سید محمد بن رسول بن رقی
کتاب جہاد فی علامات مہدی حرمین	شیخ علی نقی ندوی
علامہ الحاکم فی علامات المہدی المنتظر	علامہ ابن حجر عسقلانی
خلاف مت اور عرط مستقیم	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
حضرت امام مہدی	علامہ فضیل الرحمن قادری شہید
عقیدہ مہدوی	حضرت مفتی محمد امجد الدین شامی شہید
(حاجت کی روشنی میں)	کتبہ شامی، مراچی
اسلام میں امام مہدی کا تصور	پروفیسر محمد یوسف خان مولانا ظفر اقبال
مہدوی	مولانا محمد امجد الدین شامی
مہدوی	مولانا محمد امجد الدین شامی
مہدوی	مولانا محمد امجد الدین شامی

مسیحیات

علامت قیامت	علامت شہادۃ فی الدین صاحب
علامت قیامت اور اولیٰ	علامت محمد رفیع عثمانی
قیامت سے پہلے یا بعد؟	علامت محمد رفیع عثمانی

دجالیات

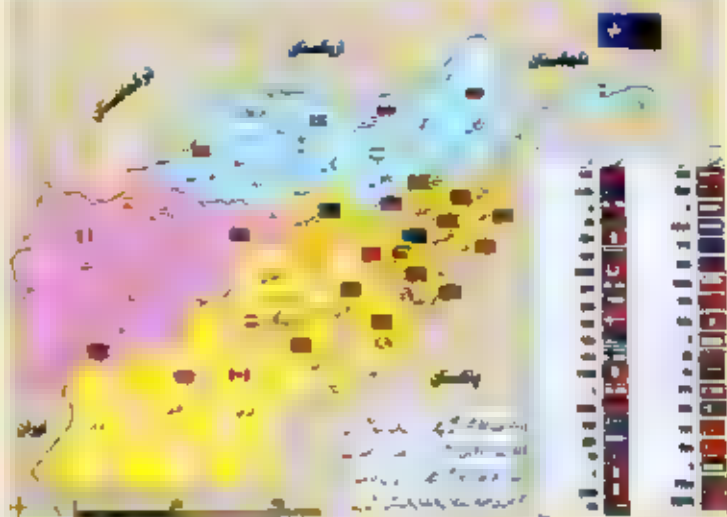
ادب	امام ابن کثیر (ترجمہ محمد طیب طاہر)	کتاب سرائے لاہور
دجالی فتنہ کے نمایاں ضد و خیال	مولانا سید مناظر احسن گیلانی	المیو این لاہور
معمر بن ابی ہاشم	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	مجلس نشریات اسلام کراچی
تیسری جنگ عظیم اور دجال	مولانا عاصم عمر	المیو این پبلیکیشن کراچی
ادب (نئی جلدیں)	اسرار عالم	ادارہ تحقیقات لاہور
فتنہ دجال اکبر	اسرار عالم	دارالعلم بی دہلی
معمر بن ابی ہاشم	اسرار عالم	دارالعلم بی دہلی
ہامیرون (اردو ترجمہ)	ترجمہ: پروفسر خورشید عالم تالیف: محمد صالح الدین	صدر پبلشر لاہور
فری میسٹری اور دجال	کامران رعد	تحقیقات علمی چاند لاہور
خونگک جدید صلیبی جنگ	مستند ٹریس دل تل	اسریشن ٹینیسٹ آف
(اردو ترجمہ)	مترجم: رضی الدین سید	اسلامک ریفریج کراچی
رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی پیش گوئیاں	محمد بن الدین شفی	0332-3728179
معمر بن ابی ہاشم	رضی الدین سید	0300-2397571 021-450039 021-4407821
عالمی حالات اور قیامت کی نشانیوں	ترجمہ: رضی الدین سید	
کرناؤش کے آخری باب	ترجمہ: رضی الدین سید	
جسب صور پھونکا جائے گا	ترجمہ: رضی الدین سید	

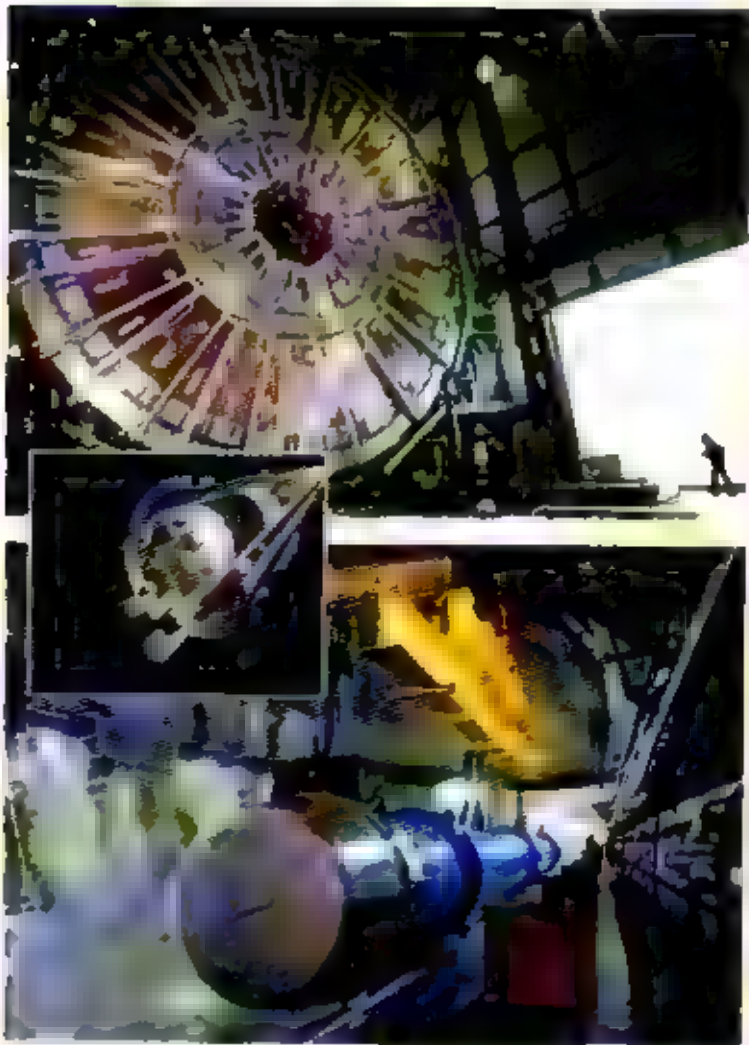


اَللّٰهُمَّ اِنَّا قُلُوبًا مَحَبَّتِيْنَ وَنَفْسًا كَيِّدِيْنَ بِرَأْسِكَ اَللّٰهُمَّ

جب سولے شہزادوں سے نکلا گئے

یہ شہزادوں کی سربراہی میں تھے اور ان کی قیادت میں تھے۔





یہودی سائنس دانوں کی سربراہی میں کیا گیا انسانی تاریخ کا سب سے طاقتور تجربہ جسے دہان روایت کے مطابق "کائنات سکراؤ" جانے کا نام دیا گیا ہے جبکہ یہ درحقیقت تعمیر کائنات کے دہان مصوے کا اہم حصہ ہے۔ تصور میں پانچ ارب پانچ لاکھ کی تعداد سے تیار ہونے والی وہ مشین فکر آری ہے جس کے درجے سے کیا جانے والا درشت ناک تجربہ جہاں کے ٹیوری ایک خاص ملامت کا دریہ بنے گا۔ تفصیل کتاب میں ہے۔



اردن اور اسرائیل کی سرحد پر واقع بحیرہ نمیر یہ جو "میتا آہستہ خشک ہوتا جا رہا ہے۔ یہ اعلیٰ بحیرہ ہے جس کا دریاں کے خرواج کے ساتھ گہرا خشک ہے۔



یہاں فلسطینیوں کا ایک علاقہ جس پر 1948ء میں اسرائیل نے قبضہ کر لیا۔ یہاں مجبوروں کے ہاں پہلے پھل دیتے تھے اب نہیں دیتے۔ ان باغیوں کا خشک ہونا چاہ کے خرواج کی عداوت میں سے ایک علامت ہے۔



دہاں ایک رفتار کے ساتھ سڑکے گا جو دلوں کو اڑھلے جانے والی ہوا کی ہوتی ہے۔ ایسے جہاز کافی پہلے تیار ہو چکے ہیں جو آواز سے بھی کتنا ہی رفتاری کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ ایک طائی مشین سینکڑوں مسافت میں چوبیس زمیں کے گرد چکر لگاتی ہے۔ یہ اسرائیل میں مشین کا ڈیزائن کیا گیا ہے۔ یہ سب دہاں کی ہوا کی تیار کی ہوئی مشینیں ہیں جو ہمیں بتاتی ہیں کہ دہاں کا وقت اب دور نہیں۔ اس کے گرد مے کے کانوں کے درمیان 40 ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ کسی طیارے کے پروں کے درمیان تقریباً 100 فاصلہ ہوتا ہے۔ حال ہی میں اسرائیلی ماہرین نے ہیرن (Heron) نامی ایک طیارہ ایجاد کیا ہے جو اسرائیل کے Palmahim نامی ایئر پورٹ پر کڑا ہے۔ اس کے پیچھے مے پروا اٹھا رہی ہیں جو گرد مے کے کانوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔



برسہ دریاگوں بحر و قنوس میں واقع پر اسرار شلت
خطہ جس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں
سننے میں آتی رہتی ہیں لیکن شیطان، دجال اور
یہودی قائم کردہ نگوں غلاب کے پار مہانگنے کی کوئی
کوشش نہیں کرتا۔

شیطانیں سمندر



مشرق بعید میں بحر، کمال کے دہان اور غیر آباد جزائر آتے ہیں۔ ان کے ارد گرد کے گہرے اور غرناک پانیوں کا
نام ہی "شیطان سمندر" (Devil's Sea) ہے۔ شیطان سمندر اور شیطان نگوں میں خاص مناسبت ہے جو
کتاب میں بیان کی گئی ہے۔



فری مین کی فرضی داستانوں اور جھوٹی حکایتوں کی علامتی تعبیر پر مشتمل بناوٹی تصاویر جو بلاوجہ کا زعم اور وہی علامت کا اعتراف کرتی ہیں۔



اس گمشدہ صندوق کی غلطی
تصویر میں یہودیوں کے
مقدس شجرہ کا نقشہ ہے۔
یہودیوں کے خیال کے مطابق
اس کو وہاں بچا کر لے گا اور
ان شجرہ کا تہ کی حد سے دیکھا ہے
حکومت کرے گا۔



لیکچر فری مین پبلک ہاؤس کمرہ جہاں دجیل فرنٹ مش مشال ہونے والے محرمات سے دکانی پورہ برادری کا سلب لیا جاتا ہے۔



وہاں کی راہ ہموار کرنے والے بدنام زمانہ فوجی تنظیم فری مین کی تقریب سلب برادری کے دوران استعمال ہونے والی چادری اشیاء۔

